دسمبر 2023

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان

ماہ نامہ مبارک پور

اشرفیہ

۴۹ واں عرس حضور حافظ ملت

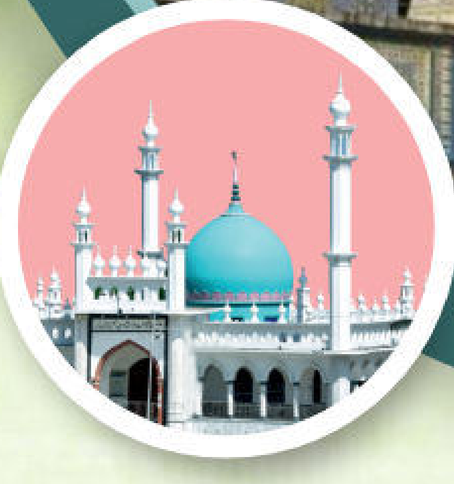

ابو الفیض جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدّث مراد آبادی قدّس سرّہٗ کا 49 واں عرس اپنی تمام تر کامیابیوں کے ساتھ یکم جمادی الآخرہ 1445ھ / 15 دسمبر 2023ء کو اختتام پزیر ہو گیا۔ حدِّ نظر شیدائیوں کا مجمع تھا، علما، مشائخ اور طالبانِ نبویہ کی تعداد بھی شمار سے باہر تھی۔ صاحبِ سجادہ حضرت عزیز ملت علامہ شاہ عبد الحفیظ عزیزی سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ کے زیرِ کرم تمام تقریبات شرعی حدود میں تھیں۔ جامعہ اشرفیہ کے فارغین کی تعداد 556 تھی۔ عرس میں باجماعت نمازوں کا بھرپور اہتمام تھا، پورے عرس پر اعلیٰ نظم و نسق قائم تھا۔ آئندہ برس گولڈن جبلی عرس ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مُبارک حسین مصباحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیادگار: حضور حافظِ ملت علامہ شاہ الحاج عبدالعزیز قدس سرہٗ بانی الجامعۃ الاشرفیہ

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان

ماہ نامہ

اشرفیہ

مبارک پور

زیر سرپرستی

عزیز ملت حضرت علامہ شاہ

عبدالحفیظ عزیزی

سربراہِ اعلیٰ

الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

THE ASHRAFIA MONTHLY Mubarakpur. Azamgarh (U.P.) India. 276404

جلد نمبر 47 شمارہ 12 | دسمبر 2023ء | جمادی الآخر 1445ھ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ : مبارک حسین مصباحی

منیجر : محمد محبوب عزیزی

تزئین کار : مہتاب پیامی

مجلس مشاورت

مولانا محمد احمد مصباحی

مفتی محمد نظام الدین رضوی

مولانا محمد ادریس بستوی

مولانا محمد عبد المبین نعمانی

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ

دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ یو۔ پی۔ ۲۷۶۴۰۴

+91 9935162520 (Manager)

زرِتعاون

اس شمارے کی قیمت	30 روپے
سالانہ (بذریعہ سادہ ڈاک)	300 روپے
سالانہ (بذریعہ رجسٹری)	600 روپے

سری لنکا، بنگلادیش، پاکستان، سالانہ

750 روپے

دیگر بیرونی ممالک

$25 امریکی ڈالر　　£20 پونڈ

نوٹ: آپ ماہنامہ اشرفیہ ہر ماہ انٹرنیٹ پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

http://www.aljamiatulashrafia.org

Email : ashrafiamonthly@gmail.com

mubarakmisbahi@gmail.com

info@aljamiatulashrafia.org

BHIM

BHIM UPI Payments Accepted at

ASHRAFIA MONTHLY

ASHRAFIA MONTHLY

A/c No. 3672174629

Central Bank Of India

Branch : Mubarakpur IFSC : CBIN0284532

اکاؤنٹ میں رقم جمع کرنے کے بعد آفس کے نمبر پر فون کریں یا بذریعہ ڈاک مطلع کریں۔ (منیجر)

مولانا محمد ادریس بستوی نے فیضی کمپیوٹر گرافکس، گورکھ پور سے چھپوا کر دفتر ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ سے شائع کیا۔

نگارشات

اداریہ — 49واں عرس حافظ ملت — مبارک حسین مصباحی — 5

اعتراف

سپاس نامہ — حضرت مولانا محمد نظام الدین مصباحی (یوکے) — 9
سپاس نامہ — حضرت مولانا محمد ارشد مصباحی — 10

مطالعۂ قرآن

تفہیم قرآن — علم الٰہی (چھٹی قسط) — مولانا حبیب اللہ بیگ ازہری — 11

فقہیات

آپ کے مسائل — کیا فرماتے ہیں علماے دین؟ — مفتی محمد نظام الدین رضوی — 13

نظریات

فکر امروز — لڑکیوں کو اعلیٰ تعلیم سے روکنا بالکل غلط — مفتی محمد اسحاق رضوی مصباحی — 15

اسلامیات

شعاعیں — درود و سلام کے فضائل و برکات — محمد فداء المصطفی گیاوی — 16

شخصیات

انوار حیات — حضرت خواجہ داتا علیہ الرحمہ کے احوال و آثار — مولانا محسن رضا ضیائی — 20
انوار حیات — فیضان حافظ ملت کے پیکرِ سلیم — مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری — 23

سیاسیات

آئینۂ وطن — آر ایس ایس کے منصوبے اور سازشیں — محمد ایوب مصباحی — 28

خطابات

قول فیصل — اسلام اور بیت المقدس — مبارک حسین مصباحی — 31

اساطین تصوف

ذکر جمیل — ام المومنین سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا — مفتی محمد اعظم مصباحی مبارک پوری — 37

بزم خواتین

چراغ خانہ — خواتینِ اسلام کی دس قرآنی صفات — ابو العالم — 39

بزم دانش

فکر و نظر — فلسطین اور مسجد اقصیٰ کی تاریخی اور دینی حیثیت — میر افسر امان/آج کی دنیا — 40

ادبیات

نقد و نظر — روزن گنبد خضرا — تبصرہ نگار مہتاب پیامی — 44
خیابان خرم — نعت و منقبت — سید علی حسین اشرفی میاں/سید محمد نور الحسن نور نوابی/سید حسین سیفی سجانی — 48

وفیات

سفر آخرت — دنیاے تدریس کے بے تاج بادشاہ/مفتی اطہر نعیمی کا وصال — محمد مسیح احمد قادری مصباحی/بشارت علی صدیقی — 49

مکتوبات

صداے بازگشت — مولانا محمد عبد الباری نعیمی اعظمی — 51

سرگرمیاں

رودادِ چمن — لائف ممبر شپ الجامعۃ الاشرفیہ — مولانا محمد محبوب عزیزی — 52
عالمی خبریں — ساؤتھ افریقہ میں جلسۂ دستار بندی/دنیا میں مسلمانوں کی بڑھتی تعداد — 55
خیر و خبر — مفتی محمد میاں ثمر دہلوی کا عرس/جامعہ روناہی میں ثمر دہلوی کو یاد کیا گیا/ممبئی میں عرس حضور حافظ ملت/شہر ہبلی میں محفل عزیزی — 56

786

49واں عرس حافظ ملت

556طلبہ کی جامعہ اشرفیہ سے فراغت

مبارک حسین مصباحی

زمانہ آج بھی اور کل بھی ان سے فیض پائے گا
مثالِ چشمۂ آبِ رواں ہیں حافظِ ملت

ابو الفیض جلالۃ العلم استاذ العلما حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی قدس سرہ العزیز(31/ مئی 1976ء) کے 49/ ویں عرس کا یکم جمادی الآخرہ 15 دسمبر 2023ء میں قل شریف ہو گیا۔ اور عرس کی تمام تقریبات بحسن و خوبی اختتام کو پہنچ گئیں۔ حضور حافظِ ملت ایک جامع صفات شخصیت تھے، آپ نے دینی علوم و فنون میں تاریخ ساز خدمات انجام دیں، آپ کے ہزاروں تلامذہ نے ملک اور بیرون ملک میں قابل رشک کارنامے انجام دیے اور اب بھی سیکڑوں تلامذہ عالم اسلام میں حیرت انگیز خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ کی جاں گسل محنتوں اور دعاؤں سے یہ مدرسہ اشرفیہ سے دار العلوم اشرف اور اس سے 1972ء میں الجامعۃ الاشرفیہ کا وجود ہوا۔ آپ منصوبہ ساز، محنتی، وفا پیشہ اور عبادت گزار شخصیت تھے، فرائض و واجبات اور سنن و مستحبات پر عمل کرتے تھے، اپنے پہلو میں درد مند دل رکھتے تھے، حسن اخلاق اور خدمت خلق کا صادق جذبہ رکھتے تھے، بھلائیوں کا حکم فرماتے اور برائیوں سے روکتے تھے۔ بے شمار حضرات سے آپ کے تعلقات اور روابط تھے۔ خاص بات یہ ہے کہ آپ کا ہر متعلق یہ تصور رکھتا تھا کہ حضرت حافظ ملت مجھ سے ہی زیادہ محبت فرماتے تھے۔

حضور حافظ ملت باکمال محدث اور عظیم مفتی تھے، مروجہ علوم نقلیہ اور عقلیہ پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ قریب 40 برس تک آپ نے بخاری شریف کا درس دیا۔ آپ سنجیدہ اور علمی قلم کار تھے، ”معارفِ حدیث“ احادیث نبویہ کی تشریحات پر آپ کی مقبول کتاب ہے۔ دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں آپ بحیثیت صدر مفتی بھی خدمات انجام دیتے تھے، آپ کے دستیاب فتاوی کی ایک ضخیم جلد فتاوی جامعہ اشرفیہ شائع ہو چکی ہے جس کی تلاش، ترتیب، تخریج اور تحقیق راقم سطور مبارک حسین مصباحی نے انجام دی ہے۔ پہلے یہ ترتیب و تخریج ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور میں قسط وار شائع ہوئی اور اب مجلس فقہی جامعہ اشرفیہ سے کتابی شکل میں چھپ چکی ہے۔ آپ کی ”المصباح الجدید“ لاکھوں کی تعداد میں مختلف زبانوں میں شائع ہو رہی ہے ”العذاب الشدید، انباء الغیب، رسالہ ناجیہ وغیرہ کتابیں بھی دنیا بھر میں شائع ہو کر مقبول انام ہیں۔

آپ شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت سید شاہ محمد علی حسین اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی قدس سرہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کا روحانی فیضان ہے جس سے حضور حافظِ ملت بھی چمکے اور جامعہ اشرفیہ مبارک پور بھی زمانے میں شہرۂ آفاق ہوا ہے۔ آپ کو دوسری اہم خلافت و اجازت سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی حضرت صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ نے عطا فرمائی۔ آپ کے بے شمار مریدین و متوسلین ہوئے۔ آج بھی آپ کا سلسلۂ روحانی جانشین حافظِ ملت حضرت عزیز ملت علامہ شاہ عبد الحفیظ عزیزی سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے ذریعہ پھل پھول رہا ہے۔ آپ اپنے ملک اور بیرونی ممالک کے دورے فرماتے رہتے ہیں، جہانِ اہل سنت میں آپ کے مریدین اور متوسلین کثیر تعداد میں ہیں۔ آپ کے خلفا اور اجازت یافتہ حضرات کی تعداد بھی دراز ہے۔

عرس کی پہلی تقریب:

30 جمادی الاولی 1445ھ/14 دسمبر 2023ء میں قیام گاہ حافظ ملت پر فجر کی نماز کے بعد قرآن خوانی سے عرس عزیزی کا آغاز ہوا، نعت، منقبت اور مختصر تقریر کے بعد جانشینِ حافظ ملت نے شجرہ خوانی فرمائی۔ دور تک شیدائیوں کا کثیر مجمع تھا۔ پورا ماحول عشق و محبت میں شرابور تھا آپ نے رقت خیز انداز میں تمام مشائخ کی بارگاہوں میں ایصال ثواب فرمایا۔ حضور حافظ ملت قدس سرہ، اپنی والدہ ماجدہ مرحومہ اور اہلیہ محترمہ مرحومہ کی بارگاہوں میں ایصال ثواب کیا، ملک و ملت اور غزہ اور فلسطین کے دیگر علاقوں کے شہیدوں کے لیے دعائے مغفرت فرمائی، اور عالم

اسلام میں امن وشانتی کے لیے دعافرمائی۔عالم بے خودی میں ہر طرف آمین آمین کی صدائیں گونج رہی تھیں۔

پورے نظم ونسق کو نبیرۂ حافظ ملت حضرت مولانا نعیم الدین عزیزی دام ظلہ العالی سنبھالے ہوئے تھے۔انجمن غوثیہ پرانی بستی کے اراکین رات ہی سے حلوہ تیار کراتے ہیں،فاتحہ کے بعد سب کو شیرینی تقسیم کی گئی۔

یوں تو قصبہ مبارک پور کے مختلف محلوں سے عقیدت کیش چادروں کے جلوس لاتے ہیں اور حضور حافظ ملت کے مزار اقدس پر پیش کر کے دعائیں مانگتے ہیں۔بڑی چادر خانقاہ عزیزیہ پرانی بستی سے آتی ہے جس کی قیادت صاحب سجادہ حضرت عزیز ملت دامت برکاتہم القدسیہ فرماتے ہیں۔یہ چادر دونوں دن نمازِ ظہر کے بعد آتی ہے،بڑے ادب واحترام کے ساتھ جذباتی نعروں کی گونج میں پیش کی جاتی ہیں اور شجرہ خوانی کے بعد حضرت عزیز ملت کی پر سوز دعاؤں پر اختتام پزیر ہوتی ہے۔

عرس حافظ ملت کا پیغام نماز با جماعت کا اہتمام:

عام طور پر بزرگوں کے بارے میں مشہور ہے کہ عقیدت مند قرب وجوار اور دور دراز سے تشریف لاتے ہیں،فاتحہ خوانی کرتے اور قل شریف میں شرکت کی سعادت حاصل کرتے ہیں،قیام وطعام سے سرفراز ہوتے ہیں اور حسب ضرورت مختلف قسم کی خریداری کرتے ہیں۔بعض حضرات چادر پوشی کرتے ہیں۔اگر خانقاہی مشائخ سے سلسلۂ ارادت وابستہ ہے تو ان کی دست بوسی کر کے اپنے مرشدانِ گرامی سے اپنے اور اپنے اہل خانہ کے لیے دعائیں کراتے ہیں۔رہا نماز با جماعت کا مسئلہ تو بعض حضرات اس کی بھی پابندی کرتے ہیں۔باقی حضرات جنھیں توفیق ملتی ہے وہ انفرادی طور پر نمازیں پڑھ لیتے ہیں۔مگر قربان جائیے سرکار حضور حافظ ملت قدس سرہ کے روحانی فیضان پر کہ عرس عزیزی میں نہ صرف یہ کہ عام حضرات با جماعت نماز کی پابندی کرتے ہیں بلکہ جامعہ کے گراؤنڈ میں موجود دوکانوں پر پردے ڈال دیے جاتے ہیں اور عام طور پر دوکاندار بھی پنج وقتہ جماعتوں میں شریک ہوتے ہیں۔اس سلسلے میں خاص محنت کرتی ہے طلبائے اشرفیہ کی نیک دل تنظیم "مجلس خیر خواہ" کہ اس کے منتخب طلبہ عشقِ الٰہی سے سرشار ہو کر اذان سے پہلے چاروں طرف نکل جاتے ہیں اور صدائے نماز لاؤڈ اسپیکر سے لگاتے ہوئے دوکانوں کی شاہراہوں سے گزرتے ہیں۔ہاسٹلوں اور دیگر اقامت گاہوں میں جماعت میں شرکت کی پر سوز دعوت دیتے ہوئے سرگرم نظر آتے ہیں۔مختلف الفاظ میں نماز با جماعت کی ترغیب دیتے ہوئے جب یہ پیغام سناتے ہیں۔"عرس حافظ ملت کا پیغام نماز با جماعت کا اہتمام" تو زائرین اور دوکان دار سب کچھ چھوڑ کر عزیز المساجد کی جانب چل دیتے ہیں،عزیز المساجد میں ایک اندازے کے مطابق پانچ ہزار سے زیادہ نمازی جماعت میں شریک ہو جاتے ہیں،جب کہ مسجد کے پیچھے بھی دور دور تک صفیں لگ جاتی ہیں اور پوری چھت بھی نمازیوں سے بھر جاتی ہے،اس کے باوجود بھی کثیر حضرات با جماعت نماز میں شریک ہونے سے رہ جاتے ہیں،بعد میں بھی متعدّد جماعتیں ہوتی رہتی ہیں اور انفرادی طور پر بھی پڑھتے رہتے ہیں۔اس بار ماشاء اللہ انتظامیہ نے عزیز المساجد کے دکھن روڈ کے بعد استنجاخانے کی عمارت بھی بنوادی ہے۔اس کی بیرونی دیواروں پر طول وعرض میں کثیر تعداد میں آرام دہ وضو خانے بھی بنوادیے ہیں۔وہائٹ کلر کی یہ عمارت لائٹوں میں جگمگاتی رہتی ہے۔

مجلس خیر خواہ کے طلبہ بے حد مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے چند طلبہ کو باری باری حافظِ حافظ ملت کے مزار اقدس کے لیے بھی منتخب کر دیا ہے۔کچھ طلبہ تینوں گیٹ پر رہتے ہیں جو گاہے گاہے مزارات پر حاضری کے آداب بیان کرتے ہیں۔اور چند طلبہ مزار شریف سے متّصل رہتے ہیں،جو چادریں اور عطر وغیرہ لے کر ادب واحترام سے مزار اقدس پر پیش کرتے ہیں اور زائرین کو مزار شریف سے پھول وغیرہ اٹھا کر بھی پیش کرتے ہیں اور اذان کے بعد مزار شریف کے تمام دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔

خاص اور سب سے خاص بات یہ ہے کہ جامعہ اشرفیہ کے وسیع گراؤنڈ میں کوئی خاتون نظر نہیں آتی۔

عزیزی لنگر اور عزیزی کتابستان:

یہ جان کر آپ کو مسرت ہوگی کہ حضور حافظ ملت کے عرس میں عوام کا توجم غفیر ہوتا ہی ہے مگر علما،مشائخ اور طالبان علوم نبویہ بھی بڑی تعداد میں ہوتے ہیں۔جامعہ اشرفیہ میں اتنی کثیر عمارتیں ہیں کہ عام طور پر زائرین کو کوئی خاص پریشانی نہیں ہوتی اور عرس کمیٹی کی جانب سے سب کے لیے کھانے کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔عرس کا لنگر ماشاء اللہ زائرین تبرک سمجھ کر تناول فرماتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کھانے کا ذائقہ

وفور عقیدت سے بھی بڑھ جاتا ہے اور مسئلہ صرف عزیزی لنگر کا نہیں بلکہ فارغین بھی اپنے اپنے طور پر اچھے کھانے بنواتے ہیں، اساتذہ اور دیگر حضرات بھی کھانوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ پھر عرس میں بڑی تعداد میں بریانی اور دیگر کھانوں کے ہوٹل بھی ہوتے ہیں۔

جی ہاں، ذکر کرنا تھا عزیزی کتابستان کا۔ اشرفی دار المطالعہ کے سامنے اور عالیہ بلڈنگ کے عقب میں عزیزی کتابستان بڑے سلیقے سے لگایا گیا تھا جس میں پچاس سے زائد دو کانیں تھیں جن میں اکثر کتابوں کی دو کانیں تھیں، چند دو کانیں ٹوپیوں، رومالوں، صدریوں اور جبوں کی رہتی ہیں۔

دونوں دن کے اجلاس عام:

پروگرام کا میدان عزیز المساجد کے سامنے ہے مگر اس بار سردی کی وجہ سے عزیز المساجد میں رکھا گیا۔ دونوں دن جلسوں کی صدارت صاحب سجادہ حضور عزیز ملت دامت برکاتہم القدسیہ نے فرمائی۔ نظم و نسق پر نعیم ملت حضرت مولانا نعیم الدین عزیزی اور صدر المدرسین حضرت مفتی بدر عالم مصباحی وغیرہ پوری طرح نظر رکھے ہوئے تھے۔ نظامت کے فرائض حضرت مولانا قیصر اعظمی انجام دے رہے تھے۔

قرآن عظیم کی تلاوت سے پہلے دن اجلاس عام کا آغاز ہوا، نعوت و مناقب ہوئیں، تقاریر کا نورانی سلسلہ شروع ہوا، حضرت مولانا جمیل احمد کے خطاب کے بعد واعظِ شیریں بیان حضرت مولانا توصیف رضا مصباحی سنبھلی، حضرت مولانا ذاکر حسین گیاوی اور عظیم قائد معروف خطیب حضرت مولانا محمد عمر نورانی مصباحی بیت الانوار گیا کے خطابات ہوئے، پرسوز اور پرجوش خطابات کے اثرات مجمع پر چھائے ہوئے تھے، ولی عہد نعیم ملت حضرت مولانا نعیم الدین عزیزی درمیان درمیان میں مختصر مختصر ارشادات فرماتے رہے۔ آخر میں صاحب سجادہ عزیز ملت حضرت مولانا شاہ عبد الحفیظ کا عزیزی دامت برکاتہم العالیہ تشریف لائے، آپ نے ضروری ہدایات سے سرفراز فرمایا دوسرے دن کے اجلاس اور دیگر تقریبات کا اعلان فرمایا، صلاۃ و سلام اور دعائے خیر کے بعد اجلاس اختتام پزیر ہوا۔

دوسری شب کا اجلاس بھی عزیز المساجد میں شروع ہوا، نعوت و مناقب کا دلکش سلسلہ جاری رہا۔ ابتدائی خطابات کے بعد حضرت مولانا قاری برہان رضا فیضی، کاٹھ مانڈو، نیپال، حضرت مولانا فیض احمد مصباحی ساؤتھ افریقہ، معروف خطیب حضرت مولانا مفتی ہاشم اشرفی کا انقلاب آفریں خطاب ہوا۔ آخری اور اہم خطاب خطیب الہند حضرت مولانا عبید اللہ خان اعظمی سابق ایم پی کا ہوا۔ آپ کے اثر انگیز اور تفصیلی خطاب پر تبصرہ کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔

نعوت و مناقب پیش کرنے والوں کی تعداد بھی قابلِ ذکر ہے۔ ہم یہاں چند نام پیش کرتے ہیں، معروف نعت خواں مولانا عبد الوکیل چھپراوی، قاری اشہر مبارک پوری اور حضرت مولانا قسمت سکندر پوری، اشفاق عالم لکھنؤ، مشاہد رضا، شاہ جہاں، قاسم ندیم بھدوہی وغیرہ۔

قسمت سکندر پوری کا یہ شعر بہت پسند کیا گیا۔

یہ جامعہ تو ہے ہر مسئلے کا حل لیکن
کسی کسی کے لیے مسئلہ بنا ہوا ہے

حافظِ ملت اور اشرفیہ ایوارڈس:

حضرت مولانا نعیم الدین عزیزی ولی عہد خانقاہ عزیزیہ مائک پر تشریف لائے، آپ نے فرمایا کہ فارغین اشرفیہ کی تعداد ہزاروں میں ہے اور سب اپنے اپنے میدانوں میں آفتاب و ماہ تاب ہیں، سب کو بیک وقت ایوارڈ دینا مشکل ہے۔ تنظیم ابنائے اشرفیہ حضور عزیز ملت کی سرپرستی میں ہر سال دو نام ور فضلا کو حافظِ ملت ایوارڈ تفویض کرتی ہے اور یہ سب کچھ اساتذہ کی مشاورت کے بعد ہوتا ہے۔ امسال حضرت مولانا محمد ارشد مصباحی خطیب و امام جامع مسجد مانچسٹر، یوکے و بانی اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن انٹرنیشنل اور نام ور فاضل جلیل حضرت مولانا محمد نظام الدین مصباحی پٹیل صدر المدرسین دار العلوم غوثیہ رضویہ، یوکے کو حافظِ ملت ایوارڈ سے سرفراز کیا جا رہا ہے۔ حضرت مولانا نظام الدین مصباحی کسی وجہ سے تشریف نہیں لا سکے۔ حضرت مولانا ارشد مصباحی کو حضور صاحبِ سجادہ کے دستِ مبارک سے "حافظِ ملت ایوارڈ" اور توصیف نامہ پیش کیا گیا۔

مبلغ اہلِ سنت حضرت مولانا محمد ارشد مصباحی نے ہدیۂ تشکر پیش کیا۔

حضرت مولانا محمد نعیم الدین عزیزی نے تین اہم افراد کی دینی خدمات کے اعتراف میں "اشرفیہ ایوارڈ" کا اعلان فرمایا، حضرت عزیز

ملت نے اپنے دست مبارک سے پیش فرمایا۔ ان تین شخصیات کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔(1)الحاج مختار صفی صاحب، جمشید پور، جھارکھنڈ(2) الحاج وصی الدین نورانی صاحب، ممبرا، ممبئی، مہاراشٹر(3) الحاج غلام یٰسین صاحب، ممبئی۔

قل شریف:

قرائے کرام نے قل شریف کی تلاوت فرمائی، حضور صاحب سجادہ دامت برکاتہم القدسیہ نے شجرہ شریف پڑھا اور حضور حافظ ملت نور اللہ مرقدہ اور دیگر اہم بزرگوں کی بارگاہوں میں ایصال ثواب فرمایا۔ زائرین، ملک وملت اور عالم اسلام کی فلاح و بہبود اور امن وشانتی کے لیے دعا فرمائی۔

دستاربندی:

حضرت مولانا مفتی زاہد علی سلامی استاذ و مفتی جامعہ اشرفیہ نے فارغین کے نام پیش کیے اور حضور عزیز ملت اور دیگر بزرگوں کے ہاتھوں حسب ذیل طلبہ کی دستار بندی کی گئی:

درجہ	تعداد	
تحقیق فی الحدیث	5	
تحقیق فی الفقہ	5	
تحقیق فی الادب	4	
فضیلت	167	
فضیلت خصوصی	70	
حفظ	8	
میزان	259	ان کو دستار دی جارہی ہے
مولوی و قاری (روایت حفص)	143	
عالم	154	
میزان	297	انھیں صرف سند دی جائے گی۔
کل فارغین	556	

عرس کے پروگرام میں علما اور مشائخ کی کثیر تعداد تھی، چند نام پیش خدمت ہیں:

نور اشرفیت انیس ملت حضرت مولانا سید انیس اشرف اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم القدسیہ بانی و سربراہ جامعہ سلطاں خاتون للبنات بسکھاری، شیخ طریقت حضرت سید شاہ محی الدین اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشیں خانقاہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ، حضرت سید شاہد محامد اشرف اشرفی جیلانی بسکھاری شریف، معتمد خانقاہ اشرفیہ حضرت سید شاہ خلیق اشرف اشرفی جیلانی بسکھاری شریف، پیر طریقت حضرت سید شاہ لئیق میاں نقش بندی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ نقش بندیہ سنڈیلا شریف، امین ہدایت رہبر طریقت حضرت مولانا شاہ امین الہدیٰ سجادہ نشین خانقاہ بیت الانوار گیا، نصیر ملت حضرت علامہ شاہ محمد نصیر الدین عزیزی سابق استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور، نگر مفتی مراد آباد حضرت علامہ مفتی عبد المنان کلیمی صدر المدرسین جامعہ اکرام العلوم لال مسجد مراد آباد، مبلغ اہل سنت حضرت مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری، پیر طریقت حضرت مولانا سید شاہ غازی ربانی، باندہ، خلیفۂ عزیز ملت حضرت مولانا محمد حنیف مصباحی شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ عزیز العلوم بھوج پور، حضرت مولانا منظور احمد عزیزی شیخ الحدیث جامعہ عربیہ سلطان پور، حضرت مفتی مبشر رضا ازہر مصباحی، نوری دار الافتا سنی جامع مسجد، بھیونڈی وغیرہ۔

ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ برس حضور حافظ ملت نور اللہ مرقدہ کا پچاسواں عرس یعنی گولڈن جبلی ہوگا، اس سلسلے کی تفصیلات سے ہم آگاہ کرتے رہیں گے۔

***

سپاس نامہ حافظِ ملت ایوارڈ

بخدمت گرامی فاضل اشرفیہ حضرت مولانا محمد نظام الدین مصباحی صدر المدرسین دار العلوم غوثیہ رضویہ، یوکے

بسم اللہ الرحمن الرحیم*نحمدہ نصلی علی رسولہ الکریم

محترم حضرات! اس وقت ہم اور آپ جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی قدس سرہ کے انچاسویں عرس کی بہاروں سے سرشار ہیں۔ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور آپ کا زریں کارنامہ ہے۔ فرزندان اشرفیہ کی تحریک تنظیم ابنائے اشرفیہ، مبارک پور عرس عزیزی کے موقع پر فضلا کی خدمات کے اعتراف میں ”حافظ ملت ایوارڈ“ تفویض کرتی ہے۔ امسال فاضل جلیل حضرت مولانا محمد نظام الدین مصباحی زید فضلہ کا انتخاب عمل میں آیا ہے۔ تنظیم ان کی مختلف دینی خدمات کے اعتراف میں ”حافظ ملت ایوارڈ“ دے رہی ہے۔

مولانا محمد نظام الدین مصباحی صوبہ گجرات کے مردم خیز ضلع بھروچ کے موضع مورچن میں 23/جون 1975ء کو حاجی علی موسی پٹیل کے گھر پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ شمع ہدایت الاسلام، مورچن (بھڑوچ) میں حاصل کی، پھر دار العلوم نور محمد، دیادرہ میں درجہ ثانیہ تک کی کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے ہندستان کی مرکزی دینی درس گاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور 1993ء میں درجہ ثالثہ میں داخلہ لیا اور یہاں کے ماہر علم وفن اور بافیض اساتذہ سے تقریباً چھ سال تک رہ کر ان کے خوان علم وفضل سے خوشہ چینی کرتے رہے۔ 1998ء میں عرس عزیزی کے حسین موقع پر دستار فضیلت سے نوازے گئے اور اس کے بعد سند فضیلت سے سرفراز کیے گئے۔ حضرت مولانا محمد نظام الدین مصباحی کی خدمات کا سلسلہ ہندستان میں دو برس تک رہا اور اس کے بعد برطانیہ میں تدریسی، تبلیغی، تحریری اور اشاعتی کارنامے انجام دے رہے ہیں جن کی قدرے تفصیل حسب ذیل ہے:

جامعہ اشرفیہ سے فراغت کے بعد تقریباً دو سال تک گجرات کے علاقے میں درس وتدریس اور وعظ ونصیحت کے ذریعے تبلیغ دین انجام دیتے رہے۔ 2000ء میں آپ برطانیہ تشریف لے گئے۔ ابتدا میں چند سالوں تک امامت وخطابت کے فرائض انجام دیے، اس کے بعد بلیک برن، یوکے کی سرزمین پر دار العلوم غوثیہ رضویہ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔ اب باضابطہ طور پر اسی ادارے میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

مولانا موصوف سب کے خیر خواہ، علما کے قدرداں اور جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے سچے ہمدرد ہیں۔ خود بھی اپنی مادر علمی جامعہ اشرفیہ کی تعمیر وترقی میں حصہ لیتے رہتے ہیں اور اپنے احباب کو بھی اس کی طرف راغب کرتے ہیں۔ آپ بہترین خطیب، کامیاب مصنف اور مترجم بھی ہیں۔ برطانیہ کے مختلف علاقوں میں تقریر وخطابت کے لیے مدعو کیے جاتے ہیں۔ برطانیہ کی سرزمین پر دینی کتابوں کی اشاعت کے لیے ”جماعت رضائے مصطفیٰ، یوکے“ نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔ آپ کے نوک قلم سے کئی ایک کتابیں منصۂ شہود پر آچکی ہیں جن میں مصباح الاعتکاف، مصباح العمرہ، نوادر التوقیت، مسائل علم وعلما، قطف الازہار من بستان المرقات، نظام القراءت اور وسوسوں کے احکام اور ان کا شرعی علاج وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ آپ نے ”جماعت رضائے مصطفیٰ“ کے پلیٹ فارم سے قدیم گجراتی بزرگوں کی کتابوں کے ضخیم اور مختصر تراجم بھی شائع کیے ہیں۔ مولانا محمد نظام الدین مصباحی کی خدمات کا یہ اجمالی تعارف ہے اور یہ ساری بہاریں اور برکتیں مبارک پور کی سرزمین پر آرام فرما ابوالفیض حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے طفیل ہیں کہ جن کے سایۂ کرم میں آنے والے نہ جانے کتنے ذرے آفتاب بن گئے کسی نے سچ کہا ہے۔

زمانہ آج بھی اور کل بھی ان سے فیض پائے گا — مثال چشمۂ آب رواں ہیں حافظ ملت

مولانا موصوف کی ان ہی خدمات کے اعتراف اور حوصلہ افزائی میں تنظیم ابنائے اشرفیہ آپ کو ”حافظ ملت ایوارڈ“ تفویض کر رہی ہے اللہ تعالی اپنے حبیب ﷺ کے صدقے آپ کی خدمات کو شرف قبول عطا فرمائے، صحت وسلامتی کے ساتھ طویل عمر سے سرفراز فرمائے اور مزید دینی خدمات کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

مورخہ یکم جمادی الآخرہ 1445ھ — **عبدالحفیظ** عفی عنہ

15/دسمبر 2023ء — صدر تنظیم ابنائے اشرفیہ وسربراہ اعلیٰ جامعہ ارفیہ مبارک پور

سپاس نامہ حافظِ ملت ایوارڈ

بخدمت گرامی حضرت مولانا محمد ارشد مصباحی، خطیب وامام جامع مسجد مانچسٹر، یوکے وبانی اعلی حضرت فاؤنڈیشن انٹرنیشنل

بسم اللہ الرحمن الرحیم*نحمدہ نصلی علی رسولہ الکریم

آج انچاسویں عرس حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی قدس سرہ کے فیض بار موقع پر تنظیم ابنائے اشرفیہ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کے لائق وفائق فرزند حضرت مولانا محمد ارشد مصباحی کو ان کی تبلیغی، دینی، ملی، سماجی اور اصلاحی خدمات کے اعتراف میں "حافظ ملت ایوارڈ" اور "سپاس نامہ" پیش کر رہی ہے۔

حضرت مولانا محمد ارشد مصباحی کے آبا و اجداد مالیگاؤں، مہاراشٹر کے باشندے تھے۔ دادا جان حضرت مولانا محمد یونس مالیگ، مالیگاؤں کے مشہور عالم تھے۔ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا حافظ محمد میاں مالیگ، مالیگاؤں سے ہجرت کر کے احمد آباد گجرات تشریف لے گئے اور وہیں پر 3/ دسمبر 1968ء میں حضرت مولانا محمد ارشد مصباحی کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اپنے والد بزرگ وار کی خدمت میں ناظرہ قرآن مجید اور ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ بڑودہ، گجرات کے ایک سکول میں درجہ ہائی اسکول تک آپ نے عصری تعلیم حاصل کی۔ 1978ء میں اپنے والد محترم کے ساتھ یوکے تشریف لے گئے مدرسہ تبلیغ الاسلام بریڈ فورڈ، یوکے میں قرآن مجید حفظ کیا۔

درس نظامی کی ابتدائی کتابیں مفکر اسلام حضرت علامہ قمر الزماں اعظمی سے پڑھیں اس کے علاوہ جامعہ الکرم ملٹن کینز، سرگودھا، پنجاب کے ایک ادارے میں بھی کچھ سالوں تک آپ نے علمی تشنگی بجھائی۔ پھر اعلی تعلیم کے لیے حضرت علامہ قمر الزماں اعظمی کے مشورے سے 1991 میں ازہر ہند جامعہ اشرفیہ، مبارک پور میں داخلہ لیا اور 1993ء میں عرس عزیزی کے حسین موقع پر علما مشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار بندی ہوئی۔

فراغت کے بعد 1994ء میں جامعہ الکرم میں تدریس سے آپ کی خدمات کا سلسلہ شروع ہوا، آپ بہترین خطیب، صاحب طرز مقالہ نگار، عظیم مبلغ و داعی ہیں۔ دنیا کے مختلف ملکوں مثلاً امریکہ، کناڈا، ساؤتھ افریقہ، ناروے، ہالینڈ اور ویسٹ انڈیز وغیرہ میں تبلیغی دورے کرتے رہتے ہیں۔ آپ کے خطابات اردو اور انگریزی زبانوں میں یکساں ہوتے ہیں۔ آپ کے دست مبارک پر الحمد للہ اب تک تقریباً دو ہزار غیر مسلم کفر وشرک سے توبہ کر کے اسلام قبول کر چکے ہیں۔ آپ کی تبلیغی اور دعوتی خدمات کے اعتراف میں الازہر یونیورسٹی، مصر کا امتیازی تمغہ "الدرع الممتاز" پیش کیا گیا ہے۔

حضرت مولانا محمد ارشد مصباحی کئی اداروں اور تنظیموں کے بانی اور سرپرست بھی ہیں، یوں تو بہت سے دینی اداروں اور مدارس کے لیے آپ کا دست کرم کھلا رہتا ہے لیکن اپنی مادر علمی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی تعمیر و ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور احباب اہل سنت کی بھی جامعہ اشرفیہ مبارک کے تعاون کی طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں۔

آپ بی بی سی لندن اور دیگر ٹیلی ویژن چینل کے پروگراموں میں شرکت کرتے رہتے ہیں اور موثر انداز میں مذہب اسلام کی ترجمانی کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ رب قدیر و مقتدر اپنے محبوبان بارگاہ کے صدقے آپ کی خدمات جلیلہ کو قبولیت سے سرفراز فرمائے اور تاحیات دین متین کی نشر و اشاعت کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم.

مورخہ یکم جمادی الآخرہ 1445ھ — **عبد الحفیظ** عفی عنہ

15/ دسمبر 2023ء — صدر تنظیم ابنائے اشرفیہ و سربراہ اعلیٰ جامعہ ارفیہ مبارک پور

تفہیم قرآن

چھٹی قسط

علمِ الٰہی

قرآنی آیات کی روشنی میں

مولانا محمد حبیب اللہ بیگ ازہری

مختصر یہ کہ اللہ رب العزت انسان کو اس کے تمام مراحل میں جانتا ہے، عالم ارواح میں، باپ کے صلب میں، ماں کے رحم، دنیا کی فانی زندگی میں، قبر کی برزخی زندگی میں اور آخرت کی دائمی زندگی میں انسان کو اس کے جملہ احوال وکوائف اور اقوال وافعال کے ساتھ جانتا ہے، اور جس معاملے میں چاہے مؤاخذہ کرنے پر قادر ہے، لہٰذا بندے پر ضروری ہے کہ وہ اللہ پر ایمان رکھے اور اسی کی طاعت وبندگی کو اپنے لیے سرمایۂ افتخار اور ذریعۂ نجات سمجھے۔

8-اللہ کو خوابوں کا علم ہے

خواب ایک حیرت انگیز حقیقت ہے، کسی کو نہیں معلوم کہ سونے کے بعد خواب میں کیا نظر آنے والا ہے، بلکہ بارہا ایسا بھی ہوتا ہے کہ لوگ خواب دیکھ لیتے ہیں، لیکن بیدار ہونے کے بعد یاد ہی نہیں رہتا کہ کیا دیکھا کیا نہیں دیکھا، اور جب اپنے خواب کا یہ حال ہے تو دوسروں کے خواب کا حال کیا ہوگا، سونے والے مزے کی نیند سوتے ہیں، دلچسپ خواب دیکھتے ہیں، قریب بیٹھے افراد کو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ سونے والا خواب دیکھنے میں مصروف ہے، بہر کیف یہ بندوں کا حال ہے، وَ لِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى۔ اللہ کی شان ہی نرالی ہے، وہ ہر بندے کے ہر خواب کو جانتا ہے، بلکہ خواب بعد میں آتے ہیں، اور ہر چیز علم الٰہی میں پہلے سے واضح ومتعیّن ہوجاتی ہے، قرآن کریم نے متعدّد خوابوں کا ذکر کیا ہے، جو علم الٰہی کی وسعتوں پر روشن دلیل ہیں، ہم یہاں ان میں سے ایک خواب کا ذکر کریں گے، فرمایا:

اِذْ یُرِیْكَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ قَلِیْلًا ؕ وَ لَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِیْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَ لَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ 0043[سورۂ انفال:43]

اے نبی! اس وقت کو یاد کرو جب اللہ آپ کو ان کی تعداد کم کر کے دکھاتا رہا، اور اگر اللہ ان کی تعداد بڑھا کر دکھاتا تو اے مسلمانو! تم میں بزدلی در آتی، اور تم اس معاملے میں اختلاف کر بیٹھتے، لیکن اللہ نے تمھیں بچا لیا، بے شک اللہ دلوں کے احوال جانتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو خواب میں کفار کو مختصر تعداد میں دکھایا، رسول اقدس ﷺ نے صحابہ کرام سے اپنا خواب بیان کیا تو صحابہ کرام کو مزید حوصلہ ملا، اور قلیل تعداد میں ہونے کے باوجود پوری ہمت اور جواں مردی کے ساتھ کفار کا مقابلہ کیا، اور اسلام کو عزت وسربلندی عطا کی۔

اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ اللہ رب العزت اپنے بندوں کے خوابوں کو جانتا ہے، اور خوابوں کے نتیجے میں دلوں پر مرتب ہونے والے اثرات کو بھی جانتا ہے، اسی لیے وہ کبھی حق کی حمایت اور باطل کی شکست کے لیے اپنے بندوں کو خواب کے مراحل سے گزارتا ہے، پھر انھیں منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔

9-اللہ کو مختلف زمانوں میں پیش آنے والے واقعات کا علم ہے

واقعات دو طرح کے ہوتے ہیں، ایک وہ جو مجمع عام میں پیش آتے ہیں، اور عوام وخواص میں مشہور ہوجاتے ہیں، دوسرے وہ جو گوشۂ تنہائی میں پیش آتے ہیں، اور صاحب معاملہ کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں ہوتے، قرآن کریم نے دونوں طرح کے واقعات ذکر کیے، تاکہ اس بات پر نص قائم ہوجائے کہ اللہ خلوت وجلوت میں پیش آنے والے سارے واقعات کو جانتا ہے، ہم یہاں اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف دوسری قسم کے چند واقعات کی نشان دہی کریں گے۔

1- حضرت یونس علیہ السلام کے قصے میں ہے:

وَ ذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْهِ فَنَادٰى فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ﳓ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ 0087 ۚۖ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَ نَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَ كَذٰلِكَ نُـْۨجِی الْمُؤْمِنِیْنَ 0088۔[سورۂ انبیا:88/87]

یعنی مچھلی کے پیٹ میں جانے والے یونس کو یاد کرو، جب وہ

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

اپنی قوم سے ناراض ہوکر روانہ ہوا، اور یہ گمان کیا کہ ہم اس پر تنگی نہیں کریں گے، پھر اس نے تہ بہ تہ تاریکیوں سے پکارا، اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تیرے لیے تسبیح ہے، بے شک میں نے اپنے اوپر زیادتی کی۔ ہم نے اس کی دعا سن لی، اور اسے غم سے نجات دے دی، اور ہم اسی طرح مسلمانوں کو نجات دیتے ہیں۔

حضرت یونس علیہ السلام اپنے وطن سے روانہ ہوئے تو آپ کو کسی نے نہیں دیکھا، لیکن اللہ اس وقت بھی آپ کو دیکھ رہا تھا، اور جب مچھلی کے پیٹ میں پہنچے تو تین تاریکیوں نے آپ کا حصار کرلیا، رات کی تاریکی، سمندر کی تاریکی اور مچھلی کے پیٹ کی تاریکی، آپ نے ان تہ بہ تہ تاریکیوں سے اپنے رب کو یاد کیا اور اس کی تسبیح بیان کی، پروردگار عالم نے آپ کی تسبیح سن لی، اور آپ کو ظلمتوں سے نجات عطا فرمادی۔

یہ واقعہ اس بات پر روشن دلیل ہے کہ اللہ ہر غیب کو جاتا ہے، کوئی بھی واقعہ دنیا کی نظروں سے اوجھل ہوسکتا ہے، لیکن اللہ سے مخفی نہیں رہ سکتا، بلکہ سچی بات یہ ہے کہ واقعات بعد میں پیش آتے ہیں، اور ہر شی علم الٰہی میں پہلے ہی سے واضح و متعیّن ہوتی ہے۔

2– حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے میں ہے:

وَ رَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَ قَالَتْ هَیْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ 0023 وَ لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَ هَمَّ بِهَا لَوْ لَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَ الْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ۔ [سورۂ یوسف: 24/23]۔

اور ہمارا پیغمبر یوسف جس عورت کے گھر میں تھا اسی عورت نے یوسف کو لبھانا چاہا، اور اس عورت نے دروازے بند کرلیے، اور کہا: آجاؤ، یوسف نے کہا: اللہ کی پناہ! میرے مالک نے میری رہائش کا بہتر انتظام کیا ہے، بے شک ظالم فلاح یاب نہیں ہوتے۔ اس عورت نے ارادہ کرلیا، اور اگر یوسف اپنے رب کی دلیل نہ دیکھتا تو وہ بھی ارداہ کرلیتا، ہم اسی طرح اس سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیتے ہیں، بے شک وہ ہمارے مخلص بندوں میں ہے۔

ان آیات کا پس منظر یہ ہے کہ عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدا، اور انھیں اپنی بیوی کے حوالے کرکے کہا کہ اس مہمان کی رہائش کا بہترین انتظام کرو، ہم اس سے فائدے اٹھائیں گے، یا اسے بیٹا بنالیں گے، اس طرح حضرت یوسف علیہ السلام قصر شاہی میں رہنے لگے، مرور ایام کے ساتھ عزیز مصر کی بیوی آپ پر فریفتہ ہوگئی، ایک دن اس نے حضرت یوسف کو اپنے حجرے میں بلاکر سارے دروازے بند کردیے، اور انھیں اپنی طرف راغب کرنا چاہا، حضرت یوسف نے اللہ کی پناہ مانگی، اور مالک کے ساتھ خیانت و بد دیانتی سے انکار کردیا، اور وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے، پھر آگے تفصیلی واقعہ ہے۔

ہمیں یہاں بس اتنا بتانا ہے کہ حضرت یوسف کے ساتھ زلیخا کا واقعہ سات دروازے بند کمرے میں پیش آیا، اس واقعہ کی اطلاع نہ عزیز مصر کو تھی، نہ قصر شاہی کے دوسرے امرا اور خدام کو، لیکن بات وہی ہے کہ کوئی بھی معاملہ بندوں سے چھپایا جاسکتا ہے، اللہ سے نہیں، اللہ رب العزت نے پیغمبر حسن و جمال کی عفت و پاک دامنی کا سارا واقعہ ملاحظہ فرمایا، اور صبح قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے ان کی خشیت و خدا ترسی اور جذبۂ طاعت کو نمونۂ عمل بناکر پیش فرمایا۔

3– اصحاب کہف کا قصہ علم الٰہی پر روشن دلیل ہے، ان کا واقعہ یہ ہے کہ یہ لوگ نصرانی تھے، اپنے ایمان کی حفاظت کے لیے اور اس دور کے جابر و متکبر بادشاہ دقیانوس کے ظلم و ستم سے بچنے کے لیے ایک پہاڑ میں پناہ گزیں ہوگئے، بادشاہ نے اس غار کے ارد گرد دیوار بنوادی، تاکہ وہ لوگ اسی غار میں محبوس ہوکر تباہ ہوجائیں، اللہ تعالی نے ان پر تین سو سال کے لیے نیند مسلط کردی، اس دوران کئی حکومتیں بدلیں، کئی خدا پرست بادشاہ آئے، دین حق کا پرچم بلند ہوا، اور اہل حق امن وعافیت کے ساتھ رہنے لگے، پھر فرقہ پرستی کا دور شروع ہوا اور بعث بعد الموت کی نوعیت و حقیقت کے معاملے میں لوگوں کے درمیان اختلافات کا طویل ترین سلسلہ شروع ہوگیا۔

اس دور کا عادل بادشاہ بیدروس خلوت نشین ہوکر دعا کرنے لگا کہ خدایا! کوئی ایسی نشانی ظاہر فرمادے کہ بعث کے سلسلے میں اختلافات ختم ہوجائیں، اور بعث پر کامل یقین و اعتماد بحال ہوجائے، اللہ نے اس نیک بادشاہ کی دعا سن لی، اور تین سو سال پہلے غار میں پناہ لینے والے اصحاب کہف کو ان کی نیند سے بیدار کردیا اور دنیا کو اس حقیقت سے آگاہ فرمادیا کہ بعث برحق ہے، جو رب تین سو سال کے بعد معدودے چند افراد کو ان کی نیند سے اٹھانے پر قادر ہے وہ عالم برزخ کی طویل ترین نیند کے بعد اپنے تمام بندوں کو ان کی قبروں سے اٹھانے پر بھی قادر ہے، فرمایا:

(جاری)

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ دین/سوال آپ بھی کرسکتے ہیں

آپ کے مسائل

مفتیِ اشرفیہ
محمد نظام الدین رضوی
کے قلم سے

مسجد و مدرسہ کے لیے ایگریکلچرل اور نان ایگریکلچرل زمین کے وقف کا مسئلہ

السلام علیکم ورحمة الله و بركاته .

مفتی صاحب کی بارگاہ میں عرض ہے کہ مسجد و مدرسہ کے لیے ایسی زمین جو ایگریکلچر (کھیتی باڑی) ہو خریدی گئی یا کسی نے وقف کیا ہو، اب اس زمین کے قانونی کاغذات کسی ٹرسٹ کے نام نہیں بنتے ہیں اور زمین ایگریکلچر ہونے کی وجہ سے تعمیرات کی اجازت بھی حکومتی ادارے کی طرف سے نہیں ملتی ہے اور اگر ہم مسجد و مدرسہ کے پلاٹ کو ایگریکلچر سے نون ایگریکلچر (برائے مکان و دکان کروانے جاتے ہیں تو مسجد و مدرسہ کی زمین کا رقبہ کم ہونے کی وجہ سے نون ایگریکلچر نہیں ہوتا ہے، کیوں کہ کسی بھی زمین کو ایگریکلچر سے نون ایگریکلچر کروانے کے لیے کم سے کم پانچ ہزار مربع فٹ زمین ہونا ضروری ہوتا ہے اور جس سے زمین خریدے تھے وہ بھی اس کام کے لیے راضی نہیں ہوتا ہے، کیوں کہ اس طرح کا کام کروانے کے لیے کافی رقم خرچ کرنا پڑتی ہے اور وقت بھی کافی لگتا ہے۔ جس کی وجہ سے کھیتی کے مالک سے ایسے ہی زمین لے کر نوٹری پر بیچ دیا جاتا ہے اور وہ زمین حکومتی سطح پر کھیتی کی زمین شو ہوتی ہے۔ اب اگر ہم کو مسجد و مدرسہ کی جگہ کا، نون ایگریکلچر کروانا ہے تو اس سروے نمبر پر جتنی جگہیں ہوں گی سب کا کروانا پڑے گا، بسا اوقات اس سروے نمبر پر اچھی خاصی آبادی بس چکی ہوتی ہے اور کئی ہزار مربع فٹ زمین بھی ہوتی ہے جس کی وجہ سے کافی رقم خرچ کرنا پڑتی ہے اور نون ایگریکلچر کروانا اس لیے ضروری ہوتا ہے تاکہ مسجد و مدرسہ کی زمین کے کاغذات بن جائیں ورنہ نوٹری ہی کروانا پڑے گا جو کہ مضبوط کاغذ نہیں ہوتا ہے۔

مذکورہ معلومات کی روشنی میں دریافت طلب امر ہے کہ...

مسجد و مدرسہ کی حفاظت کے لیے کیا ہم لوگوں کی زمین کا، نون ایگریکلچر کرواسکتے ہیں۔ جس کی رقم مسجد و مدرسہ سے لینا پڑے گی یا تو مجلس مالیات سے لے کر ادا کرنا پڑے گی؟ برائے کرم اس معاملے میں ہماری رہنمائی فرما کر ثواب کے حق دار بنیں۔

الجواب: کاشت کی زمین کو جب قانونی طور پر غیر کاشت کی زمین میں بدلنا بہت ہی دشوار، پیچیدہ اور انتہائی مہنگا ہے تو۔

(1) ممکن حد تک ایسی زمین لینے سے بچیں اور کوشش کریں کہ غیر کاشت والی زمین ہی خریدی جائے تاکہ اپنا مال برباد نہ ہو اور تنگ و دو کی زحمت سے بھی نجات رہے۔

(2) اور اگر کوئی شخص ایسی ہی زمین وقف کر دے تو وہ زمین کاشت کے ایسے کام میں استعمال کی جائے جو وہاں کے لیے مناسب ہو مثلاً گیہوں یا گنا بونا یا باغ لگانا وغیرہ۔

(3) اور اگر وقف مسجد و مدرسے کی تعمیر کے لیے ہو اور اسے غیر کاشت کی زمین بنانے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ ہو تو چندہ کر کے قانونی کاروائی کی تکمیل کی جائے اور چندے میں ان لوگوں کو بھی شریک رکھیں جن کی زمینیں قانوناً غیر کاشت میں تبدیل ہو رہی ہیں۔

اور مسجد و مدرسے کی تعمیر کا جو پیسہ پہلے سے جمع ہے اسے اس قانونی کاروائی میں صرف نہ کریں کہ وہ پیسہ دینے والوں نے اس غرض کے لیے نہیں دیا ہے

فقہا فرماتے ہیں: "مراعاة غرض الواقفين واجبة"

مالک اپنی زمین مسجد و مدرسے کے لیے وقف کرے تو وقف صحیح و درست ہے خواہ وہ زمین کاشت کی ہو یا تعمیرات کی۔ شرعی نقطہ نظر سے کاشت اور تعمیرات کی زمین میں وقف کی صحت کے تعلق سے کوئی فرق نہیں۔ ہاں کچھ مصالح کے پیش نظر اگر کاشت کی زمین پر تعمیر ملکی قانون کے خلاف ہو تو قانون کی پاسداری ضروری ہے کہ ہم اپنے ملک کے دستور کے پابند عہد ہیں اور اس میں بھی نفع خلق ہے۔

جب واقعہ یہ ہے کہ کاشت کی زمین پر مسجد و مدرسہ وغیرہ کی تعمیر قانون کے خلاف ہے تو تیسری صورت مین قانونی اجازت حاصل کرنے کے بعد ہی اس پر تعمیرات کا سلسلہ شروع کیا جائے اس پر اخراجات کی

حاجت پیش آتی ہے تو اس کے لیے جیسا کی بیان ہوا اہل خیر و اہل زمین سے چندہ کرلینا چاہیے کہ قانونی مجبوری کی صورت میں اس کی اجازت ہے اور جو چیز دینی جائز اس کے لیے چندہ بھی جائز ہے بلکہ یہ کوشش جب مسجد و مدرسے کے لیے ہوگی تو وہ نیت خیر کے ساتھ کار خیر بھی ہے۔ مگر یہ اجازت اسی صورت میں ہے جب اس زمین کے لیے اجازت لیے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو اور غیر کاشت والی زمین نہ مل سکے۔ فتح القدیر میں ہے:

"الرشوة أربعة اقسام.....الثالث :اخذ المال ليسوى أمره عند السلطان دفعا للضرر أو جلبا للنفع وهو حرام علي الاخذ لا الدافع- والرابع : ما يدفع لدفع الخوف من المدفوع إليه علي نفسه وماله حلال للدافع حرام علي الاخذ،لأن دفع الضرر عن المسلم واجب ولا يجوز أخذ المال ليفعل الواجب-"(فتح القدیر ملخصا، ج7، ص236، 238کتاب ادب القاضی، برکات رضا پوربندر، گجرات)

اشباہ میں ہے: الضرورات تبيح المحظورات

نیز اسی میں ہے: الضرورة تتقدر بقدرها- واللہ تعالیٰ اعلم

شافعی امام کے پیچھے حنفی کی نمازِ جمعہ کا مسئلہ

سنی شافعی مسجد کے سنی شافعی امام صاحب اکثر جمعہ کی نما میں پہلی رکعت میں سورۂ اعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۂ غاشیہ پڑھتے ہیں، جس میں پہلی رکعت میں **سبح اسم ربک الاعلیٰ** پڑھنے کے بعد **سبحان ربی الاعلیٰ** اور ابراہیم و موسیٰ کے بعد **علیہما السلام**۔ اسی طرح دوسری رکعت میں **حسابهم** کے بعد دعائیہ کلمات **اللهم حاسبنا حسابا كثيرا** بالجہر پڑھتے ہیں۔

دریافت طلب یہ ہے کہ کیا ایسی صورت میں احناف کی نما ان کے پیچھے ہوتی ہے یا نہیں؟ براے مہربانی رہ نمائی فرمائیں۔

الجواب: اگر شافعی امام حنفی مذہب کے فرائض کی رعایت کرتا ہے، یعنی فرائض ادا کرتا ہے، تو اس کی اقتدا میں سنی حنفی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ حنفی مذہب میں حکم یہ ہے کہ یہ دعائیں نہ پڑھیں جائیں؛ کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرائض میں اور جماعت میں یہ دعائیں پڑھنا ثابت نہیں، تاہم ان کے پڑھنے سے حنفی مذہب میں بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔ اس لیے اس حد تک کوئی بات شافعی امام میں پائی جائے تو حنفی اس کی اقتدا کرسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

شرط کے ساتھ ڈالر کی بکنگ کا پیشگی حکم

مسئلہ یہ ہے کہ کوئی ڈالر کی فارورڈ بکنگ کرواتا ہے مثلاً ساؤتھ افریقہ کی کرنسی کے ذریعے ڈالر بک کرواتا ہے۔ اس طرح کہ اگلے تین ماہ تک ڈالر کی قیمت جتنی بھی کم یا زیادہ ہو مگر وہ اپنے بک کروائے گئے پیسوں کے مطابق ہی اگلے تین ماہ تک ڈالر خریدے گا۔ لیکن جتنے ڈالر اس نے بک کروائے ہیں اگر وہ اس سے کم خریدتا ہے تو اسے penalty یا difference ادا کرنا ہوگا جتنے کم خریدیں اس پر۔ تو آیا یہ فارورڈ بکنگ اور ڈیفرنس ادا کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: یہ فارورڈ بکنگ ناجائز و گناہ ہے کیوں کہ یہ غرر و ضرر پر مشتمل ہے۔ غرر یوں کہ ہر آن یہ اندیشہ ہے کہ ڈالر کا دام بڑھ جائے تو یہ گھاٹے کا سودا ہوگا اور ڈالر کا دام بڑھ جانے کی صورت میں خریداری ہو یا نہ ہو ضرر متعیّن ہے۔ خریداری ہو تو بڑھا ہوا دام ضرر ہے جو ظاہر ہے اور خریداری نہ ہو تو پنالٹی یا ڈفرنس دینا پڑے گا یہ بھی کھلا ضرر ہے پھر ایسا معاہدہ ہی ناجائز ہے کہ ضرر واضح اور یقینی ہو پھر بھی اسے خریدنا پڑے ایسے عقد کی شریعت میں کوئی نظیر نہیں۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لا ضرر ولا ضرار (نہ کسی کو ضرر دو نہ ضرر اٹھاؤ)۔ نیز یہ جان بوجھ کر اپنے مال کو ضائع کرنا ہے اور یہ بھی حرام ہے۔ اس کی صراحت کتب فقہ و حدیث میں ہے۔

بلکہ حق یہ ہے کہ کسی ملک کی کرنسی اس معاہدہ کے ساتھ بک کرنا کہ اس کے بدلے تین ماہ کے اندر ڈالر خریدنا پڑے گا خواہ ڈالر کا دام گھٹے یا بڑھے بلفظِ دیگر نفع ہو یا نقصان عقد قمار ہے یعنی جوا بازی کیوں کہ اس معاہدے کے ساتھ فارورڈ بکنگ در اصل امید موہوم پر پانسا ڈالنا ہے۔ قسمت نے ساتھ دیا تو نفع ملے گا ورنہ کفِ افسوس ملنا پڑے گا۔ یہ خالص جوا ہے جو حرام ہے۔ در اصل جوا بازی کی یہ شکل کسی چال باز شخص کی ذہنی اپج ہے۔ اس نے اس کے چہرے پر خرید و فروخت کا لیبل لگایا ہے تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ یہ تو خرید فروخت ہے جو جائز ہے، علما سے پوچھیں تو وہ بھی جائز بتائیں کیوں کہ اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے حالاں کہ اللہ نے بیع کو صرف حلال کیا ہے، لازم نہیں کیا ہے کہ فلاں سامان تم کو ہر حال میں خریدنا ہی پڑے گا۔ قرآن پاک میں اَحَلَّ اللہُ الْبَیْعَ ہے، کَتَبَ اللہُ الْبَیْعَ نہیں ہے۔ اس فرق کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے تاکہ شاطر ذہن کے مغالطہ سے بچا جاسکے۔ تو پس پردہ یہ جوا ہے کیوں کہ جس معاہدے کے تحت یہ کاروبار ہوگا وہ اسے جوا بنا دیتا ہے۔

ہاں اگر ڈیفرنس یا پنالٹی نہ دینا پڑے یا خریداری لازمی نہ ہو تو یہ عقد جائز ہوگا۔ و اللہ تعالیٰ اعلم ***

فکر امروز

لڑکیوں کو اعلیٰ تعلیم سے روکنا بالکل غلط

مفتی محمد اسحاق رضوی مصباحی

آج کل شوشل میڈیا، پرنٹ میڈیا اور الیکٹرونک میڈیا پر خواتین کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کے حصول کو لے کر بحث ہو رہی ہے اور اسلامی روح اور اصول سے ناواقف لوگ کہہ اور لکھ رہے ہیں کہ اسلام نے خواتین کو اعلیٰ تعلیم کے حاصل کرنے سے روکا ہے اور مذہب اسلام میں خواتین کو اعلیٰ عصری تعلیمات کے حصول پر پابندی ہے اور وہ مثال میں افغانستان کی موجودہ حکومت کی مثال پیش کرتے ہیں۔ ان معترضین کو معلوم ہونا چاہیے کہ مذہب اسلام نے کبھی بھی خواتین کو اعلی تعلیم سے نہیں روکا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: طلب العلم فريضه على كل مسلم علم حاصل کرنا ہر مسلم (انسان) پر فرض ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔

دوسری روایت ہے: ثلاثه لهم اجران رجل من اهل الكتاب آمن بنبيه و آمن بمحمد والعبد المملوك اذا ادى حق الله ، وحق مواليه ورجل له امة فاديها فاحسن تاديبها وعلمها ، فاحسن تعليمها ثم اعتقها فتزوجها فله اجران۔

اس حدیث پاک کے آخر سطر میں جو باندی کی حسن تعلیم و تربیت کرنے والے شخص کے لیے دو اجر فرمایا گیا ہے اس کے متعلق حضرت ملا علی قاری تحریر فرماتے ہیں کہ یہ حکم صرف باندی کے لیے نہیں ہے بلکہ اپنی اولاد اور عام لڑکیوں کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ دوسری روایت میں بیٹیوں کی حسن تربیت پر جنت کی بشارت دی گئی ہے، قرآن شریف کی آیت قوا انفسکم واھلیکم نارا. کی تفسیر میں امام بیضاوی فرماتے ہیں بالنصح والتادیب یعنی اپنی اولاد کو خیر خواہی اور ادب سکھا کر جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ حضرت علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں اس آیت کے ضمن میں کہ بعض کے نزدیک بیوی، بچے، باندی سب اہل میں شامل ہیں۔ الغرض متقدمین و متاخرین فقہائے اسلام میں سے ہر ایک نے بچیوں کی حسن تعلیم و تربیت پر زور دیا ہے، علمائے اسلام اور تمام عالم اسلام سے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ حضرات کو یہ بخوبی سمجھ لینا چاہیے کہ لڑکوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ لڑکیوں کی تعلیم بھی ضروری ہے اور صرف دینی تعلیم ہی نہیں سائنس کے میدان میں بھی لڑکیوں کی تعلیم بہت لازمی ہے خصوصاً مسلم معاشرے کو ضرورت ہے اچھی لیڈی ڈاکٹر کی، اچھی لیڈی وکیل کی، اچھی لیڈی سائنسدان، کی اچھی خطیبہ اور رہنما کی۔ اسلام میں پردہ ضروری ہے لیکن پردے کے نام پر لڑکیوں کو تعلیم سے روکنا اور خصوصاً ان کو اعلیٰ تعلیم سے روکنا مسلم معاشرے کو پیچھے کرنا ہے لہذا میں یہ آپ حضرات سے سے گزارش کرتا ہوں کہ افغانستان میں جس طریقے سے لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم پر پابندی لگائی جا رہی ہے آپ سب حضرات مل کر یہ کوشش کریں؛ اور وہاں کے لوگوں کو اور خصوصاً وہاں کے سیاسی لوگوں کو اور خصوصاً وہاں کے سیاسی رہنماؤں کو اور طالبان کو یہ سمجھانے کی کوشش کریں کہ اس طریقے سے مسلم معاشرہ بہت پیچھے رہ جائے گا اور افغانی قوم کو اچھی ڈاکٹر نہیں ملیں گی جو کہ ایک معاشرہ کی اہم ضرورت ہے اور جب قابل خواتین ان کے پاس نہیں ہوں گی تو معاشرے میں بہت بڑا خلا پیدا ہو جائے گا، اور معاشرہ بہت پیچھے رہ جائے گا۔ اللہ کے واسطے پردے کے نام پر اور اسلام کے نام پر اس طرح کا ظلم جائز نہیں ہے، لڑکیوں کو اعلیٰ تعلیم سے محروم رکھنا کسی صورت جائز نہیں ہے، حالات، وقت اور شریعت کو سمجھنا چاہیے اور شریعت کو اس طریقے سے نہیں سمجھنا چاہیے کہ جس طریقے سے ہم نے سمجھا ہے وہی درست ہے، بلکہ پورے عالم اسلام کی تاریخ اور فقہائے اسلام کی روشنی میں سمجھنا چاہیے اس سے کہیں یہ ثابت نہیں ہے کہ لڑکیوں کو اعلیٰ تعلیم سے دور رکھا جائے، یہ اسلام کی تعلیم نہیں ہے، بلکہ ہے یہ بھی معاشرے کی ضرورت ہے۔ لہذا آپ تمام احباب کوشش کریں کہ افغانی لڑکیوں کو اعلیٰ تعلیم سے نہ روکا جائے ہاں اس بات کا ضرور خیال رکھا جائے کہ بے پردگی اور عریانیت نہ ہو، لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کا انتظام اسلامی اصول کے مطابق کیا جائے اسی میں خیر اور ترقی ہے۔

شعائیں

درود وسلام کے فضائل وبرکات

قرآن واحادیث اور اقوالِ ائمہ کی روشنی میں

ترتیب: محمد فداء المصطفیٰ گیاوی

خالقِ کائنات اللہ رب العزت قرآنِ مقدس میں ارشاد فرماتا ہے: "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو"۔

(ترجمہ: کنزالایمان، پ:22)

اس آیت کے تحت شیخ الحدیث والتفسیر ابو صالح مفتی محمد قاسم قادری عطاری لکھتے ہیں:

"یہ آیتِ مبارکہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح نعمت ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرماتا ہے اور فرشتے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں دعائے رحمت کرتے ہیں۔ اور اے مسلمانوں! تم بھی ان پر درود وسلام بھیجو یعنی رحمت وسلامتی کی دعائیں کرو"۔

بے شک وشبہ رحمت والے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کے بے شمار فضائل وبرکات ہیں جن کو مکمل بیان کرنا ناممکن ہے۔ درود وسلام کے فضائل ومحامد پر بہت سے کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور علمائے کرام اکثر وبیشتر بیان کرتے رہتے ہیں اور ان شاء اللہ تعالی قیامت تک یہ مبارک سلسلہ جاری وساری رہے گا۔ اللہ رب العزت کا بے حساب احسان وکرم ہے کہ اس نے محض اپنے فضل خاص سے مجھ جیسے ناکارہ بے علم کو اپنے محبوب معظم حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ محبوبیت میں درود و سلام کے مقدس عنوان پر کچھ لکھنے کی سعادت نصیب عطا فرمائی۔

درود وسلام کی فضیلت وعظمت کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جتنی عبادتیں اور ذکر و اذکار ہیں وہ سب کے سب سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہیں اور درود شریف اللہ رب العزت کی سنت ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ اپنے پیارے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام کا نذرانہ پیش کرتے رہنا چاہئے۔ اس میں کوتاہی ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔ یوں بھی سرکار عالم غم خوار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں۔ شکم والدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے دنیا میں جلوہ بار ہوتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ فرمایا اور ہونٹوں پر یہ دعا جاری تھی ربّ ھب لی امتی: "اے میرے رب! میری امت میرے حوالے فرما"۔ اسی وجہ سے تو کسی شاعر نے کیا ہی خوب لکھا ہے:

ربّ ھب لی امتی کہتے ہوئے پیدا ہوئے
حق نے فرمایا کہ بخشا الصلاۃ والسلام

شب معراج سفر پر روانگی کے وقت امام الانبیاء رحمت عاصیاں محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عاصی، سیہ کار، گنہگار امت کو یاد فرما کر غمگین ہوئے۔ آبدیدہ ہوئے اور چشمان کرم سے آنسو چھلکنے لگے۔ اسی وجہ تو امام عشق ومحبت، سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفی نے دریا بہا دیئے ہیں

اور دیدار ذاتِ باری تعالی کے وقت اور خصوصی انعام واکرام کی ساعت میں بھی گنہگار وسیہ کار امت کو یاد فرمایا۔ عمر بھر خطا کار اور سیہ کار امت کے لئے غمگین رہے۔ لہذا محبت وعقیدت کا ہی تقاضہ ہے کہ ہم ایمان والوں کو، جان ایمان سرکارِ مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد اور درود و سلام سے کبھی غفلت نہیں کرنا چاہئے۔ اسی لئے تو امام اہلسنت سراپا عشق رسالت تمام ایمان والوں سے محبت بھرا پیغام دیتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا

یاد اس کی اپنی عادت کیجئے
بیٹھتے اُٹھتے مدد کے واسطے
یار رسول اللہ کی کثرت کیجئے

ہم غور کریں کہ ہمارے پیارے حبیب رحمت والے آقا مصطفٰے جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پر کتنے احسانات ہیں مگر یہ کب ممکن ہے کہ ہم غلام ابن غلام ان کا شکریہ ادا کرسکیں بس اتنا ہی کیا کریں کہ ان کا ذکر کریں، ان کی یاد نائیں اور ان پر درود و سلام کے تحفے بھیجا کریں۔

اللہ رب العزت نے قرآنِ مقدس میں کافی سارے احکام صادر فرمائے۔ مثال کے طور پر نماز، روزہ، حج اور زکاۃ وغیرہ مگر کسی میں یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ یہ کام ہم بھی کرتے ہیں، ہمارے فرشتے بھی کرتے ہیں اور اے ایمان والو! تم بھی کرو۔ صرف اور صرف درود شریف کے لئے ایسا فرمایا گیا ہے۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کیوں کہ کوئی بھی ایسا نہیں جو خدا کا بھی ہو اور بندے کا بھی۔ یقیناً ہم اللہ رب العزت کے کام نہیں کرسکتے اور اللہ تعالی ہمارے کاموں سے بے نیاز ہے۔ مگر کوئی کام ایسا ہے جو اللہ رب العزت کا بھی ہو۔ ملائکہ بھی کرتے ہوں اور ایمان والوں کو بھی اس کے کرنے کا حکم دیا گیا ہو۔ وہ صرف اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ہے۔ یہ شان و شوکت اور عظمت و بزرگی ہے سلطان مدینہ راحت قلب و سینہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ خود خدائے تعالی، خلاق دو عالم اپنے حبیب، مختار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے اور ایمان والوں کو بھی درود کا حکم دیتا ہے۔ اسی وجہ سے تو ہم سب کے امام عشق و محبت سرکار اعلی حضرت فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ نے انتہائی عقیدت و محبت کے ساتھ اشعار کی صورت میں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں درود و سلام کا ہدیہ پیش کیا ہے۔ ان ہی الفاظ میں ہم سنّی عقیدت و محبت کے ساتھ پڑھتے ہیں:

کعبے کے بدرالدجی تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحی تم پہ کروروں درود
شافعِ روزِ جزا تم پہ کروڑوں درود
دافعِ جملہ بلا تم پہ کروڑوں درود

اور دوبارہ پھر صراحتًا لوگوں کو آگاہ کرتے ہوئے قرآنِ مقدس میں تاکید کے ساتھ اللہ رب تبارک و تعالی ارشاد فرماتا ہے: ”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو“۔

(ترجمہ: کنزالایمان، پ:22)

اس آیتِ کریمہ میں اللہ رب العزت نے ایمان والوں کو دو کام کرنے کا حکم دیا ہے۔ ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اور دوسرے سلام بھیجنا۔ اللہ تبارک و تعالی کے اس حکم کو سن کر قلبِ مومن میں خوشی پیدا ہوتی ہے۔ ایمان کی روشنی سے جن کے دل منور و مجلی ہیں انہوں نے اپنی آقا و مولی جناب احمد مجتبٰی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کرم میں درود و سلام کا تحفہ کل بھی پیش کیا ہے اور آج بھی پیش کرتے ہیں اور یہ مبارک طریقہ قیامت تک بلکہ قبر و حشر میں بھی جاری رہے گا۔ اسی وجہ سے تو کسی عاشق نے کچھ یوں لکھا ہے:

میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلاۃ والسلام

اور جن کے قلوب ایمان کی رشنی سی خالی ہیں اور جن کے دلوں میں محبت شاہ مدینہ راحت قلب و سینہ صلی اللہ علیہ وسم کا چراغ بجھا ہوا ہے وہی لوگ صلاۃ و سلام کو بدعت کہتے ہیں اور صلاۃ و سلام کی مجلس سے بھاگتے ہیں اور پڑھنے والوں کی مخالفت بھی کرتے ہیں۔ اور کمال تو یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے درود پاک بھیجنے میں تاکید نہیں فرمائی اور سلام کے بھیجنے پر تاکید فرمادی کہ سلام ضرور پڑھنا۔

ذرا غور کریں کہ اللہ رب العزت نے سلام بھیجنے پر تاکید کیوں فرمائی؟ کہ سلام ضرور پڑھنا خوب پڑھنا۔ دراصل بات یہ ہے کہ خدائے تعالی ہر چیز کا جاننے والا یہ بھی جانتا ہے سلام کے منکر اور سلام پڑھنے والوں کو اس مقدس فعل سے روکنے والے ہوں گے اس لئے اللہ رب العزت نے ایمان والوں کو سلام کا حکم بھی دیا اور تاکید بھی فرمادی کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والوں! انکار کرنے والے سلام سے انکار کرکے نافرمان ہوجائیں گے اور پھر ان کا حشر بھی سب سے بڑی نافرمان شیطان کے ساتھ ہوگا۔ لیکن تم ایمان والوں! سلام ضرور پڑھنا، بار بار پڑھنا اور فرمانبردار، وفادار ہونے کا

ثبوت دینا اس لئے کہ جو فرمانبردار ہوگا وہ پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کا ہوگا تو ایسے خوش نصیب کا حشر بھی فرمانبردار اور وفادار کے امام و پیشوا صدیق و عمر، عثمان و علی، حسن و حسین اور غوث و خواجہ رضی اللہ عنہم کی ساتھ ہوگا۔

آئیے اب احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں فضائل درود و سلام سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم سب آقا و مولی جنابِ احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"البخيل الذى من ذكرت عنده فلم يصل عليّ"

ترجمہ: یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بڑا بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے تو وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

(ترمذی شریف، مشکاۃ شریف)

اللہ کے محبوب دانائے غیوب منزہ عن العیوب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: "قیامت کے دن لوگوں میں مجھ سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھے گا"۔

(ترمذی شریف، ج:1، ص:110)

ایک روایت میں آتا ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن تشریف لائے اور آپ کی چہرۂ انور پر خوشی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فریا بے شک میرے پاس جبرئیل آئے عرض کیا بے شک آپ کا رب فرماتا ہے اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کا امتی اپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں اور آپ پر ایک مرتبہ سلام بھیجے مگر اس پر دس سلام بھیجوں۔

(سنن الدارمی، ج:2، ص:308/سنن نسائی، ج:1، ص:145)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالی کے کچھ فرشتے زمین پر گشت کرتے ہیں جو میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں"۔ (بخاری شریف، ج2، ص904)

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک آپ سے دور رہنے والوں اور آپ کے بعد میں آنے والے درودوں کا کیا حال ہے تو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"محبت والوں کا درود میں خود سنتا ہوں اور ان کو پہچانتا ہوں اور ان کے علاوہ کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے"۔ (دلائل الخیرات)

مذکورہ احادیث کریمہ سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ درود شریف کا پڑھنا اللہ تعالی کی بارگاہ کرم میں کتنا مقبول عمل ہے۔ اللہ تعالی درود پڑھنے والوں کو کتنی نیکیاں عطا فرماتا ہے اور کتنے درجے بلند فرماتا ہے اور سب سے خوشی کی بات تو یہ ہے کہ قیامت کے دن وہی لوگ اللہ تعالی کی رحمت کے سائے میں ہوں گے جو اللہ تعالی کے پیارے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوں گے۔ اور بزم محشر کے دولہا آمنہ کے لعل محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قریب ہونے کا نسخہ بھی بتا دیا کہ جو میر اغلام جتنا زیادہ درود پڑھے گا اتنا ہی زیادہ مجھ سے قریب ہوگا۔ لہذا ایمان والو! خوشی مناؤ اور اپنی قسمت پر ناز کرو کہ جن پیارے رسول، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر خود اللہ تعالی درود بھیجے اس پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر ہم سیہ کاروں گنہگاروں کو بھی درود و سلام بھیجنے کی سعادت عطا فرماتا ہے۔ اب وہی شخص درود بھیجے گا جسے قیامت کے روز رحمت عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی قربت درکار ہو۔

اب ہم کچھ مشہور علمائے کرام کے اقوال کو بھی سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں: علامہ حافظ احمد ملاّ جیون رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "صلوٰۃ کا لغوی معنی دعا ہے، جب اس کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کی جائے تو اس سے مراد رحمت فرمانا ہے اور جب اس کی نسبت فرشتوں کی طرف کی جائے تو اس سے مراد استغفار کرنا ہے اور جب اس کی نسبت عام مومنین کی طرف کی جائے تو اس سے مراد دعا کرنا ہے"۔

(تفسیراتِ احمدیہ، سورۃ الاحزاب، آیت:56، ص:634)

علامہ احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہاں آیت میں اللہ تعالی کے درود بھیجنے سے مراد ایسی رحمت فرمانا ہے جو تعظیم کے ساتھ ملی ہوئی ہو اور فرشتوں کے درود بھیجنے سے مراد ان کا ایسی دعا کرنا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے لائق ہو"۔

(حاشیۃ الصاوی، سورۃ الاحزاب، آیت:56، ص:1654)

حافظ محمد بن عبد الرحمن سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "درود شریف کی آیت مدنی ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ قدر و منزلت بتا

رہاہے جوملاءاعلیٰ (عالم بالا یعنی فرشتوں) میں اس کے حضور ہے کہ وہ مقرب فرشتوں میں اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا بیان فرماتا ہے اور یہ کہ فرشتے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام بھیجتے ہیں، پھر عالم سفلی کو حکم دیا کہ وہ بھی آپ پر صلاۃ وسلام بھیجیں"۔(صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ج:8،ص:79)

امام سہل بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اس ارشاد "اِنَّ اللہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِی" کے ساتھ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شرف بخشاوہ اس شرف سے زیادہ بڑا ہے جو فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دے کر حضرت آدم علیہ السلام کو بخشا تھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کے ساتھ سجدے میں شریک ہونا ممکن ہی نہیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی خود اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق خبر دی ہے اور پھر فرشتوں کے متعلق خبر دی ہے، پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو شرف حاصل ہو وہ اس شرف سے بڑھ کر ہے جو صرف فرشتوں سے حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ اس شرف کو عطا فرمانے میں شریک نہ ہو۔

(القول البدیع،ص:86/87)

علامہ احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:" اس آیت مبارکہ میں اس بات پر بہت بڑی دلیل ہے کہ تاجدار رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمتوں کے نازل ہونے کی جگہ ہیں اور علی الاطلاق ساری مخلوق سے افضل ہیں"۔

(صاوی،الأحزاب،آیت:5،56/1654)

ابو محمد مرجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:" اے مخاطب! نبی رحمت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم درود بھیجنے کا نفع حقیقت میں تیری ہی طرف لوٹتا ہے گویا تو اپنے لئے دعا کر رہا ہے"۔

(صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ج:8،ص:83)

ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا فائدہ درود بھیجنے والے کی طرف لوٹتا ہے کیونکہ اس کا درود پڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ درود شریف پڑھنے والے کا عقیدہ صاف ہے اور اس کی نیت خالص ہے اور اس کے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ی محبت ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکی پر مدد حاصل ہے اور اس کے اور اس کے آقا و مولیٰ، دو عالم کے دولہا صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک مبارک اور مقدس نسبت موجود ہے۔

(القول البدیع،المقصود بالصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم،ص:83)

اخیر میں ایک اور حدیث پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ کے محبوب دانائے غیوب منزہٌ عن العیوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:" جو میرا امتی مجھ پر ایک مرتبہ خلوص دل سے درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور درود شریف کی برکت سے دس درجے بلند فرماتا ہے اور اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے دس گناہ مٹاتا ہے"۔

(نسائی شریف، ج1،ص:531)

اس حدیث شریف کو بار بار پڑھئے اور اپنے مقدر پر ناز کیجئے کہ جو غلام اپنے آقا علیہ السلام پر ایک مرتبہ دورد پڑھے تو اللہ رب العزت اس خوش نصیب پر رحمت کی بارش برسائے اور جو سعید امتی اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ سلام بھیجے تو اللہ تعالیٰ اس سعادت مند شخص پر دس بار سلام بھیجتا ہے۔ کتنے خوش نصیب اور بلند قسمت ہیں وہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیج کر رحمت و سلامتی سے اپنے دامن کو بھر رہے ہیں۔ اسی وجہ تو امام عشق و محبت سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کے ثروت پہ لاکھوں سلام

اس حدیث شریف سے دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اللہ رب العزت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی و خوشی چاہتا ہے۔ ان عقیدہ وہابیوں، دیوبندیوں، تبلیغیوں کے لئے عبرت و نصیحت کا مقام ہے جو دامنِ رسول کو چھوڑ کر خدائے تعالیٰ کو خوش و راضی کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے بُرے عقیدے والوں کو توبہ کی توفیق عطا فرماکر دولت ایمان سے مالا مال فرمائے اور ہمیں کثرت کے ساتھ درود و سلام کا ورد کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

****

انوارِ حیات

شہنشاہِ سورت، قطب العارفین، حضرت سید جمال الدین نقشبندی المعروف

حضرت خواجہ دانا علیہ الرحمہ کے احوال و آثار

مولانا محسن رضا ضیائی

قطب العارفین، سید السالکین، حضرت سید خواجہ جمال الدین نقشبندی (المعروف خواجہ دانا) رحمۃ اللہ علیہ گجرات کے صنعتی شہر سورت کے ایک ولی کامل، عارف باللہ، اپنے وقت کے صاحب کشف وکرامت اور سلسلۂ نقشبندیہ کے ایک جلیل القدر بزرگ ہیں۔

حضرت خواجہ حسن عطار رحمۃ اللہ علیہ جو ایک ولی اللہ اور مجذوب بزرگ تھے، ان کی دعا سے 898ھ بمطابق 1492ء بروز پیر صبح صادق کے وقت ترکستان کے ایک گاؤں "جنوق" (ترکی) میں آپ کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔

آپ کا نسب نامہ 15/ واسطوں سے مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے جا ملتا ہے۔ آپ کا نسب نامہ یہ ہے:

(1) حضرت خواجہ سید جمال الدین خواجہ دانا رحمۃ اللہ علیہ

(2) حضرت خواجہ سید بادشاہ پردہ پوش رحمۃ اللہ علیہ

(3) حضرت خواجہ سید اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ

(4) حضرت خواجہ سید قریش رحمۃ اللہ علیہ

(5) حضرت خواجہ سید ولایت رحمۃ اللہ علیہ

(6) حضرت سید عبداللہ زر بخش رحمۃ اللہ علیہ

(7) حضرت سید احمد مشہور بہ خواجہ عطار رحمۃ اللہ علیہ

(8) حضرت سید حسن رحمۃ اللہ علیہ

(9) حضرت سید محمد رحمۃ اللہ علیہ

(10) حضرت سید سلیمان رحمۃ اللہ علیہ

(11) حضرت سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(12) حضرت سید اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ

(13) حضرت سید علی اصغر رحمۃ اللہ علیہ

(14) حضرت سید جعفر ثانی رحمۃ اللہ علیہ

(15) حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

آپ کے والدِ گرامی حضرت خواجہ سید پردہ پوش رحمۃ اللہ علیہ تصوف و طریقت کے ایک عظیم پیشوا ہونے کے ساتھ ساتھ شاہِ شروان کے لشکر کے سپہ سالار بھی تھے، جنہوں نے اپنی جنگی و حربی مہارت و شجاعت سے کئی ساری جنگوں میں فتح و کامرانی کا پرچم لہرایا اور دشمنوں کو شکست و ہزیمت سے دوچار کیا۔ حضرت خواجہ سید پردہ پوش علیہ الرحمہ اور حضرت خواجہ حسن عطا علیہ الرحمہ میں کافی گہرے مراسم تھے اور دونوں ایک دوسرے کے علم دوست اور روحانی رفیق تھے۔ دونوں بزرگوں نے ایک دوسرے سے اکتسابِ علم و فیض کیا۔

شاہِ شروان اور شیعہ بادشاہ اسماعیل صفوی کے درمیان ایک انتقامی جنگ چھڑی، جس میں حضرت سید بادشاہ پردہ پوش علیہ الرحمہ سپہ سالار تھے، اس میں شاہِ شروان صفویوں کے ہاتھوں جیسے ہی قتل ہوا، ہر طرف بھگ دڑ مچ گئی اور صفوی شاہِ شروان کی فوج پر غالب آگئے، اسی درمیان حضرت سید بادشاہ پردہ پوش علیہ الرحمہ نے صفویوں کے خلاف لڑتے لڑتے جامِ شہادت نوش فرمائی۔ اس وقت حضرت خواجہ دانا علیہ الرحمہ کی عمر شریف تقریباً چار یا پانچ ماہ کی تھی۔

حضرت بادشاہ پردہ پوش علیہ الرحمہ حضرت خواجہ حسن عطا علیہ الرحمہ کے خواب میں تشریف لائے اور انہیں اپنی شہادت سے متعلق آگاہ کیا اور فرمایا کہ میرا شیر خوار بچہ اور ان کی والدہ فلاں جنگل میں ہیں، انہیں اپنے ساتھ لے جاؤ اور ان کی تربیت و کفالت کرو۔ چناں چہ خواجہ حسن عطا علیہ الرحمہ فوری حضرت خواجہ دانا اور آپ کی والدہ کی تلاش میں سرگرداں ہوگئے اور انہیں تلاش کرکے اپنے ساتھ لے گئے۔

آپ کی والدہ ماجدہ اپنے شوہرِ عزیز حضرت سید بادشاہ پردہ پوش علیہ الرحمہ کی شہادت کا صدمہ برداشت نہ کرسکیں اور آپ بھی چند دنوں

اُستاذ: شعبۂ عربی و فارسی (دی دکن مسلم انسٹی ٹیوٹ، پونہ، مہاراشٹر)

کے بعد داغِ مفارقت دی گئیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ کے وصال کے بعد آپ کی تعلیم وتربیت اور پرورش وپرداخت کی تمام تر ذمہ داریاں حضرت خواجہ حسن عطا علیہ الرحمہ کے کندھوں پر آگئیں، جن کو آپ نے بڑی خوش اسلوبی اور ذمہ داری کے ساتھ انجام دیا۔

حضرت خواجہ دانا رحمۃ اللہ علیہ کے اندر اپنے والدِ گرامی حضرت خواجہ سید پردہ پوش علیہ الرحمہ سے طریقت و روحانیت اور وجاہت و شجاعت ورثہ میں ملی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ تصوف و طریقت کے ایک عظیم مقام پر فائز المرام تھے۔

آپ اور آپ کے والدِ محترم پر حضرت خواجہ حسن عطا رحمۃ اللہ علیہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے نہ صرف آپ کے والدِ گرامی کو فیض و روحانیت کی دولتِ بیش بہا سے نہال اور مالا مال کیا، بلکہ بارہ سالوں تک آپ کی خوب روحانی تعلیم و تربیت فرمائی، علومِ ظاہری و باطنی سے سیراب کیا، شریعت و طریقت کے رموز و اسرار سے واقف و آشنا کیا، جنگلوں میں لے جاکر ریاضت و مجاہدہ کے مراحل سے گزارا اور پھر آپ کو اپنا مرید باصفا بناکر سلسلۂ نقشبندیہ کی اجازت و خلافت سے نوازا۔ یقیناً آپ دونوں بزرگوں کی ولایت و عظمت میں چار چاند لگانے میں شیخِ محترم حضرت خواجہ حسن عطا رحمۃ اللہ علیہ کا بہت بڑا کردار ہے۔

جب آپ کی عمر شریف 12/ سال کی ہوئی تو آپ کے استاذ و مربی، پیر و مرشد اور غم و مصیبت کے ساتھی حضرت خواجہ حسن عطا رحمۃ اللہ علیہ بھی وصال فرما گئے۔

اس کے بعد آپ نے تقریباً 20/ سال جنگلوں میں گزارے اور بہت سے بلند درجات و مراتب کو پہنچے۔

پھر آپ ایک ترکستانی مجذوب بزرگ کے حکم و ایما پر بلخ شہر تشریف لائے اور دو سالوں تک یہاں رہ کر لوگوں کو رشد و ہدایت اور تصوف و روحانیت کا درس دیتے رہے۔ پھر یہاں سے اپنے مریدین، معتقدین اور متوسلین کے ہم راہ سفرِ حج کے لیے روانہ ہوئے۔ مناسکِ حج کی ادائیگی کے بعد آپ نے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مشائخِ نقشبندیہ سے ملاقات کے لیے طویل عرصہ تک سفر کیا اور پھر مختلف بلاد و امصار خاص طور سے غزنی، لاہور، ملتان، اجمیر، جے پور اور آگرہ ہوتے ہوئے ہندوستان کے بیشتر علاقوں میں آپ سفر کرتے رہے، اس دوران آپ نے کہیں بھی مستقل قیام نہ فرمایا۔

جب آپ نے ہندوستان کو اپنے قدومِ میمنت لزوم سے نوازا تو اس وقت بادشاہ محمد جلال الدین اکبر تختِ مغلیہ پر متمکن ہو چکا تھا۔ اس زمانے میں گجرات کا شہر "سورت" صنعت و حرفت، علوم و فنون اور سیر و سیاحت میں اپنی مثال آپ تھا۔ دورِ اکبری میں جب آپ شہرِ سورت وارد ہوئے تو یہاں کی آب و ہوا، تہذیب و ثقافت، اقدار و روایات اور یہاں پہلے سے موجود اولیا و صوفیا کی جماعت سے بے حد متاثر ہوئے اور یہیں پر مستقل بود و باش اختیار فرمائی۔ شہرِ سورت میں آپ نے اپنی عمر کا وافر حصہ گزارا اور خلقِ خدا کو دینِ متین کی دعوت و تبلیغ کرتے رہے، تصوف و روحانیت اور طریقت و بیعت کے ذریعہ کتنے ہی گم گشتگانِ راہ کو منازلِ سلوک طے کرایا اور انہیں اپنی عارفانہ و صوفیانہ تعلیمات و ملفوظات سے ایسا متاثر کیا کہ وہ آپ کے حلقہ بہ گوش ہو گئے۔

آپ کی کئی ایک کشف و کرامات بھی ہیں، جن کو آپ کے سیرت نگاروں نے ذکر کیا ہے، ہم یہاں صرف ایک کرامت کو ذکر کرنے پر اکتفا کر رہے ہیں۔ مولانا عبدالرشید رضوی نوری اپنی کتاب سیرت خواجہ دانا میں رقم طراز ہیں:

حضرت خواجہ دانا رحمۃ اللہ علیہ ایک دن جنگل میں چہل قدمی فرما رہے تھے کہ اچانک کسی شہر کے چند معزز حضرات آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انتہائی عاجزی و انکساری سے عرض کیا کہ حضور ہمارے بادشاہ کو لقوہ ہو گیا ہے، بہت علاج کیا گیا، مگر کوئی فائدہ نہ ہوا، آپ ان کے حق میں شفائے کاملہ و عاجلہ کی دعا فرما دیں، آپ نے فرمایا میں شہر آتا ہوں، تمہارے بادشاہ اور مجھے ایک کمرے میں بند کر دینا اور تمام راستے اور سوراخ بھی بند کر دینا۔ آپ کے حکم کے مطابق ایسا ہی کیا گیا، عشا کی نماز کے بعد حضرت اور بادشاہ دونوں کمرے میں چلے گئے اور باہر سے تالا لگا دیا گیا، نمازِ فجر کے لیے جب کمرہ کھولا گیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ بادشاہ سلامت تندرست و توانا کھڑے ہیں اور حضرت خواجہ دانا صاحب کمرے سے غائب ہیں۔ لوگوں نے بادشاہ سلامت سے ان کی بیماری و صحت سے متعلق پوچھا تو بادشاہ نے

کہاکہ رات کے آخری حصے میں حضرت میرے پاس آئے اور کچھ پڑھ کر دم کیا اور اپنا دست مبارک میرے جسم پر پھیرا تو میں اسی وقت صحت یاب ہو گیا، اس کے بعد حضرت نے اس دیوار کی طرف انگلی سے اشارہ فرمایا تو دیوار پھٹ گئی اور آپ یہاں سے غائب ہو گئے۔

(بہ حوالہ: سیرت خواجہ دانا، صفحہ:92)

اِس طرح کی اور بھی دیگر کرامات ہیں، جنہیں دیکھ کر اور سن کر کتنے ہی غیر مسلم آپ کے گرویدہ ہو گئے اور آپ کے مریدوں میں شامل ہو گئے۔

آپ سلسلۂ نقشبندیہ کے ایک عظیم بزرگ تھے، جن کی خدمات کا دائرہ پورے برّ صغیر پر پھیلا ہوا تھا۔ بلکہ اس میں کوئی دورائے نہیں کہ ہندوستان کی سرزمین پر سلسلۂ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت میں جہاں دیگر مشائخِ نقشبندیہ نے اپنا فریضہ سرانجام دیا وہیں آپ نے بھی برّ صغیر کے اکثر و بیشتر شہروں اور علاقوں کا دورہ فرما کر لوگوں کو سلسلۂ نقشبندیہ سے وابستہ فرما کر اس کے فروغ و ترقی میں ناقابلِ فراموش خدمات انجام دیں۔

118/ سال عمر شریف پاکر 5/ صفر المظفر 1016ھ بمطابق 1607ء بروز جمعہ آپ نے داعیِ اجل کو لبیک کہا اور بڑے خاں کا چکلہ، سورت میں آپ کی تجہیز و تکفین عمل میں آئی۔ آج بھی آپ کا مزارِ پُرانوار مرجعِ خلائق خاص و عام ہے، جہاں ملک بھر سے بلاتفریق مذہب و ملت لوگ آتے ہیں اور اپنے تہی دامن کو گوہر مراد سے بھر کر لوٹتے ہیں۔ ہر سال 3/ اور 4/ صفر المظفر کو حسبِ روایت آپ کا عرس شریف درگاہ کے احاطہ میں نہایت ہی تزک و احتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔

آپ کے روضۂ انور پر ایک خوب صورت گنبد تعمیر ہے، جس کے در و دیوار پر فارسی زبان میں یہ خوب صورت اشعار کندہ ہیں:

الملقب در جہاں
با خواجۂ دیوانہ عیاں
سرفراز انس و جاں
سید جمال الدین مدد
نقشبندی خاندان
خوش نامور در خواجگان
لب مہتاب زمان
نورالھدیٰ روشن بیان

اس کے علاوہ گنبد کے داہنی جانب ایک عالی شان اور وسیع و عریض مسجد قائم ہے، جو آپ ہی کے نام سے منسوب ہے۔ مسجد کے سامنے مصلیان اور زائرین کے لیے ایک صاف و شفاف پانی کا حوض ہے، جو ایک دل کش منظر پیش کرتا ہے۔ اسی کے قریب ایک طویل القامت مینار بھی ہے، جو بہت ہی دیدنی ہے۔ مسجد کے داہنی بازو ایک شان دار مدرسہ ”بنام دارالعلوم حضرت خواجہ دانا رحمۃ اللہ علیہ ہے، جو 44/ سالوں سے نونہالانِ قوم و ملت کی تعلیم و تربیت اور جماعتِ اہلِ سنت کی ترویج و اشاعت میں اپنا بنیادی رول ادا کر رہا ہے۔

اہلیانِ سورت پر آپ کے بے شمار احسانات و انعامات ہیں، جنہیں کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ آپ نے اپنی خانقاہ میں آنے والے ہر شخص کو فیض پہنچایا، قوم و ملت کی تعمیر و ترقی اور فلاح و بہبودگی میں نمایاں کارنامہ انجام دیا۔ ان کے درمیان امن و آشتی، اتحاد و بھائی چارگی اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو فروغ دیا، یہی وجہ ہے کہ آج صبح و شام آپ کے آستانۂ عالیہ پر دیوانوں اور میخواروں کا ہجوم لگا رہتا ہے۔

مآخذ و مراجع:

(1)- تاریخ شہنشاہِ سورت
(2)- سیرت خواجہ دانا سورت
(3)- صلحاے سورت

***

امبیڈکر نگر میں ماہنامہ اشرفیہ حاصل کریں
(1)- جناب محمد کلیم بک سیلر، پٹرل ٹنکی کے سامنے حیات گنج، ٹانڈہ، ضلع امبیڈکر نگر۔
8542977075/8576940543
(2)- قاری غیاث الدین و حافظ ظہیر احمد صاحبان ندائے حق، جلال پور، امبیڈکر گر
(3)- دار العلوم عربیہ نظامیہ نظام الدین پور کچھوچھہ شریف، امبیڈکر نگر 9651470544

فیضان حافظ ملت کا پیکر سلیم

پیکر فکر وفن علامہ ڈاکٹر شکیل اعظمی مصباحی علیہ الرحمہ

مولانا محمد عبد المبین نعمانی

پیکرِ فکر وفن علامہ ڈاکٹر شکیل اعظمی مصباحی علیہ الرحمہ (متوفی 1442ھ، 30 اپریل 2021ء) بڑی خوبیوں کے حامل تھے، اچھے عالم تھے، عمدہ طبیب اور فکری عظمتوں سے بھرپور ادیب اور محقق بھی تھے۔ کسی انسان کے اندر اتنی خصوصیات بہت مشکل سے جمع ہو پاتی ہیں۔

تصلب فی الدین بھی آپ کے رگ وپے میں پیوست تھا، بزرگوں کے بڑے ادب شناس اور عقیدت مند تھے۔ گھوسی کے طبیبوں اور ڈاکٹروں میں آپ کی ذات ممتاز اور نمایاں تھی۔ آپ استاد العلما حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز مراد آبادی بانی وشیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے تلمیذ رشید بھی تھے اور طب وحکمت میں مہارت حاصل کرنے کے بعد آپ کے معالج خاص بھی ہو گئے، حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ آپ پر بڑا اعتماد فرماتے اور آپ ہی کے طبی مشوروں پر عمل کرتے۔ سرکار مفتی اعظم ہند شہزادہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ روح کے علاج کا بھی آپ کو شرف حاصل ہے، آپ خود فرماتے ہیں:

”اس باوقار پیشہ (طبابت) سے متعلق ہو کر میں نے بے شمار مریضوں کا موثر اور کامیاب علاج کیا لیکن میرے لیے سب سے زیادہ قابل ذکر اور باعثِ سعادت یہ امر رہا کہ مجھے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے (قادری منزل گھوسی میں قیام کے دوران) علاج کا شرف حاصل ہوا اور حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے علاج کا تو بارہا شرف حاصل ہوا۔ بلکہ آخری وقت تک معالج میں ہی تھا۔

حافظ ملت کو میرے علاج پر بڑا اعتماد تھا۔ علالت کے دوران ایک بار حسان الہند حضرت بیکل اتساہی صاحب نے ازراہ عقیدت و محبت حضرت سے کسی اچھے ہاسپٹل میں علاج کی درخواست کی تو حضرت نے فرمایا کہ علاج تو ڈاکٹر شکیل صاحب ہی کا ہو گا مجھے ان پر پورا اعتماد ہے اور ان کے علاج سے فائدہ بھی ہے، کسی دوسری جگہ بڑے سے بڑے ڈاکٹر کو مل جائیں گے لیکن ڈاکٹر شکیل نہیں ملیں گے۔

ان دنوں بلند پایہ خدا رسیدہ بزرگوں نے مجھے ہمیشہ اپنی مخصوص دعاؤں، نیک خواہشات اور توصیفی کلمات سے نوازا، ان کے فیوض وبرکات کے واضح اثرات آج بھی پورے طور پر محسوس کر رہا ہوں۔“ (ص:16، 17۔ حرفِ ثنا، از ڈاکٹر شکیل اعظمی)

ڈاکٹر شکیل اعظمی واقعی حافظ ملت علیہ الرحمہ کے فیضانِ کرم کی جیتی جاگتی تصویر تھے اور سچے عقیدت مند بھی، جب ہی تو فرماتے ہیں۔

مجھ سے مت باتیں کرو سَتوتِ شاہانہ کی
میں درِ حافظ ملت کا گدا ہوں لوگو
مجھ کو اللہ نے ہر طرح نوازا ہے شکیلؔ
یعنی میں حافظ ملت کی دعا ہوں لوگو

آپ کو علم وفضل اور فکر وفن کی جو سوغات ملی اس کو حافظ ملت کے فیضان کا صدقہ سمجھتے تھے، چنانچہ عرض کرتے ہیں۔

حافظ ملت کا فیضانِ کرم ہے اے شکیلؔ
ہو گیا میں قابل مدحت نگاری واہ وا

مذکورہ اشعار نے بتایا کہ حضرت ڈاکٹر شکیل اعظمی علیہ الرحمہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ سے کس قدر عقیدت و محبت رکھتے تھے اور آپ کے پاس علم وفن کا جو سرمایہ تھا سب کو وہ حافظ ملت علیہ الرحمہ ہی کے فیضانِ نظر کا نتیجہ سمجھتے تھے اور یہ حقیقت بھی ہے۔

دار العلوم اشرفیہ میں ڈاکٹر شکیل احمد مرحوم کے داخلے کا واقعہ بھی عجیب و حیرت انگیز ہے، اس میں بھی حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی کرم طرازی اور فیض نوازی پورے شباب پر نظر آتی

ہے۔ ڈاکٹر صاحب خود ہی اس داستانِ کرم کشا کو اپنے لفظوں میں یوں بیان کرتے ہیں:

"دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور میں داخلہ 1955ء میں لیا، امتحان داخلہ علامہ حافظ عبد الرؤف صاحب قبلہ علیہ الرحمہ (نائب شیخ الحدیث) نے لیا اور بہت اچھی رپورٹ حافظ ملت علیہ الرحمہ کے پاس بھیجی۔ حافظ ملت علیہ الرحمہ نے مجھے طلب کیا اور فرمایا کہ اپ اگلی جماعت میں شامل ہو جائیں آپ کے امتحان داخلہ کی رپورٹ بہت اچھی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور اگلی جماعت میں شامل ہونے پر میری کچھ کتابیں چھوٹ جائیں گی، حضرت نے فرمایا کہ آپ اس کی فکر نہ کریں جو کتابیں چھوٹ جائیں گی انھیں میں آپ کو فاضل وقت میں پڑھا دیا کروں گا۔ میں نے تعمیل حکم کی اور اگلی جماعت میں شامل ہو گیا اور یہ تعلیمی سلسلہ درجہ فضیلت تک جاری رہا۔" (حرف ثنا، صفحہ 10)

اب کیا ہوا، یہ واقعہ بھی کم دل چسپ نہیں ہے ڈاکٹر صاحب آگے تحریر فرماتے ہیں:

"13 شوال 1969 کو والد صاحب قبلہ کا انتقال ہو گیا، نماز جنازہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے پڑھائی، پھر جب میں تعلیمی سال کے آغاز میں مبارک پور پہنچا تو حافظ ملت علیہ الرحمہ نے والد گرامی کے سانحۂ ارتحال پر اظہار تاسف فرماتے ہوئے دریافت فرمایا کہ اب سلسلۂ تعلیم کے تعلق سے آپ کا کیا ارادہ ہے؟ کیونکہ والد مرحوم کا حافظ ملت علیہ الرحمہ سے بڑا گہرا اور دوستانہ اور مخلصانہ تعلق تھا، اس وجہ سے حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ مجھ پر بے پناہ شفقت اور خصوصی توجہ فرمایا کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا: حضور جیسا فرمائیں! ویسے میرا ارادہ طب پڑھنے کا ہے والد مرحوم کی بھی یہی خواہش تھی۔ حضرت نے فرمایا کہ آپ دورہ میں شامل ہو جائیں اور جب تک طبیہ کالج میں داخلے کی منظوری نہیں آجاتی اس وقت تک دورے میں شریک رہیں، جب داخلہ کی منظوری ہو جائے آپ طبیہ کالج چلے جائیں، فضیلت کے سالانہ امتحان کے موقع پر آپ کو امتحان کے لیے بلا لوں گا۔ چنانچہ چار پانچ ماہ فضیلت کے درس میں شریک ہو کر 29 اگست 1969ء کو یونانی میڈیکل کالج الہ آباد میں داخلہ لے لیا اور پھر حضرت کے حکم پر فضیلت کے سالانہ امتحان میں شریک ہو گیا۔ اس سال دورے کا امتحان لینے کے لیے مولانا نذیر الاکرم نعیمی صاحب قبلہ مراد آبادی تشریف لائے تھے اساتذۂ کرام کے ذریعے انھیں میرے طب پڑھنے کے بارے میں علم ہو چکا تھا، موصوف خود بھی حکیم تھے بخاری شریف کا امتحان لینے سے پہلے کچھ ابتدائی طبی سوالات کیے اور میرے سبھی جوابات سے مسرور ہوئے، دعائیں دیں، پھر بخاری شریف کا امتحان لیا اور پوری جماعت میں سب سے زیادہ نمبر مجھے دیے۔" (حرف ثنا)

اب حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کا مزید کرم کریمانہ ملاحظہ ہو جو بادل بن کر جناب ڈاکٹر شکیل اعظمی مرحوم پر برستا رہا۔ ڈاکٹر صاحب خود رقم طراز ہیں:

"یونانی میڈیکل کالج میں داخلہ لینے کے لیے سند فضیلت کی ضرورت تھی اور ابھی میری فراغت میں کئی ماہ کا وقفہ تھا لیکن حضور حافظ ملت نے دورے میں چار پانچ مہینے کی شرکت کے بعد ہی یونانی میڈیکل کالج میں داخلہ لینے کے لیے اپنی درس گاہ میں جملہ اساتذۂ کرام کو بلا کر سند فضیلت پر پہلے خود دستخط فرمایا پھر جملہ اساتذۂ کرام سے دستخط لے کر سند میرے حوالے فرمادی تاکہ اس کی بنیاد پر میرا داخلہ ہو سکے۔ سند فضیلت عطا فرماتے وقت موجودہ اساتذۂ کرام کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اب تک اس ادارے میں شاید ہی کوئی ایسا طالب علم ہو جس کی کسی طرح کی شکایت مجھ تک نہ پہنچی ہو لیکن ان کی کسی طرح کی کوئی شکایت آج تک مجھ تک نہیں پہنچی۔ پھر دعاؤں کے ساتھ تعریف و توصیف پر مشتمل کریکٹر سرٹیفکیٹ بھی عطا فرمایا جس کی داخلہ کے وقت طبیہ کالج میں ضرورت تھی۔

اس طرح میرا ایک سال بچ گیا۔ یعنی اسی سال اشرفیہ میں دورے میں بھی رہا اور اسی سال یونانی میڈیکل کالج الہ آباد میں فرسٹ ایئر پہلا سال بھی مکمل کر لیا۔" (حرف ثناص:11، 12)

یہ تھا حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی نوازش، کرم اور فیضان، جس سے ڈاکٹر شکیل احمد اعظمی تاحیات شاد کام اور بامراد رہے اور احسان مند بھی۔

مذکورہ اقتباسات کو بطور خاص میں نے اس لیے بھی اہمیت دی کہ اس میں جہاں علامہ ڈاکٹر شکیل احمد اعظمی علیہ الرحمہ کے حضور

حافظ ملت سے تعلقات، ان پر حضرت کے مراحم خسروانہ پر بھی روشنی پڑتی ہے ساتھ ہی حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے اپنے تلامذہ سے ہمدردانہ و مخلصانہ رویے پر بھی، اور آج کے اساتذہ اور ذمہ داران مدارس کے لیے حافظ ملت علیہ الرحمہ کی یہ روش نمونہ بھی ثابت ہو جائے اور یہ کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا نظریۂ تعلیم اس حیثیت سے بھی منفرد تھا کہ آپ ہمیشہ طلبہ کی ترقی کی فکر میں رہا کرتے تھے اور جو طالب علم جس راہ میں خصوصیت کا طالب ہوتا اسے اس کے لیے سہولت فراہم کرتے اور پوری حوصلہ افزائی فرماتے۔ اور یہ کہ مدرسے کے قانون کی بالادستی کو کسی کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں بننے دیتے۔ حافظ ملت کا یہ طرز عمل ہمارے لیے بہت بڑا درس عبرت ہے۔

ڈاکٹر شکیل اعظمی اپنے کردار کے آئینے میں:

ڈاکٹر شکیل احمد اعظمی مرحوم کی زندگی اور ان کی ادائیں آج کے مادہ پرست اور دنیادار عالموں اور ڈاکٹروں کے لیے اس حیثیت سے بھی درس عبرت ہے کہ آپ نے شعبۂ درس نظامی میں بھی ہمیشہ امتیازی پوزیشن حاصل کی اور طبیہ کالج میں بھی ممتاز رہے، وقت کو ضائع نہیں کیا، کام میں لگے رہے علم و فن کے میدان میں بھرپور کوششیں کیں، لیکن امتیازی پوزیشن حاصل کرنے کے باوجود آپ نے والدین کی خدمت کو ہمیشہ ترجیح دی، چنانچہ جب طلبیہ کالج سے اچھے نمبروں سے پاس ہو کر نکلے تو ان کے اساتذہ نے ملازمت کے لیے خود پیشکش کی اور کامیابی کا یقین دلایا مگر آپ نے یہ کہہ کر نظر انداز کر دیا کہ والدہ صاحبہ کی خدمت میرے لیے سب پر مقدم ہے۔

ڈاکٹر صاحب اس قصے کو یوں بیان کرتے ہیں:

”بفضلہٖ تعالیٰ جس ادارے اور جس جماعت میں رہا اول پوزیشن حاصل ہوتی رہی، یونانی میڈیکل کالج الہ آباد میں فرسٹ ایئر سے فائنل تک فرسٹ ڈویژن فرسٹ پوزیشن حاصل ہوتی رہی فائنل میں بھی فرسٹ ڈویژن فرسٹ پوزیشن کے ساتھ چار مضامین میں امتیازی نمبر بھی حاصل ہوئے جو اس وقت تک کسی طبیہ کالج میں کسی نے بھی نہیں حاصل کیے تھے، یہ اپنی جگہ ایک ریکارڈ ہے اور آج تک قائم ہے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر شکیل احمد صاحب من جد و جد کی سچی تصویر تھے اور حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی دعاؤں سے مستفیض بھی۔ اب حیرت سے دیکھنے کی جو بات ہے وہ یہ ہے کہ انھوں نے سرکاری ملازمت کو ترجیح نہیں دی اور نہ ہی اونچی پوسٹ حاصل کرنے کی فکر میں رہے۔ وہ بیان کرتے ہیں:

یونانی میڈیکل کالج الہ آباد کے مشہور و معروف سخت گیر اور اصول پسند جناب حماد عثمانی صاحب نے پنج سالہ کورس کی امتیازی تکمیل کے بعد فرمایا کہ آپ جیسے باصلاحیت اور ذی استعداد شخص کی کالج کو سخت ضرورت ہے، میری دلی خواہش ہے کہ آپ اپنے کالج میں بحیثیت لیکچرار تدریسی خدمات انجام دیں اور کالج سے ملحق ہاسپٹل میں بہ حیثیت میڈیکل آفیسر معالجاتی فرائض انجام دیں۔

میرے لیے یہ پیشکش انتہائی اہم اور پرکشش تھی لیکن میرے ساتھ مجبوری یہ تھی کہ گھر پر میری والدہ تنہا تھیں جن کی خدمت اور اور خانگی ذمہ داری میرے سوا دوسرا کوئی انجام دینے والا نہیں تھا اس لیے میں نے معذرت پیش کی۔ پرنسپل صاحب نے یہ معقول عذر قبول فرمایا اور فرمایا کہ حالات جب بھی اجازت دیں آپ بحیثیت لیکچرار کالج آجائیں۔ پھر کچھ دنوں کے بعد یوپی میں چند یونانی گزیٹڈ پوسٹ نکلی جس میں امیدواروں کے انتخاب کے لیے سلیکشن بورڈ میں پرنسپل (حماد عثمانی) صاحب بھی شامل تھے اس موقع پر پرنسپل صاحب نے پھر مجھ سے کہا اور زور دیا کہ میں درخواست دے دوں بہترین تعلیمی ریکارڈ اور استعداد و صلاحیت کی بنیاد پر آپ کا انتخاب یقینی ہے۔ میں نے وہی عذر والدہ کی خدمت والا پیش کیا اور عرض کیا کہ اگر مجھے گھر سے باہر رہ کر سروس کرنی ہوتی تو گزیٹڈ پوسٹ کے بجائے میں آپ کی سرپرستی میں کالج میں پڑھانا ہی زیادہ پسند کرتا۔“

(حرف شناس: 13 تا 15)

آج کل اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ پوسٹ اور مال کے لیے باپ ماں کو بڑھاپے میں چھوڑ کر گھر سے باہر نکل جاتے ہیں، یہ پوسٹ تو اندرون ملک اور اندرون صوبہ تھی۔ مال کے حریص لوگ تو کس مپرسی کے عالم میں والدین کو چھوڑ کر ملک سے باہر بھی چلے جاتے ہیں اور خدمت والدین کی انہیں کچھ فکر ہی نہیں ہوتی۔ لہٰذا ڈاکٹر شکیل صاحب مرحوم نے والدہ ماجدہ کی خدمت کو جو سب پر ترجیح اور فوقیت دی

یہ ان کی انتہائی دین داری تھی اور قناعت پسندی بھی۔ حالانکہ الہ آباد گھوسی سے بہت دور بھی نہیں تھا، چاہتے تو ہر ہفتے میں آکر ماں کی خدمت کر سکتے تھے، مگر اتنی دوری بھی گوارا نہیں کی۔ ڈاکٹر صاحب کی زندگی کا یہ پہلو ہم سب کے لیے بڑا نصیحت آموز اور عبرت خیز ہے اور ایک بہترین نمونہ بھی۔ ایسا اس لیے بھی ہوا کہ آپ نے علم دین پہلے حاصل کیا اور کالج کی راہ بعد میں لی۔ مزید یہ کہ استاذ العلما، نباضِ قوم حافظِ دین و ملت علیہ الرحمہ کی صحبت بابرکت کا فیض بھی اٹھایا اور ان کی زندگی کو نمونہ بنایا اور حافظ ملت کی تربیت کو اپنے دل و دماغ میں بسایا۔ اسی لیے کہا جاتا ہے، کہ مردم شناسی اور کردار سازی میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ اپنی مثال آپ تھے۔ علامہ فہامہ تو بہت دیکھے مگر حافظ ملت دوسرا نظر نہ آیا۔

ڈاکٹر شکیل اعظمی کی روحانی تربیت:

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان صرف مدرس و معلم ہی نہیں تھے مربی و مزکی بھی تھے، ڈاکٹر شکیل اعظمی صاحب پر آپ کی نگاہ تربیت بطور خاص تھی، چنانچہ آپ نے ڈاکٹر صاحب کی تعلیم کے ساتھ ان کی تربیت پر بھی توجہ دی اور ان کے اندر روحانیت پیدا کرنا بھی چاہتے تھے۔ حافظ ملت علیہ الرحمہ خود طلبہ کو مرید کرنے پر توجہ کم دیتے بلکہ انھیں بزرگوں کے دامن سے وابستہ کرا دیتے تھے، حسنِ اتفاق سے ایک مرتبہ سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی اشرفیہ میں آمد ہوئی تو حافظ ملت علیہ الرحمہ نے ڈاکٹر صاحب کو حضرت سے بیعت کرا دیا، ڈاکٹر صاحب خود لکھتے ہیں:

"میری طالب علمی کے ابتدائی دور میں غالباً 1955ء یا 1956ء میں حضور مفتیِ اعظم ہند قبلہ دار العلوم اشرفیہ تشریف لائے ہوئے تھے، طلبہ ان کے دست حق پرست پر بیعت ہو رہے تھے۔ حضور حافظ ملت نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ آپ اپنے والد صاحب سے اجازت لے لیجے، میں آپ کو حضور مفتی اعظم سے بیعت کرانا چاہتا ہوں۔ والد صاحب سے اجازت ملنے کے بعد خود حضور حافظ ملت قبلہ مجھے حضور مفتی عظیم ہند قبلہ کے پاس لے گئے اور ان سے بیعت کرایا۔ اور فاتحہ کے لیے شیرنی کا انتظام خود فرمایا۔" (حرفِ ثنا)

اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حافظ ملت علیہ الرحمہ ڈاکٹر شکیل احمد اعظمی صاحب سے کس درجہ محبت فرماتے تھے کہ از خود شیرنی کا انتظام کر کے مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان سے بیعت کرا دیا تاکہ مفتی اعظم قدس سرہ کے فیض و برکات سے بھی وہ متمتع و مستفیض ہو جائیں۔ اور اس سے یہ بھی پتا چلا کے حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کو سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ سے کس درجہ عقیدت تھی کہ اپنے تلامذہ کو ان کے دامن سے وابستہ کرانے میں دلچسپی لیتے تھے۔ ایک مرتبہ حافظ ملت علیہ الرحمہ نے سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"مفتی اعظم بلا شبہ اللہ کے ولی ہیں جن کو زندہ ولی دیکھنا ہو وہ مفتی اعظم کو دیکھ لیں۔"

ایک مرتبہ یہ بھی فرمایا:

"جس نے اعلیٰ حضرت کو نہ دیکھا ہو وہ مفتی اعظم کو دیکھ لے یہ ہو بہو اعلیٰ حضرت ہیں۔"

ایک مرتبہ فرمایا:

"آج جس نے مفتی اعظم کو صرف دیکھ لیا کل وہ فخر کرے گا اور کہے گا کہ میں نے مفتی اعظم کو دیکھا ہے۔"

یہ باتیں راقم الحروف نعمانی نے خود اپنے کانوں سے سنی ہیں اور یاد رکھا ہے اور یہاں ضمناً بیان کر دیا ہے تاکہ محفوظ ہو جائیں اور عام ہوں۔ اس سے حضور حافظ ملت کی اکابر شناسی پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

ڈاکٹر شکیل اور حافظ ملت:

ڈاکٹر شکیل احمد عظمی مرحوم کو حضور حافظ ملت سے کتنا اور کیسا تعلق تھا اور ان کو حضرت سے کتنی عقیدت تھی اس کا بہت کچھ بیان مذکورہ سطور میں ہو چکا ہے۔ حضرت ملت ایک مشفق استاذ تھے تو ڈاکٹر شکیل بعد ایک جاں نثار تلمیذ رشید تھے۔ ڈاکٹر شکیل کو تعلیم و تربیت سے نوازنے میں حافظِ ملت کا سب سے بڑا کردار تھا، حتیٰ کہ آپ کے ڈاکٹر بننے میں بھی حافظ ملت کی بھرپور حوصلہ افزائی نے کام کیا، حافظ ملت کا نظریہ یہ تھا کہ جس طالب علم کی توجہ جس طرف ہے اسے اسی پر لگا دیا جائے ورنہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ محنت رائیگاں چلی جاتی ہے۔

ڈاکٹر شکیل احمد صاحب کو بھی سنوارنے سدھارنے اور تعلیمی

میدان میں ترقی سے ہمکنار ہونے میں حافظ ملت علیہ الرحمہ کی کامل توجہ تھی، حافظ ملت اپنے تمام ہی تلامذہ کو مانتے تھے لیکن ڈاکٹر شکیل صاحب کو کچھ زیادہ ہی چاہتے تھے اور ڈاکٹر صاحب بھی زندگی بھر حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے دل سے عقیدت مند اور مداح رہے ، حیات ظاہری میں بھی تعلق کو برقرار رکھا اور بعد وصال بھی حافظ ملت کو دل میں جگہ دی، چنانچہ جب حضرت کا وصال ہوا اور ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور کا حافظ ملت نمبر نکلنے لگا تو آپ نے تیرہ (13) صفحات پر مشتمل ایک شاندار مضمون سپردِ قلم کیا جس میں حافظ ملت کی حیات وخدمات اور خصوصیات پر بھر پور روشنی ڈالی۔ پھر جب آپ کی کتاب حرف ثنا، جو منقبتوں کا مجموعہ ہے، شائع ہوئی تو آپ نے دیگر اکابر کے مناقب کے ساتھ اپنے استاذ مشفق حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی شان میں بھی کئی مناقب تحریر کیے جن کی تعداد بارہ ہے، اور اس میں منقبت کے 15/ قطعات بھی شامل ہیں۔ اس کے بعد حضرت شارح بخاری نائب مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کے مناقب ہیں جن کی تعداد آٹھ ہے۔

ڈاکٹر شکیل اعظمی کی ایک نظر میں:

- ڈاکٹر شکیل احمد اعظمی مصباحی: ایک اچھے عالم دین تھے۔
- ڈاکٹر شکیل اعظمی: ایک اچھے ڈاکٹر اور بہترین معالج تھے۔
- ڈاکٹر شکیل اعظمی: اپنے والدین کے سچے اطاعت شعار، جاں نثار اور خدمت گزار تھے۔
- ڈاکٹر شکیل احمد: اپنے اکابر اور بزرگان دین کے سچے عقیدت مند تھے۔
- ڈاکٹر محمد شکیل احمد: اپنے اساتذہ بالخصوص حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے نہایت درجہ باادب اور جاں نثار شاگرد تھے۔
- ڈاکٹر شکیل احمد اعظمی: اپنے پورے دور طالب علمی میں ممتاز تھے اور اچھے نمبروں سے پاس ہونے والے طالب علم تھے جن کا دور طالب علمی آج کے طلبہ کے لیے بھی نمونہ ہے۔
- ڈاکٹر شکیل احمد اعظمی: دارالعلوم اشرفیہ کے نامور اور قابل ترین فارغین میں تھے اور فرزندان اشرفیہ میں آپ کا مقام بہت اونچا تھا۔
- ڈاکٹر محمد شکیل اعظمی: تاحیات دارالعلوم اشرفیہ کی مجلس شوریٰ کے ممبر رہے اور بہترین مشیر کار بھی۔
- ڈاکٹر محمد شکیل اعظمی عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین شاعر اور ادیب اور محقق بھی تھے۔
- ڈاکٹر محمد شکیل اعظمی بڑے طمطراق اور وقار والے ڈاکٹر تھے ساتھ ہی دست شفا سے بھی سرفراز تھے۔
- ڈاکٹر محمد شکیل اعظمی اپنے اوقات کی بڑی قدر کرتے غیر ضروری مصروفیات سے کنارہ کش رہتے تھے۔
- ڈاکٹر محمد شکیل اعظمی علمائے دین کے بڑے قدردان اور ان کے بہترین مہمان نواز تھے۔
- ڈاکٹر شکیل احمد اعظمی: اپنی نظافت اور نزاکت طبعی میں بھی ممتاز شخصیت کے مالک تھے۔
- ڈاکٹر شکیل احمد اعظمی: ضرورت بھر گفتگو کرتے اور غیر ضروری باتوں سے اجتناب کرتے تھے۔
- ڈاکٹر شکیل احمد اعظمی ہزار سنجیدگی کے باوجود کبھی کبھی خوشگوار بزلہ سنجی سے حاضرین و احباب کو محظوظ بھی کرتے یعنی خشک مزاج نہیں تھے بلکہ خوش مزاج تھے۔

ڈاکٹر شکیل احمد مرحوم: مسلک حق کے داعی اور متصلب فی الدین کی حیثیت سے بھی نمایاں تھے، یہ بھی آپ کی حیات کا ایک مستقل باب ہے جس پر روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے۔

الغرض! ڈاکٹر شکیل احمد اعظمی گھوسوی مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک تھے، ان کی زندگی کے بہت سے گوشے قابلِ عبرت اور لائقِ تقلید ہیں۔ گھوسی سطح پر بھی آپ کی حیثیت بڑی عظیم اور قابل قدر تھی، ہر اہم معاملے میں آپ سے مشورے لیے جاتے اور آپ کی اصابت رائے سے استفادہ کیا جاتا۔

مولائے قدیر آپ کی مغفرت فرمائے، آپ کے درجات بلند کرے، آپ کی نیکیوں کی آپ کو جزائے وافر عطا فرمائے، صاحب زادوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ والہ صحبہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

▫▫▫

آر ایس ایس کے منصوبے اور سازشیں

محمد ایوب مصباحی

راشٹریہ سوئم سیوک سنگھ پریوار (آر-ایس-ایس) ایک انتہا پسند ہندو تنظیم ہے۔ جس کی کئی شاخیں کئی ممالک میں سرگرم عمل ہیں۔ یہ تنظیم اسلام مخالف ہے. اور مسلمانوں کا وجود صفحۂ ہند سے مٹانے کے درپہ ہے۔ آئے دن یہ لوگ مساجد و مدارس پر حملہ کرتے رہتے ہیں۔ اس پر بھگوا جھنڈا لہراتے ہیں۔ مسلمانوں کی ماب لنچنگ کے واقعات انجام دیتے رہتے ہیں۔ اس سے بچنا انتہائی ناگزیر اور مسلمانوں کو اپنے وجود کی بقا اور نسلوں کے عروج وارتقا کے لیے کوئی لائحۂ عمل تیار کرنا وقت رہتے ضروری ہے۔

آر. ایس. ایس. کے قیام کا سبب؟

1919ء میں ہندوستان میں مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی جوہر کی قیادت میں تحریک خلافت شروع ہوئی۔ جس میں انگریزوں کو دھمکی دی گئی کہ اگر انھوں نے سلطان عبد الحمید خلیفۂ سلطنت عثمانیہ کو معزول کیا تو ان کے خلاف علم بغاوت بلند کریں گے۔ 1920ء میں انڈین نیشنل کانگریس نے اس تحریک خلافت کا ساتھ دیا۔ اس تحریک میں حسرت موہانی مولانا ابو الکلام آزاد اور دیگر کئی مسلم رہنما شامل تھے۔ اس سے قبل کہ یہ تحریک زور پکڑتی۔ 1922ء میں قوم پرست طاقتوں نے خلافت عثمانیہ کا تختہ الٹ دیا۔ مصطفیٰ کمال اتا ترک کی قیادت میں اقتدار سنبھالا اور سلطان عبد الحمید کو معزول کر دیا۔ اس طرح 623 سال رہنے والی تین بر اعظموں پر محیط سلطنت عثمانیہ کا خاتمہ ہوا۔

تحریک خلافت کا جب انڈین نیشنل کانگریس کی قیادت میں گاندھی جی نے ساتھ دیا تو یہ بات ڈاکٹر ہیڈ گیوار کو ناپسند آئی اور کہا کہ یہ مسلم ووٹ بینک کی سیاست ہے۔ لیکن تاہم کانگریس کو نہیں چھوڑا اور اس کا حصہ بنے رہے۔ 1925ء میں ڈاکٹر ہیڈ گیوار نے وجے لکشمی کے دن ناگپور میں آر-ایس-ایس- کی بنیاد رکھی۔ ڈاکٹر ہیڈ گیوار نے یہ کام اپنے گھر سے شروع کیا اور پہلے روز شاخا اپنے گھر ہی لگائی، جس میں صرف بارہ لوگ ہی سننے کے لیے پہنچ سکے۔ جس میں لوگوں کو یوگا، لاٹھی مشق اور سوریہ نمسکار سکھانا شروع کیا۔ ابھی تک آر. ایس. ایس. کے افکار و نظریات ناگپور تک ہی محدود تھے۔

ایک دفعہ ڈاکٹر ہیڈ گیوار کا بنارس ہندو یونیورسٹی جانے کا اتفاق ہوا۔ اور پنڈت مدن موہن مالویہ سے بات کی اور سنگھ کا آفس کھولنے کی درخواست کی۔ پنڈت مدن موہن مالویے نے B.H.U میں سنگھ کا آفس کھولنے کی اجازت دی۔

ہیڈ گیوار کی ملاقات B.H.U پریسر میں M.Sc. کی پڑھائی کر رہے مادھو راؤ سدا شیو راؤ گولوالکر سے ہوئی۔ اور انھیں آر. ایس. ایس. میں شامل کیا۔

1940ء میں ہیڈ گیوار کے انتقال کے بعد باہمی رضامندی سے آر. ایس. ایس. کی کمان گولوالکر کے ہاتھوں میں سونپ دی گئی اور گولوالکر کی قیادت میں اس تنظیم کے نظریات دہلی، چنئی، کولکاتا، کے ساتھ پورے ملک میں پھیل گئے۔

آر. ایس. ایس. کی چھوٹی بڑی تنظیمیں:

آر. ایس. ایس کی چھوٹی بڑی تنظیمیں مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ بھارتیہ جنتا پارٹی۔ (Bhartiya Janta Parti)

2۔ بجرنگ دل۔ (Bajrang Dal)

3۔ ہندو جاگرن منچ۔ (Hindu Jagran Manch)

4۔ انڈین فارمرس ایسوسی ایشن۔ (Indian Farmers Association)

5۔ ہندو سویم سیوک سنگھ۔ (Hindu Sowayam Sewak Sangh)

6۔ راشٹریہ سیو کا سمیتی۔ (Rashtriya Sevika Samiti)

7۔ آل انڈین ورلڈ کونسل۔ (All Indian world council)

8۔ودیہ بھارتی (Vidya Bharti)
9۔سرسوتی شیشو مندر۔
(Saraswati Shishu Mandir)
10۔ونواسی کلیان آشرم۔
(Vanwasi Kalyan ashram)
11۔مسلم نیشنل فارم۔(Muslim Netional forum)
12۔نیشنل سکھ سنگت۔(National Sikh Songat)
13۔سوادیشی جاگرن منچ۔
(Swadeshi Jagaran Manch)
14۔ورلڈ ڈائلوگ سینٹر۔(World dialogue centre)
15۔لگھو ادیوگ بھارتی۔(Laghu Udyog Bharti)
16۔وویکانند کیندر۔(Vivekanand Kendra)
17۔انڈین لیبر۔ (Indian Lebor)
18۔سیوابھارتی۔ (Seva Bharati)
19۔وشو ہندو پریشد۔(Vishw Hindu parishad)
20۔بھارتیہ کسان سنگھ۔(Bhartiya Kisan Sangh)
21۔بھارتیہ مزدور سنگھ۔(Bhartiya mazdoor Sangh)

راشٹریہ سوئم سیوک سنگھ پریوار (آر۔ایس۔ایس) کی اس وقت 40 ممالک میں 57 ہزار سے زیادہ شاخیں ہیں جن میں روزانہ پچاس لاکھ سے زیادہ ممبر کی شراکت ہوتی ہے۔

آر.ایس.ایس.کا مشن اور ٹارگیٹ کیا ہے آیئے ذرا اس پر بھی کچھ خامہ فرسائی کر لیتے ہیں۔

آر ایس۔ایس کا مشن 13 بہت مشہور ہے۔یعنی یہ تیرہ نوع کے بدلاؤ چاہتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

1-ہندوستان کی جمہوریت ختم کر کے اسے ہندو راشٹریہ بنا دیا جائے۔

2-ترنگا منحوس ہے اس کی جگہ بھگوا جھنڈے کو اہمیت دی جائے۔اور راشٹریہ جھنڈا اسے ہی قرار دیا جائے۔

3-ہندوستان پر ہندوؤں کا حق ہے مسلمانوں کو جلاوطن کر دیا جائے۔

4-ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر کا بنایا ہوا دستور منسوخ کر کے منو اسمرتی کا قانون نافذ کیا جائے۔تاکہ رام راج قرار دیا جا سکے۔

5-مہاتما گاندھی کی جگہ ناتھو رام گوڈسے کو راشٹر پتا قرار دیا جائے۔

6-اسپین کی طرح تمام مساجد و مدارس کو مندروں میں تبدیل کر دیا جائے۔

7-ہندوستان کا اقتدار ایک برہمن کے ہاتھ میں ہو تاکہ دلتوں کو پھر سے اچھوت بنایا جا سکے۔

8-سکھ اور آدیواسی لوگوں کو ہندو مذہب قبول کرنے پر مجبور کیا جائے۔قبول نہ کرنے پر کڑی سے کڑی سزا دی جائے۔

9-برہمن بھگوان کا روپ ہوتے ہیں ایسا قانون بنایا جائے کہ برہمن کو کبھی سزا نہ ہو۔

10-پولیس اور فوج میں اونچی ذات کے اشخاص بھرتی ہوں۔

11-سپریم کورٹ وہائی کورٹ،لوک سبھا اور راجیہ سبھا میں گائتری منتر لازم کر دیا جائے۔

12-مسلمہ عورت سے زنا اور قتل پر کوئی سزا نہ ہو۔

آر.ایس.ایس.کے کام کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

آر.ایس.ایس.پانچ طرح کی شاخائیں لگاتی ہے شاخا کا مطلب ہے میٹنگ۔صبح،شام،رات،ہفتہ واری اور ماہانہ مجلسوں کا اہتمام کرتی ہے۔جس میں لوگ شریک ہوتے ہیں اور یہ صرف ایک گھنٹہ لگائی جاتی ہے۔اسے مندرجہ ذیل طریقہ سے جانا جاتا ہے۔

صبح کی میٹنگ.(Prabhat Branch)
شام کی میٹنگ.(Evining Branch)
رات کی میٹنگ.(Night Branch)
ہفتہ واری میٹنگ.(Milan Branch)
ماہانہ میٹنگ.(Sungh Mondaly)

آر.ایس.ایس.شدت پسندی کا دوسرا نام!

بھارت میں دنگے فسادات برپا کرنے میں اس تنظیم کا نام سرفہرست ہے۔1927ء کے ناگپور فساد میں اس کا اہم رول رہا ہے۔1948ء کو اس تنظیم کے ایک رکن ناتھو رام ونائک گوڈسے نے مہاتما گاندھی کو قتل کر دیا۔1969ء کو احمد آباد فساد،1971ء کو تلشیری فساد اور 1979ء کو بہار کے جمشید پور فرقہ وارانہ فساد میں ملوث رہی۔6 دسمبر

1992ء کو اس تنظیم کے اراکین (کار سیوک) نے بابری مسجد میں گھس کر اس کو منہدم کر دیا۔ آر. ایس. ایس. کو مختلف فرقہ وارانہ فسادات میں ملوث ہونے پر تحقیقی کمیشن کی جانب سے سرزنش کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

دہشت گردانہ سرگرمیاں:

درج ذیل وطن مخالف سرگرمیوں میں سنگھ پریوار تنظیمیں ملوّث ہیں۔ ▫ مالیگاؤں بم دھماکا ▫ حیدر آباد مکہ مسجد بم دھماکا ▫ اجمیر بم دھماکا ▫ سمجھوتہ ایکسپریس بم دھماکا۔

آر. ایس. ایس. کے منصوبے:

قارئین! آئے دن سڑکوں شاہراہوں سے گزرتے ہوئے غیر مسلموں کے روڈ شو اور جلوسوں میں نفرتی گانے سنتے رہتے ہوں گے جن کو سن کر نفرت کی آگ بھڑک جاتی ہے اور زیادہ تر ہندو مسلم تنازعہ کی شکل اختیار کر جاتی ہے۔ اس گانے میں کیے گئے دعوؤں سے آپ آر۔ ایس. ایس. کے منصوبوں کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

کنھیا متل کا گایا ہوا یہ گانا پہلے آپ پڑھیں پھر احساس کریں۔ کہ آنے والے ایام کس قدر بھیانک ہونے والے ہیں۔ کہتا ہے:

جو رام کو لائے ہیں ہم ان کو لائیں گے
دنیا میں پھر سے ہم بھگوا لہرائیں گے
یو۔پی میں پھر سے ہم بھگوا لہرائیں گے
یودھیا بھی سجادی ہے کاشی بھی سجادی ہے
گھنشام کرپا کر دو متھرا ابھی سجائیں گے
بھگوا ہے چولا جن کا بس رام کی بات کرے
ہندو ہیں ہندو ہم، بس رام کی بات کریں
اوپر سے نہیں ہیں رام اندر سے رام کے ہیں
بس اسی لیے یو۔گی بندے کمال کے ہیں
یوگی جی ہیں یوگی ہی آئیں گے
سنتوں کی نگری کو باباجی چلائیں گے

ایسے سینکڑوں گانے آپ کو یوٹیوب پر مل جائیں گے۔ جو مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے کے لیے لکھے گئے۔

غیر مسلموں کا ہندو راشٹریہ بنانے کا جو خواب ہے اگر یہ شرمندۂ تعبیر ہو گیا تو مسلمان اپنی خیر منائیں۔ شعائر اسلامی پر پابندی عائد کر دی جائے گی ہلاکو اور چنگیز والا دور آجائے گا جنھوں نے اسلام کو جڑ سے مٹانے کی ٹھان رکھی تھی اور مسلمانوں کے سروں کے مینار بنائے مسلمانوں کی کھوپڑیوں میں شراب پی۔ مسلمانوں کا خون پانی سے بھی ارزاں سمجھ کر نالیوں کی نذر کیا۔ مسلمان اگر اب بھی بیدار نہ ہوئے تو اسپین کی طرح مسلمانوں کا قتل عام ہوگا۔ یاد رکھیں ہمیں اپنی حالت خود ہی بدلنا ہوگی آسمان سے کوئی فرشتہ بچانے نہیں آئے گا۔ نہ کوئی دوسرا ملک ہمیں بچائے گا۔ مفہوم آیت ہے: یقیناً اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدل لے۔

البتہ مایوسی کفر ہے۔ اگر مسلمان اپنے وجود کی بقا و استحکام کی سعی کریں گے تو یقیناً مدد آئے گی۔

ماب لنچنگ کی روح فرساں وارداتیں:

1۔ 22 جون 2017ء عید کی خرید داری کر کے گھر لوٹ رہے تیرہ سالہ حافظ محمد جنید کو ہندو انتہا پسندوں نے چاقوؤں سے حملہ کر کے بلبھ گڑھ ریلوے اسٹیشن پر قتل کر کے پھینک دیا۔

2۔ 2 جون 2014ء کو پونہ میں ہڈپسر واقع انتی نگر مسجد کے باہر نماز پڑھ کر لوٹ رہے تکنیکی ماہر محسن شیخ کو ہندو توا تنظیم ہندو راشٹریہ سینا (ایچ۔ ار۔ ایس) کے کچھ افراد نے ہجومی تشدد میں قتل کر دیا۔ ہلاکت کے نو سال بعد 27 جنوری 2023ء کو سبھی 21 ملزمان کو سیشن کورٹ نے باعزت بری کر دیا۔

3۔ 23 جون 2023ء کو مہاراشٹر کے ضلع ناسک میں رہنے والے لقمان انصاری کو گائے کے تحفظ کے لیے بنائی گئی تنظیم راشٹریہ بجرنگ دل کے کچھ گئو رکشکوں نے پیٹ پیٹ کر جان سے مار ڈالا۔ یہ معاملہ اس وقت پیش آیا جب لقمان انصاری اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ ٹیمپو میں اپنے کچھ مویشی لے جا رہا تھا، کچھ گئو رکشکوں نے انھیں روک لیا چار گائے ان سے چھڑانے میں کامیاب رہے اور ٹیمپو گھاٹن دیوی کے طرف لے چلے اور وہاں لے جا کر مبینہ طور پر مار پیٹ شروع کر دی۔ لقمان کے ساتھی بھاگنے میں کامیاب ہوئے۔ اس کا پتا اس وقت چلا جب لقمان انصاری کی لاش ایک کھائی میں ملی۔

یہ تین واقعات ماب لنچنگ کے عدیم الفرصتی میں درج کیے۔ ان شاء اللہ کسی اور مقالے میں بالتفصیل ماب لنچنگ کے واقعات ضبط تحریر میں لانے کی کوشش کروں گا۔

▫▫▫

قول فیصل

اسلام اور بیت المقدس

جلتے ہوئے فلسطین پر خطیبِ عصر حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی کا سنجیدہ خطاب

.......کو مبارک پور کی سرزمین پر ”تحفظ ناموسِ رسالت کانفرنس“ ہوئی، قرو جوار اور دور دراز سے کثیر تعداد میں سامعین نے شرکت کی۔ خصوصی خطیب کی حیثیت سے معروف خطیب حضرت مفتی سلمان ازہری دام ظلہ مدعو تھے، ان سے پہلے جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے جلیل القدر استاذ اور نام ور قلم کار حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی دام ظلہ العالی نے بھی خطاب فرمایا، جسے سامعین نے بے حد پسند کیا، ہم نے حضرت سے نقل کرنے کی اجازت لی پھر مرتب کر کے حضرت کو پیش کیا۔ آپ نے نظر ثانی فرمائی، کچھ حذف واضافہ فرمایا۔ ہم اس تاریخی خطاب کو ماہ نامہ اشرفیہ کے قارئین کی نذر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ واقعہ یہ ہے کہ آج اسرائیل، امریکہ کے تعاون سے غزہ کی سرزمین پر جو دہشت گردی کر رہا ہے، اس سے ہزاروں بچے، ہزاروں خواتین اور ہزاروں عام شہری جان دے چکے ہیں۔ اور یہ خوں ریز دہشت گردانہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ باقی باشندوں کو ضروریاتِ زندگی سے محروم کر دیا گیا ہے، اس قتل و غارت گری سے پوری دنیا کراہ رہی ہے اور شدید احتجاجات بھی ہو رہے ہیں۔ اس موضوع پر حضرت کا خطاب واقعی پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے، پڑھیے اور دعا دیجیے۔

از: **محمد ارشد اویسی**، متعلّم جماعتِ رابعہ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

زینت اسٹیج علماے ملت اسلامیہ سامعین کرام، خواتین امت اور نونہالانِ ملت-السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ و نستغفرہ و نومن بہ و نتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیّات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و نشھد أن محمدا عبدہ ورسولہ. اما بعد !

فأعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم .

قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین۔

وقال اللہ تعالیٰ:

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ حَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ.

صدق اللہ العلی العظیم و بلغنا رسولہ النبی الکریم

آئیے ہم اور آپ انتہائی عقیدت و احترام کے ساتھ آقائے کائنات فخر موجودات حضور سیاحِ لامکاں، مالکِ کون و مکاں، مختار دو جہاں، خاتم پیغمبراں کی بارگاہ میں انتہائی عقیدت و احترام کے ساتھ درود و سلام کی نذریں پیش کریں! پڑھیے۔ اللھم صل علیٰ سیدنا و مولانا محمد معد ن الجود والکرم وعلیٰ اٰلہ واصحابہ صلاۃ و سلاما علیک یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

محترم حضرات! انتہائی ادب و احترام کے ساتھ گزارش ہے کہ آج ان شاء اللہ تعالیٰ ہم مکہ اور مدینہ کے بعد بیت المقدس کے حوالے سے گفتگو کرنے کا شرف حاصل کریں گے۔ آج کی یہ کانفرنس تحفظ

ناموس رسالت کانفرنس ہے اور آج یہاں حد نظر مجمع اپنے نبی کی ناموس کے تحفظ کے نام پر جمع ہوا ہے اور میرے بعد اہل سنت کے عظیم خطیب حضرت مفتی سلمان ازہری صاحب آپ سے خطاب فرمائیں گے۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

اور یارسول اللہ!

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا
نظر آتی ہے گلشن میں ہوا ناساز گار اپنی
گلی باغ خلیلی بھیج دے باغِ بہار اپنی
طریق مصطفیٰ کو چھوڑنا ہے وجہ بربادی
اسی سے قوم دنیا میں ہوئی بے اقتدار اپنی
ہمیں لازم ہے شاہنشاہِ بطحا کی رضا جوئی
وہ اپنے ہوگئے تو رحمت پروردگار اپنی
وہ بیٹھے ہوں اٹھا ہو بارگاہِ قدس کا پردہ
کہانی در پہ کہتا ہو شفیقِ دل فگار اپنی

محترم حضرات! آپ بخوبی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاے کرام اور رسولانِ عظام کو مبعوث فرمایا اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی اور ہر رسول کو معجزات دے کر مبعوث فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کا آخری رسول وہ جو رسولوں کا رسول ہے، وہ جو نبیوں کا نبی ہے، وہ جو عالم غیب پیغمبر ہے، اللہ تعالیٰ نے جب ان کو مبعوث فرمایا تو معجزہ دے کر نہیں بلکہ سراپا معجزہ بنا کر مبعوث فرمایا۔ وہ بیٹھیں تو معجزہ، وہ اٹھیں تو معجزہ۔ وہ اندھیروں میں مسکرادیں تو اجالا ہو جائے وہ اگر اپنا لعاب دہن نابینا آنکھوں میں لگادیں تو بینا ہو جائیں، وہ اگر کھارے کنویں میں لعاب دہن ڈال دیں تو میٹھا ہو جائے اور اگر لکڑی توڑ کر کسی مجاہد کو دیدیں تو تلوار بن جائے۔ وہ دشمن پر نگاہ غضب ڈال دیں تو تباہ و برباد ہو جائے، ہاتھ اٹھا کر دعا کر دیں تو زندگی جنت الفردوس ہو جائے۔

بے شمار کمالات و معجزات کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی کو مبعوث فرمایا تاریخ شاہد ہے کہ دنیا میں بے شمار بچے پیدا ہوئے ہیں، ہو رہیں ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ دنیا کا ہر بچہ روتا ہوا پیدا ہوتا ہے وہ رو کر اپنی زندگی کا اعلان کرتا ہے، بچہ روتا ہے گھر میں خوشیوں کی بہاریں مسکرانے لگتی ہیں، مگر ہمارے رسول جب جلوہ فرما ہوے تو ان کے لبوں پر تبسم تھا، وہ مسکرا رہے تھے، مسکرا کر زمانے کو یہ پیغام دے رہے تھے اے غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے لوگو! اب تمھاری غلامی کی زنجیریں توڑنے والا آگیا ہے۔ اے بیواؤ! اب تمھاری داد رسی کرنے والا آ گیا ہے۔ اے یتیمو! اب تمھارے سروں پر شفقت کا ہاتھ رکھنے والا آگیا ہے۔ میرے رسول کی حدیث پاک ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَنْ أَبِي أَمَامَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ الله صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ: مَنْ مَسَحَ رَأْسَ يَتِيمٍ لَمْ يَمْسَحْهُ إِلَّا لِلهِ كَانَ له بِكُلِّ شَعْرَةٍ مَرَّتْ عَلَيْهَا يَدُه حَسَنَاتٌ، وَمَنْ أَحْسَنَ إِلى يَتِيمَةٍ أَوْ يَتِيمٍ عِنْدَه كُنْتُ أَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ وَفَرَّقَ بَيْنَ أَصْبُعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ وَابْنُ أَبِي الدُّنْيَا.

حضرت ابو امامہ کی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی یتیم بچے کے سر پر محض خدا کی خاطر ہاتھ پھیرا تو ہر بال کے عوض جسے اس کے ہاتھ نے چھوا اُسے کئی نیکیاں عطا کی جائیں گی اور جس نے کسی یتیم بچی کی عمدہ تربیت یا اپنے زیر پرورش کسی یتیم بچے سے حسن سلوک کیا۔ میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح اکٹھے ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وسطی انگلی اور انگشت شہادت میں فرق ڈال کر دکھایا۔

(مسند احمد جلد 5 صفحہ 250)

بے شمار کمالات و معجزات کے ساتھ میرے رسول جلوہ گر ہوئے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن عظیم نازل ہوا۔

آپ جانتے ہیں اس سے پہلے انبیاے کرام پر کتابیں نازل ہوئی ہیں، توریت نازل ہوئی ہے، زبور نازل ہوئی ہے، انجیل نازل ہوئی ہے، تمام کتابیں نازل ہوئی ہیں۔ آخری کتاب اللہ تعالیٰ کی قرآن عظیم نازل ہوئی ہے اور تقریباً ایک سو بیس صحائف انبیاے کرام پر نازل ہوئے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ اکثر انبیاے کرام اسی فلسطین کی سرزمین پر پیدا ہوئے ہیں، بہت سے انبیاے کرام کی یادگاریں وہاں باقی ہیں اور بعض انبیاے کرام کو وہاں شہید بھی کیا گیا ہے، انبیاے کرام کو ظلم وستم کا نشانہ بھی بنایا گیا ہے، انبیاے کرام پر وہاں بہت کچھ کیا گیا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دن سوال

کرتے ہیں، ایک صحابی عرض کرتے ہیں؛ یارسول اللہ! دنیا میں کون سی مسجد ہے جو سب سے پہلے بنی ہے؟ اللہ کے رسول نے ارشاد فرمایا کہ پوری دنیا میں سب سے پہلی مسجد مسجدِ حرام ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنوائی۔ صحابی نے عرض کیا؛ یارسول اللہ! اس کے بعد کون سی مسجد بنی؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسجد اقصیٰ۔ صحابی رسول نے عرض کیا یارسول اللہ دونوں مسجدوں کے درمیان کتنا فاصلہ تھا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ چالیس برس کا۔

سوال یہ ہے کہ اللہ کے رسول نے ارشاد فرمایا، اب آپ خود غور فرمائیں، ایک دن ایک صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ کسی مسجد میں کتنا ثواب ہے نماز پڑھنے کا؟ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور بھی روایتیں ہیں، یہ بھی روایت ہے آقا کریم نے فرمایا: مسجد حرام میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے اور مسجد اقصیٰ میں ایک نیکی کا ثواب پچاس ہزار نیکیوں کے برابر ہے اور فرمایا ہے کہ مسجد نبوی کے اندر بھی ایک نیکی کا ثواب پچاس ہزار نیکیوں کے برابر ملتا ہے۔

آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو قرآن عظیم نازل ہوا، اللہ تعالیٰ یہودیوں کی ذلت و رسوائی میں ارشاد فرماتا ہے:

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ حَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ

ان پر جمادی گئی خواری (ذلت) جہاں ہوں امان نہ پائیں مگر اللہ کی ڈور اور آدمیوں کی ڈور سے اور غضبِ الٰہی کے سزاوار ہوئے اور اُن پر جمادی گئی محتاجی یہ اس لیے کہ وہ اللہ کی آیتوں سے کفر کرتے اور پیغمبروں کو ناحق شہید یہ اس لیے کہ نافرماں بردار اور سرکش تھے۔

تاریخ شاہد ہے کہ عام طور پر انبیاے کرام ان علاقوں کے اندر پیدا ہوئے، عام طور پر انبیاے کرام کا قبلہ بیت المقدس تھا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے بے شمار انبیاے کرام کا تعلق اس سے رہا ہے۔

کون نہیں جانتا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کے قریب بھی اپنے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذریعے آبادی کی بنا ڈلوائی اور بیت المقدس کو اپنے دوسرے فرزند ارجمند حضرت اسحاق علیہ السلام کے ذریعے آباد کرایا۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اسی مقام پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیٹھ کر پوری دنیا پر حکومت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ قوت و طاقت عطا فرمائی تھی وہ ہواؤں پر بھی حکومت کرتے تھے، وہ جنات پر بھی حکومت کرتے تھے، وہ چرند و پرند اور جانوروں پر بھی حکومت کرتے تھے، وہ دوسری مخلوقات پر بھی حکومت کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان انبیاے کرام کو بے شمار فضائل و کمالات کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں جلوہ گر ہوئے، جب دنیا سے آپ تشریف لے گئے امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آتا ہے آپ نے اپنی اسلامی فوجوں کو فلسطین کی جانب بھیجا، متعدد شہر اس دور میں بھی فتح ہو چکے تھے مگر ابھی بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ عیسائیوں کے ہاتھوں میں تھی۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم کا دور خلافت آیا آپ نے بھی اپنی فوجوں کو ان علاقوں کی جانب بھیجا۔ سوال یہ پیدا ہوا حضرت ابو عبیدہ بن جراح سپہ سالار تھے۔ یہ معروف قائد و صحابی فتح یرموک کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ دمشق آچکے تھے، اب مسئلہ یہ پیدا ہوا کہ پہلے بیت المقدس فتح کیا جائے یا قیساریہ۔ باہم مشورہ ہوا، پھر سیدنا معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے پر موجودہ احوال نوٹ کر کے امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ سوال کیا گیا کہ ہم پہلے بیت المقدس کی جانب جائیں یا قیساریہ کی جانب۔ قاصد جب مدینہ منورہ پہنچا تو رات دیر ہو گئی تھی، وہ مسجد میں سو گئے، صبح امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے، اذان دی، اسلامی نقطۂ نظر سے سونے والوں کو بیدار کیا۔ قاصد نے امیر المومنین کی اقتدا میں نماز ادا کی اور پھر مکتوب ان کی بارگاہ میں پیش کیا۔ آپ نے اپنی شان کریمانہ کے مطابق اظہارِ مسرت فرمایا۔ آپ نے وہاں موجود صحابۂ کرام سے مشاورت فرمائی، مختلف مشورے سامنے آئے۔ مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "اے امیر المومنین آپ اسلامی لشکر کو بیت المقدس کی طرف روانگی کا حکم دیں، وہ پہلے بیت المقدس کو فتح کریں، پھر قیساریہ کی طرف جائیں کیوں کہ رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم نے پہلے مجھے بیت المقدس کی فتح اور بعد میں قیساریہ کی فتح کی خوش خبری دی تھی۔"

یہ سن کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے ابوالحسن! آپ نے سچ کہا۔ پھر سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف پہلے بیت المقدس اور پھر قیساریہ روانگی کا حکم لکھ کر روانہ فرمادیا۔

تاریخ شاہد ہے وہاں چاروں طرف سے مضبوط دیواریں تھیں وہاں پر حملے ہوتے رہے مگر کوئی حاصل حصول نظر نہیں آیا، ایک دن جو وہاں اندر جو تھے ان کا جو سب سے بڑا مذہبی رہنما راہب تھا اس کے پاس لوگ گئے اور جانے کے بعد کہا کہ کب تک اندر ہم گھٹتے رہیں گے آپ چل کر بات کیجیے مسئلہ کیا ہے کیوں آخر یہ ہم پر حملے کر رہے ہیں۔ وہ دیوار پر چڑھتا ہے حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو بلایا جاتا ہے، اس نے کہا آپ کا مقصد کیا ہے تو انھوں نے اسلام کا پیغام دیا کہ آپ کلمہ طیبہ پڑھ کر داخل اسلام ہو جائیں یا پھر آپ جزیہ دے کر ہماری حکمرانی کو تسلیم کریں یا پھر جنگ کے لیے تیار ہو جائیں۔ اس نے کہا یہ تو نہیں ہو سکتا۔ آپ اپنے لوگوں مجاہدین کی جانب آ گئے، اس نے بھی کہا کہ پھر جنگ ہی ہو۔ جنگ جب بہت زیادہ آگے بڑھتی ہے، وہ پھر اس کے پاس جاتے ہیں اور کہتے ہیں جا کر کہ کب تک یہ ہوتا رہے گا؟ وہ مذہبی پیشوا راہب کہتا ہے: میں نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ جو آخری پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی ہوں گے جن کا نام عمر فاروق ہوگا وہ بڑے سخت شدت پسند اور اصولوں کے پابند ہوں گے، انھی کے ذریعے یہ ہمارا ملک یا یہ ہمارا شہر فتح ہوگا پھر دیوار کے اوپر جا کر دیکھتا ہے، بلاتا ہے، کہا وہ یہ نہیں ہے، وہ پھر کون ہیں اور وہ کہاں ہیں۔ آپ کو ایسے نہیں بتایا جا سکتا نام بتا سکتا ہوں۔ کہا، بتائیے نام کیا ہے ان کا؟ اس نے کہا وہ بہت گورے چٹے اور سرخ ہیں اور ان کا نام عمر فاروق ہے۔ وہ مسکرائے، کہا یہی تو ہمارے قائد ہیں، یہی تو ہمارے رہنما ہیں ابھی کہیں آپ تو ہم ان کو بلوائیں۔ فوراً خط لکھا ایک صحابی مجاہد کو وہاں بھیجا اور پھر سیدنا فاروق اعظم وہاں تشریف لائے، آپ جانتے ہیں کہ ایک آج ہمارے لیڈر ہوتے ہیں، ایک آج ہمارے MP اور MLA ہوتے ہیں ایک ہمارے وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ ہوتے ہیں کتنے عجیب وغریب انداز سے اپنی زندگیاں گزارتے ہیں، بے شمار گاڑیاں آگے پیچھے چلتی ہیں، فورسیز ان کی حفاظت کرتی ہوئی نظر آتی ہیں، مگر وہ اللہ کا شیر چند مہاجر اور انصار صحابہ کو ساتھ میں لیتے ہیں اور ایک گھوڑا تھا اس گھوڑے پر آپ سوار ہوئے اور سوار ہونے کے بعد اپنے رفیق سفر غلام سے ارشاد فرمایا: ایک میل تک آپ بیٹھیے ہم نکیل پکڑ کر چلیں گے، ایک میل تک ہم بیٹھیں گے آپ نکیل پکڑ کر چلیں گے۔ یہ قافلہ چلتا رہا اعلان ہو گیا راستوں میں کہ امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہمارے علاقے سے گزرنے والے ہیں، جہاں جہاں جاتے تھے مجلس سجتی تھی، وہاں کے لوگوں کے مسائل حل فرماتے تھے۔ اب وقت آیا، اس میں مختلف روایتیں ہیں، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اب جب اس شہر میں داخل ہونے کا وقت آیا تو غلام ساتھی کے سوار ہونے کی باری تھی اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نکیل پکڑنے کی باری تھی، غلام نے عرض کیا اے میرے آقا یہ تمام لوگ مجھ کو سوار دیکھیں گے تو مجھ ہی کو امیر المومنین سمجھیں گے، اس لیے آپ سوار ہو جائیے ہم نکیل پکڑ کر چلتے ہیں۔ فرمایا کہ نہیں ایسا نہیں ہوگا اور اگر ہوگا تو وضاحت کر دی جائے گی۔ سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ نکیل پکڑ کر چل رہے تھے۔ اور غلام بیٹھا ہوا تھا، وہاں کے لوگ جب آئے تو ان ہی کی جانب بڑھے۔ انھی کو فاروق اعظم سمجھ رہے تھے جو سواری پر سوار تھے، مگر مسلمانوں نے کہا۔ اے لوگو! آپ غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ ہمارے آقا وہ نہیں ہیں، ہمارے آقا وہ ہیں جو نکیل پکڑ کر چل رہے ہیں۔

سن لو! اے مسلمانو! غیور مسلمانو! مبارک پور کے، سن لو، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جس لباس کو پہن کر آئے تھے اس میں چودہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ مسلمانوں نے کہا حضور پوری دنیا کے مسلمانوں کا امیر المومنین اس حال میں، آپ لباس تبدیل کر لیجیے۔ لوگوں نے گھوڑا تبدیل کیا، لباس بھی تبدیل کیا، چند قدم آگے بڑھے، اتر گئے کہ اس لباس کے پہننے سے میرے اندر تکبر کی بو آرہی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جس شخص کے اندر ادنی سا تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا، اس لیے فوراً اترے اور اپنا وہی جبہ استعمال فرمایا۔ اور جب جاتے ہیں وہ جب دیکھتا ہے وہاں کا راہب مذہبی پیشوا تو کہتا ہے، ہاں یہی قائد اور رہنما ہے، سچ ہے یہی ہے کہ مسلمانوں کا رہنما ہے، بلا شبہ حق یہی ہے، ساری چابیاں آپ کے حوالے کر دی جاتی ہیں۔ میں بتانا یہ چاہتا ہوں اس کے بعد چار سو برس سے زیادہ تک مسلمانوں کی وہاں حکومت رہی، پھر دور بدلتے رہے، کبھی یہ کبھی وہ مگر اکثر زمانے تک وہاں مسلمانوں کی حکومت رہی ہے۔

ایک زمانہ وہ آتا ہے اٹھاسی سال کے بعد، سلطان صلاح الدین ایوبی جو بلا شبہ مجاہد بھی تھا، بہت بڑا اللہ تعالیٰ کا ولی بھی تھا۔ کوئی شبہ نہیں ہے اس میں، اللہ تعالیٰ نے بڑے عظیم حوصلے بڑی عظیم استقامت سے سرفراز فرمایا تھا۔ آپ نے سولہ بار وہاں حملے کیے مگر اپنے لوگوں کی غداری کی بنیاد پر وہ مجاہد فتح نہیں کر سکا مگر اس نے بھی قسم کھائی تھی کہ ان شاء اللہ مجھے بیت المقدس کو فتح کرنا ہے اور اس نے فتح کیا بھی۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے جب فتح کرنے کے بعد حکومت

کی باگ ڈور سلطان صلاح الدین ایوبی کی ہاتھوں میں آئی ہے تو وہ اللہ کا شیر، اس نے جن لوگوں کو گرفتار کیا اور چھوڑنے کے لیے کچھ ٹیکس وغیرہ رکھا، تاریخ بتاتی ہے کہ جن غریبوں کے پاس پیسہ دینے کے لیے نہیں تھا اللہ کے اس شیر نے اور ان کے حقیقی بھائی نے اپنے ذاتی فنڈ سے پیسہ دے کر ان کا ٹیکس ادا کیا اور انھیں آزادی دلائی، جب سب کچھ ہو چکا وہ اپنے بستر پر رو رہے تھے۔ لوگوں نے سوال کیا: اے سلطان صلاح الدین ایوبی! آپ کیوں رو رہے ہیں آخر پریشانی کیا ہے؟ میں بتانا یہ چاہتا ہوں، اللہ کا شیر کتنا بڑا نیک، پاکیزہ اور اللہ سے خوف کرنے والا تھا، اس نے کہا کہ میں نے فتح کرنے سے پہلے یہ عہد کیا تھا کہ جب بیت المقدس فتح ہو جائے گا تو میں حج و زیارت کروں گا، میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ اپنے پیسے سے میں حج و زیارت کر سکوں۔ یہ ایک نیک دل مجاہد کی سرگزشت ہے، بیک وقت متعدّد ممالک کا حکمراں صرف اس لیے پریشان ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں کہ ان کے پاس ذاتی فنڈ کم ہے جو فرد کامل گرفتار شدگان کا ٹیکس ذاتی فنڈ سے ادا کر کے رہائی دلاتا ہے اور اب خود اپنے لیے ذاتی فنڈ ختم ہے اور سفر حرمین کے سفر کی برکتیں حاصل کرنے سے قاصر ہے۔ اسی پس منظر میں آج کے حکمرانوں کو دیکھیے، گورنمنٹ کی بے تحاشا دولت لٹا کر دنیا بھر کے سفر کرتے نظر آتے ہیں۔

یہ ایسے مجاہد کی داستان ہے جس نے اپنا ذاتی پیسہ دے کر قیدیوں کو آزاد کیا تھا۔ اب پھر تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے، آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آج جو حالات ہیں مجھ سے زیادہ بہتر آپ جانتے ہیں جو حالات ہیں آج دنیا کس طور پر ان لوگوں کو دیکھ رہی ہے ہمیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔

ایک دور آتا ہے 1917ء میں فلسطین میں صرف چار ہزار یہودی تھے، مگر پھر آہستہ آہستہ یہودی وہاں پڑھنے لگے اور آج پوزیشن یہ ہو گئی، فلسطینیوں کی زمین پر قبضہ کر کے ان ہی پر ظلم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا ہے:

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْۤا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ حَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ.

ذلت و رسوائی ان کا مقدر کر دی گئی ہے جہاں بھی یہ رہے ہیں ہر دور میں یہ پٹتے رہے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ کتنی ان کی قتل و غارت کی گئی ہے، لاکھوں کی تعداد میں ان کو مارا گیا ہے۔ مگر تاریخ بتاتی ہے کہ ان لوگوں نے فلسطینیوں پر ظلم و ستم کیے۔ جن لوگوں نے رہنے اور بیٹھنے کی جگہ دی تھی انہیں کی جگہوں پر حملہ کرنے لگے، آبادیاں خالی کرانے لگے۔ بچوں پر ظلم کرتے ہیں، عورتوں پر ظلم کرتے ہیں، بوڑھوں کو ستاتے ہیں، آبادیوں پر حملے کرتے ہیں اور یہ آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور یہ دور بھی آتا ہے، مسجد اقصیٰ آدھی آدھی دو حصوں میں تقسیم کر دی گئی تھی آدھی مسلمانوں کے حوالے کی تھی، آدھی ان کے حوالے کی تھی مگر اس کے بعد انھوں نے مکمل مسجد پر حملہ کر کے قابو پا لیا، آج جو تاریخ ہے۔ یہ بتانے کی بات نہیں ہے آپ بخوبی جانتے ہیں کہ حماس نے جس شیر دلی کے ساتھ حملہ کیا ہے یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے مجھ سے زیادہ بہتر آپ جانتے ہیں، جو حملہ کیا ہے آج باطل قوتیں یہ کہتی ہوئی نظر آتی ہیں کہ وہ دہشت گرد ہیں مگر ان ظالموں کو کوئی نہیں کہتا کہ بچوں کو مارتے تھے، عورتوں پر ظلم و ستم کرتے تھے، بوڑھوں کو مارتے تھے اور آج بھی آپ کو معلوم ہے کس طرح انھوں نے غزہ پٹی پر حملہ کر کے وہاں پانی بند کر رکھا ہے۔ کیا تاریخ کربلا ہے، فلسطین کی سرزمین پر پانی نہیں ہے وہاں پر کھانا نہیں ہے وہاں پر، لائٹ نہیں ہے وہاں پر، ضرورت کے سامان نہیں ہیں، مجھے بتاؤ زندگی کیسے گزار رہے ہیں؟ بچوں کو قتل و غارت کی منزلوں سے گزارا جا رہا ہے، عورتوں پر ظلم و ستم ہو رہا ہے، بوڑھوں پر ظلم و ستم کی آخری تدبیریں لگائی جا رہی ہیں، کتنے لوگوں کو قتل و غارت کی منزلوں سے گزارا یہ ہم اور آپ سب جانتے ہیں۔ میں بات پالیسیوں کی بنیاد پر کھل کر بولنا نہیں چاہتا، ورنہ سچی بات یہ ہے کہ آج اسرائیلی درندے غزہ کی سرزمین پر دہشت گردی کی انتہا کر رہے ہیں۔ مگر ہمیں یہ یقین ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک دور وہ آئے گا کہ پوری دنیا میں مسلمان ہی مسلمان ہوں گے اور اسی فلسطین کے بارے میں میرے آقا نے ارشاد فرمایا کہ تمام یہودیوں کو جہنم رسید کیا جائے گا اور جہاں جہاں جائیں گے وہ اگر درختوں کے پیچھے چھپیں گے درخت پکار کر کہیں گے یہ ہے یہودی مارو اس کو، پتھروں کے پیچھے جائیں گے پتھر بھی اعلان کریں گے یہ ہے مارو اس کو سوائے ایک درخت کے، ہرگز وہ نہیں بولے گا، باقی تمام درخت تمام پتھر تمام آبادیاں بولتی ہوئی نظر آئیں گی۔

اس لیے ہم آپ سے کہتے ہیں کہ اے سنی مسلمانو! جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے یہ ہماری بد اعمالیوں کا نتیجہ بھی ہے، یہ ہماری بے

اعمالیوں کا بھی نتیجہ ہے، ہمارے گناہوں کا نتیجہ بھی ہے، یہ ہمارے توبہ نہ کرنے کی بنیادوں پر ہے۔ یہ ہماری بے راہ روی کے راستوں کے اختیار کرنے کی بنا پر ہے۔ ذرا غور کرو ہم آئے تھے مبارک پور کے اندر 1985 میں پڑھنے کے لیے ہم نے دیکھا تھا مبارک پور میں مارکیٹوں میں برقعے والی عورتیں نظر نہیں آتی تھیں، مگر آج عورتیں اتنی ہوتی ہیں، مردوں کو سامان خریدنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مجھے معلوم ہوا یہاں کے نوجوان بچے دس بارہ سال کے پتا نہیں کیا شراب جیسی چیز پیتے ہیں وہ عادت بڑھتی چلی جا رہی ہے، اتنی بڑھتی ہے کہ وہ شرابی ہو جاتے ہیں۔ ایک دو خرافات نہیں اے مسلمانو! اپنے آپ پر غور کرو! اے مسلمانو! پوری دنیا کے مسلمانو! خاص طور سے پر فلسطین کے مسلمانوں کے لیے رو رو کر دعا کرو، اپنے گناہوں سے توبہ کرو، اپنی بداعمالیوں سے باز آجاؤ، راستے سے ہٹ چکے ہو راستے پر آجاؤ، فلسطینی مسلمان بڑی ظلم و تشدد کی منزلوں سے گزر رہے ہیں، میرے مولا تو اپنے فضل و کرم کی بارش فرمادے اور اہل سنت و جماعت پوری دنیا کے مسلمانوں کو عزم و ہمت عطا فرما کہ وہ ان مظلوم فلسطینیوں کی ہمدردی کرتے ہوئے نظر آئیں۔ زبانی جمع خرچ تو آسان ہے میرے دوست مگر عملی طور پر ہم یہی کر سکتے ہیں، ہم ان کے لیے دعا کریں، ہم استغفار کریں، ہم اپنے گناہوں سے توبہ کریں، ہم اپنے بچوں کو راہِ راست پر لائیں، ہم اپنی لڑکیوں کو راہ راست پر لائیں، ہم اپنی خواتین کو راہ راست پر لائیں اور توبہ و استغفار کریں تو انشاء اللہ یقیناً اللہ کی مدد شامل حال ہوگی اور آج غزہ اور فلسطین کے دیگر علاقوں کی خواتین کو اسرائیلی دہشت گردوں نے گرفتار کیا ہے۔ ان خواتین اور نوجوان لڑکیوں کے ساتھ جو غیر انسانی سلوک کیا جا رہا ہے ہمیں اسے نہ دیکھنے کی قوت ہے اور نہ بیان کرنے کی طاقت ہے۔ اس پس منظر میں خاص بات یہ ہے کہ جن یہودی عورتوں اور مردوں کو فلسطینی مجاہدین نے گرفتار کیا ان کے ساتھ اتنا اچھا سلوک کیا کہ وہ جنھیں آزاد کر دیا گیا سب فلسطینی رویوں کی تعریف کر رہے ہیں، درجنوں اسرائیلی فوجیوں کی بینائی ختم ہو رہی ہے۔ فلسطین آج جو ظلم و تشدد کی منزلوں سے گزر رہا ہے یا دنیا میں جہاں جہاں مسلمان مظلومیت کی زندگی گزار رہے ہیں اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہوا اور انشاء اللہ پھر اسلام کا پرچم لہرائے گا، انھی چند جملوں پر اپنی گفتگو ختم کرتا ہوں۔ وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین۔ ❊❊❊

ص:39 کا بقیہ

(7) متصدقات: صدقہ، خیرات اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا اہتمام کرتی رہتی ہیں۔ اپنے مال کو کھلے دل کے ساتھ اللہ کی راہ میں خرچ کرتی ہیں۔ غریبوں، یتیموں، مسکینوں اور بے آسرا لوگوں کی اپنے مال کے ذریعے خبرگیری کرتی ہیں اور اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے مال کی ضرورت پیش آئے تو بھی بخل سے کام نہیں لیتیں۔

(8)-صائمات:

روزوں کی کثرت کرتی ہیں۔ فرض روزے بالکل نہیں چھوڑتیں بلکہ نفلی روزوں کا بھی خوب اہتمام کرتی ہیں تاکہ اللہ کا قرب زیادہ سے زیادہ نصیب ہو سکے۔

(9)-حافظات:

اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والیاں، زنا کے قریب بھی نہیں پھٹکتی ہیں۔ اس کا ایک اور مطلب یہ ہے کہ وہ تنگ اور ناکافی لباس سے اجتناب کرتی ہیں اور کسی بھی قسم کی بے شرمی کی بات ان کی زبان پر نہیں آتی اپنے آپ کو ہمیشہ غیر محرم سے چھپا کر رکھتی ہیں۔

(10)-ذاکرات:

اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والیاں ہیں۔ زندگی کے ہر معاملے پر کسی نہ کسی انداز میں ان کی زبان پر اللہ کا نام رہتا ہے۔ وہ سو کر اٹھتی ہیں تو اللہ کو یاد کرتی ہیں۔ کھانا پکاتی ہیں تو اللہ کو یاد کرتی ہیں۔ آٹا گوندھتی ہیں تو اللہ کو یاد کر کے۔ اور جب کام کاج سے فارغ ہوتی ہیں تو اللہ رب العزت کی حمد بیان کرتی اور اس کا شکر ادا کرتی ہیں۔ ہر دم اللہ ہی کو مدد کے لیے پکارتی ہیں، اس کی پناہ مانگتی ہیں اور اس کی رحمت کی طلب گار رہتی ہیں۔

یہ ہیں وہ مومن عورتوں کی صفات، اللہ تعالیٰ نے ان صفات کو بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ ایسی عورتوں کے لیے اللہ نے مغفرت کا وعدہ اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔ اس لیے کہ اللہ کے ہاں ان ہی اوصاف والی بندیوں کی قدر و قیمت ہے، جو عورت ان اوصاف کی حامل ہوگی، یقیناً وہ جنتی ہے۔ میری ماں، بہنو، بیٹیو! ان اوصاف پر عمل کر کے آپ بھی جنت حاصل کریں۔

------☼☼------

ذکرِ جمیل

ام المومنین

سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا

محمد اعظم مصباحی مبارک پوری

اسم مبارک: آپ کا نام بَرّہ تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبدیل کر کے میمونہ رکھ دیا تھا۔قبیلہ قریش سے تعلق تھا۔

نسب نامہ: حضرت میمونہ کا والد کی طرف سے نسب یوں ہے:

میمونہ (رضی اللہ عنہا) بنت حارث بن حزن ابن بجیر بن ہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

آپ کی والدہ ہند بنت عوف کا تعلق یمن کے قبیلہ حمیر سے تھا۔والدہ کی طرف سے سلسلۂ نسب یوں ہے:

میمونہ (رضی اللہ عنہا) بنت ہند بنت عوف بن زُہیر بن حارث بن حماطہ بن جرش۔

خاندانی پس منظر: سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا تعلق قریش کے معزز قبیلہ بنو ہلال سے تھا،آپ رضی اللہ عنہا کی ایک بہن ام الفضل لبابۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔

دوسری بہن لبابۃ الصغریٰ کا نکاح ولید بن مغیرہ مخزومی کے ساتھ ہوا جن سے مشہور صحابی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

پہلا نکاح: سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی کے ساتھ ہوا۔اس نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔یہ وہی عمرو بن عمیر ثقفی ہے جس کے تین بیٹے عبد یالیل، مسعود اور حبیب طائف کے معززین شمار ہوتے تھے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سفر طائف میں خصوصی طور پر دعوت اسلام دی،لیکن انھوں نے بد اخلاقی کا مظاہرہ کیا اور اوباش لڑکوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لگا دیا۔

دوسرا نکاح: اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح ابورُہم بن عبد العزیٰ سے ہوا۔کچھ عرصہ ان کے ساتھ گزارا اور ان کا بھی انتقال ہو گیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح: سنہ 7ھ مطابق 628ء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرۃ القضا کی ادائیگی کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا مسلمانوں کی اِس ہیبت کو دیکھ کر حیران ہوئیں اور اُنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قلبی لگاؤ پیدا ہو گیا۔

اُنھوں نے اِس موضوع کو اپنی بہن اُم الفضل لبابہ بنت حارث کے سامنے رکھا (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی بھی تھیں)۔ تو اُنھوں نے اپنے شوہر عباس بن عبد المطلب سے اِس رشتہ کے لیے درخواست کی۔ عباس بن عبد المطلب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اِس بات کا اِظہار کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب کو اس خواستگاری کے لیے بھیجا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اُنہیں نکاح کا پیغام پہنچا تو وہ اُس وقت اونٹ پر سوار تھیں۔ اُس وقت اُنھوں نے خوشی سے کہا: ”اونٹ اور اُس کا سوار، اُن کے خدا اور اُن کے رسول کی یاد میں ہیں“۔اس موقع پر سورۃ الاحزاب کی پچاسویں آیت نازل ہوئی:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَ بَنٰتِ عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَ بَنٰتِ خَالِكَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ٘ وَ امْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَ مَا

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○

اے غیب بتانے والے (نبی) ہم نے تمھارے لیے حلال فرمائیں تمھاری وہ بیبیاں جن کو تم مہر دو اور تمھارے ہاتھ کا مال کنیزیں جو اللہ نے تمھیں غنیمت میں دیں اور تمھارے چچا کی بیٹیاں اور پھپیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنھوں نے تمھارے ساتھ ہجرت کی اور ایمان والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے یہ خاص تمھارے لیے ہے امت کے لیے نہیں ہمیں معلوم ہے جو ہم نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے ان کی بیبیوں اور ان کے ہاتھ کے مال کنیزوں میں یہ خصوصیت تمھاری اس لیے کہ تم پر کوئی تنگی نہ ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنی شادی کا اختیار عباس بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) کے سپرد کر دیا جنھوں نے مکہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلے پر واقع مقامِ سَرِف پر آپ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا تھا۔ اور چار سو درہم حق مہر اور ایک روایت کے مطابق پانچ سو درہم حق مہر قرار دیا۔ کہا گیا ہے کہ آپ نے خود کو بطور ہبہ ثابت کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مہر کا تقاضا نہیں کیا۔

خوفِ خدا: خوف و خشیّتِ الٰہی آپ رضی اللہ عنہا کا خاص وصف تھا حتّٰی کہ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ہم میں سب سے زیادہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے والی اور صلۂ رحمی کرنے والی تھیں۔

فہم و فراست: حکمت و دانائی اور فہم و فراست میں بھی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو کمال حاصل تھا، چنانچہ سفرِ حج کے موقع پر صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو یومِ عرفہ (9 ذوالحجۃ الحرام) کے روزے کے بارے میں شک ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے ہیں یا نہیں؟ جب اُمُّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو اس کی اِطّلاع ہوئی تو آپ نے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں دودھ کا پیالہ بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش فرما لیا۔ اس طرح صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو معلوم ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن روزے سے نہیں ہیں۔

روایت حدیث: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ سے 46 حدیثیں مروی ہیں، جن میں بعض سے ان کے تفقہ کا پتہ چلتا ہے، ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ پراگندہ ہوئے تو کہا بیٹا! اس کا کیا سبب ہے؟ جواب دیا ام عمار میرے کنگھا کرتی ہیں (اور آج کل ان کے حیض کا زمانہ ہے) بولیں کیا خوب! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری گود میں سر رکھ کر لیٹتے تھے اور قرآن پڑھتے تھے اور ہم اسی حالت میں ہوتے تھے: اسی طرح ہم چٹائی اٹھا کر مسجد میں رکھ آتے تھے، بیٹا! کہیں یہ ناپاکی ہاتھ میں بھی ہوتی ہے؟

اخلاقِ کریمانہ: احکام نبوی کی تعمیل ہر وقت پیشِ نظر رہتی تھی، ایک دفعہ ان کی کنیز بدیہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ کے گھر گئی تو دیکھا کہ میاں بیوی کے بچھونے دور دور بچھے ہیں، خیال ہوا کہ شائد کچھ رنجش ہو گئی ہے؛ لیکن دریافت سے معلوم ہوا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ (بیوی کے ایام حیض کے زمانہ میں) اپنا بستر ان سے الگ کر لیتے ہیں؛ آکر حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا تو بولیں، ان سے جا کر کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے سے اس قدر کیوں اعراض ہے؟ آپ برابر ہم لوگوں کے بچھونوں پر آرام فرماتے تھے۔

ایک عورت بیمار پڑی تو اس نے منت مانی تھی کہ شفا ہونے پر بیت المقدس جاکر نماز پڑھے گی، خدا کی شان وہ اچھی ہوگئی اور سفر کی تیاریاں شروع کیں، جب رخصت ہونے کے لیے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی تو بولیں تم یہیں رہو اور مسجد نبوی میں نماز پڑھ لو کیونکہ یہاں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں کے ثواب سے ہزار گنا زیادہ ہے۔

انتقالِ پُرملال: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے 51ھ میں انتقال فرمایا۔ جب مرضِ وفات نے شدّت اختیار کی تو فرمانے لگیں: مجھے مکہ شریف سے باہر لے جاؤ کیونکہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا ہے کہ میرا انتقال مکہ میں نہیں ہوگا چنانچہ جب آپ رضی اللہ عنہا کو مکہ شریف سے باہر مقامِ سَرِف میں اس درخت کے پاس لایا گیا جہاں آپ نِکاح کے بعد رخصت ہو کر آئی تھیں تو آپ کا انتقال ہو گیا۔

مزار مبارک: آپ کا مزار مبارک سَرِف میں ہی واقع ہے۔ یہ مکہ مکرمہ کے شمال مغرب میں مسجدِ حرام سے قریبًا 17 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، موجودہ نام نواریہ (Nawwariyyah) ہے۔ ☼☼

خواتین اسلام کی دس قرآنی صفات

ابوالعالم

قرآن کریم کے بائیسویں پارے کی سورۃ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کی صفات بیان فرمائی ہیں کہ وہ کیسی ہوتی ہیں، ان کا کردار، گفتار، طرزِ زندگی اور چال چلن کیسا ہوتا ہے۔ فرمایا کہ وہ مسلمات ہیں، مومنات ہیں، قانتات ہیں، صادقات ہیں، صابرات و خاشعات ہیں، متصدقات ہیں، صائمات ہیں، ذاکرات ہیں۔ ان تمام صفات کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میری طرف سے ان کے لیے بڑی مغفرت اور بہت بڑے اجر کا وعدہ ہے۔ آئیے! ذرا ان صفات کو تفصیل سے دیکھتے ہیں کہ مسلمات، مومنات، قانتات، خاشعات اور صابرات کہتے کن عورتوں کو ہیں۔

(1)- مسلمات:

وہ اللہ کی بندیاں جنھوں نے قرآن کے الٰہی احکام اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین کو دل و جان سے قبول فرمالیا۔ جن کے ظاہری وجود سے کوئی بھی حرکت سرزد نہیں ہوتی جو اسلامی ضابطے اور شرعی قواعد کے خلاف ہو، اُسوۂ رسول ﷺ ہر وقت ان کے پیش نظر رہتا ہے۔

(2) مومنات:

صرف ان کا سراپا ہی دینی احکام کے سانچے میں ڈھلا ہوا نہیں ہوتا بلکہ وہ دل سے بھی یہی سمجھتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام حق اور سچ ہیں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ ہی حقیقی راہ نما ہے۔ ان کے دلوں میں اس بات کا یقین راسخ ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کا جو راستہ بتایا اس کے علاوہ کوئی دوسرا ہدایت کا راستہ نہیں ہو سکتا۔ وہ اس بات پر راضی ہو چکی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ان کی پروردگار ہے۔ اسلام ہی سچا دین ہے اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے نبی اور رسول ہیں۔

(3)- قانتات:

مطیع و فرماں بردار ہیں، دین کے احکام کے سامنے اپنے سروں کو جھکا دیتی ہیں۔ وہ یہ کہہ کر بس نہیں کر جاتیں کہ اسلام سچا دین ہے، بلکہ دین کے تقاضوں کو عملی جامہ بھی پہناتی ہیں۔

(4)- صادقات:

گفتار، کردار میں سچی اور کھری ہیں، جھوٹ، دغا، فریب، بد دیانتی جیسے اوصافِ بد ان میں نہیں پائے جاتے۔ ان کی زبان وہی بولتی ہے جس کی اجازت دینِ اسلام نے دی ہے اور جس پر ان کا ضمیر مطمئن ہے۔ ان کا ہر عمل اسلامی کردار کے سانچے میں ڈھل چکا ہے۔

(5) صابرات:

خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے احکام پر پوری استقامت کے ساتھ ڈٹی رہتی ہیں اور اس راہ میں جو بھی رکاوٹیں، تکلیفیں، ایذائیں اور مشقتیں پیش آتی ہیں انہیں نہایت صبر و سکون اور خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرتی ہیں۔ کوئی لالچ، نفس کی کوئی چاہت یا کسی ظالم کا خوف انہیں اللہ کے دین پر عمل پیرا ہونے سے نہیں روک سکتا۔

(6) خاشعات:

عاجزی، انکساری ان کا شیوہ ہوتا ہے۔ فخر و غرور اور تکبر سے کوسوں دور ہوتی ہیں۔ انہیں اس حقیقت کا مکمل شعور ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی بندی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتی ہیں۔ ان کے دل و دماغ اور جسم و جان اللہ کے حضور جھکے رہتے ہیں۔ اللہ کا خوف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ان پر غالب رہتی ہے۔ نمازوں اور دیگر دینی اعمال میں خاص طور پر ایسی ہی عاجزی کا اہتمام کرتی ہیں، جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑی ہوتی ہیں تو باقی دنیا سے مکمل لاتعلق ہو جاتی ہیں۔ ان کا کامل دھیان صرف اور صرف اپنے پالن ہار کی طرف ہوتا ہے۔

(باقی ص:36 پر)

فکر ونظر

فلسطین اور مسجد اقصیٰ کی تاریخی اور دینی حیثیت

بزمِ دانش میں آپ ہر ماہ بدلتے حالات اور ابھرتے مسائل پر فکر وبصیرت سے لبریز نگارشات پڑھ رہے ہیں۔ ہم اربابِ قلم اور علماے اسلام کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ دیے گئے موضوعات پر اپنی گراں قدر اور جامع تحریریں ارسال فرمائیں۔ غیر معیاری اور تاخیر سے موصول ہونے والی تحریروں کی اشاعت سے ہم قبل از وقت معذرت خواہ ہیں۔ از: مبارک حسین مصباحی

جنوری 2024 کا عنوان

نوٹ: بزمِ دانش کی یہ دونوں تحریریں انٹرنیٹ سے اخذ کی گئی ہیں، معمولی حذف واضافہ کیا گیا ہے۔ از مدیر

فلسطین اور مسجد اقصیٰ کی تاریخی حقیقت

از: میر افسر امان

فلسطین کی سرزمین کا دنیا بھر کے مسلمان کے دل ودماغ میں ایک خاص مقام ہے۔ ہر مسلمان اس کے تقدس اور عقائد کے لحاظ کے لیے ہر قسم کی جانی ومالی، خاندانی، حتیٰ کہ اہل وعیال کی قربانی دینے کا جذبہ رکھتا ہے۔ اس لیے کہ فلسطین کی زمین انبیا کا مسکن ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کی ازواج مطہرات فلسطین میں مدفون ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات مسجد حرام خانہ کعبہ سے مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی۔ اس کا ثبوت قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ! پاک ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصا تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔(سورۃ بنی اسرائیل۔1)

یہ معراج النبی ﷺ کا واقعہ ہے۔ مسجد اقصیٰ مسلمانوں کا قبلہ اوّل ہے۔ بیت المقدس کے بارے حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ کی باندی حضرت میمونہ فرماتی ہیں۔ میں نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ ہمیں بیت المقدس کے بارے بتایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! یہ حشر اور نشر کی سرزمین ہے۔ یہاں آؤ اور اس سرزمین پر نماز پڑھو۔ یہاں پڑھی گئی ایک نماز کسی اور جگہ پڑھی گئی ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ حضرت میمونہ فرماتی ہیں، میں نے پوچھا! اگر میں وہاں تک نہ پہنچ سکوں تو آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا تم وہاں چراغ جلانے کے لیے تیل بھیج دیا کرو جس نے ایسا کیا گویا وہ وہاں پہنچ گیا۔(امام احمد، ابوداؤد، اور ابن ماجہ) اس حدیث سے ثابت ہوتا کہ فلسطین کے مسلمانوں کی مدد کرنی فرض ہے۔ ایک اور حدیث ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں! میں نے کہا رسول اللہ ﷺ روئے زمین پر سب سے پہلی کون سی مسجد بنائی گئی؟ آپ نے فرمایا مسجد حرام میں نے کہا پھر کون سی؟ آپ نے فرمایا مسجد اقصیٰ میں نے پوچھا دونوں کے درمیانی مدت کتنی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا چالیس سال۔ اس سے معلوم ہوتا کہ مسجد اقصیٰ تو پہلے سے موجود تھی۔ اور ہیکل سلیمانی علیحدہ جگہ حضرت سلیمان کے دور میں تعمیر ہوا۔ اب تاریخ بیت المقدس کے بارے میں تاریخ کو ٹٹولتے ہیں۔ تاریخ میں آیا ہے کہ 3500 قبل مسیح سیمائٹ قبائل کی عرب علاقوں سے فلسطین کے اِرد گرد کے علاقوں کی طرف نقل مکانی کی ایک لہر سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ ان ہی قبائل سے ایک قبیلہ کنعان بھی تھا جو فلسطین کی سرزمین کی طرف منتقل ہو گیا اور وہاں 2500 قبل مسیح کے قریب آباد ہو گیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو فلسطین میں سب سے پہلے آباد

ہوئے۔ یہ وجہ ہے کہ اس خطہ کو کنعان کی سرزمین بھی کہا جاتا ہے۔ 1220 قبل مسیح عبرانیوں نے فلسطین کو فتح کیا اور جیریکو پر تسلط جمایا اور اس کو یروشلم یعنی "شہر امن" کا نام دیا۔

ایک سو چالیس سال وہ اس علاقے پر قابض رہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل نے فلسطین کو فتح کرنے کے بعد چالیس سال اس پر حکومت کی۔ اس کے بعد حضرت سلیمان یہاں حکومت کی۔ اس زمانے میں ہیکل سلیمانی بنایا۔ اس زمانے کے بنی اسرائیل صحیح مسلمان تھے، ان پیغمبروں کی اللہ تعالیٰ سے لائے ہوئے احکامات پر عمل کرتے تھے۔ مگر بعد کے لوگوں نے اس احکامات اور ہدایات میں اپنی مرضی سے تحریفات اور ردوبدل کر دیا۔ آج کے یہودی اللہ کی طرف سے بھیجی گئی تعلیمات پر عمل نہیں کر رہے۔ 922 قبل مسیح میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پردہ فرمانے کے بعد ان کی سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ جنوب میں اُردن اور شمال میں اسرائیل۔ ان کی آپس کی لڑائیوں سے فائدہ اُٹھا کر 721 آشوریوں نے ان علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ 580 قبل مسیح اہل بابل نے یروشلم پر حملہ کیا اور اسے تباہ کر دیا۔ ہیکل سلیمانی کو نظر آتش کر دیا۔ یہاں کے باشندوں کو قیدی بنا کر اپنے ساتھ لے گئے۔ یوں اُردن کی سلطنت کو ختم کر دیا۔

539 قبل مسیح میں شہنشاہ فارس سائرس دوم نے فلسطین کو فتح کیا۔ یہودیوں کو واپس آنے اور ہیکل سلیمانی از سرے نو تعمیر کرنے کی اجازت دی۔ اس وقت صرف بیالیس ہزار یہودی واپس آئے اور اکثریت نے بی لون میں رہنے کا فیصلہ کیا۔ 332 قبل مسیح میں سکندر اعظم نے فلسطین کو فتح کیا۔ 300 قبل مسیح میں نبطیوں نے فلسطین پر تسلط جمایا۔ 63 قبل مسیح میں رومیوں نے فلسطین فتح کیا۔ اس دوران یہودیوں نے دو دفعہ بغاوت کی مگر رومیوں نے اسے کچل دیا۔ 614ء ایران کے بادشاہ خسرو دوم نے یروشلم کو فتح کیا۔ وہاں کے باشندوں کا قتل عام کیا۔ گرجا گھروں کو مسمار کر دیا۔ مسلمانوں نے عیسائی پر بت پرستوں کی فتح کا ناپسند کیا۔ 627ء میں رومیوں نے دوبارہ فلسطین پر تسلط جما لیا۔ اس کے بعد 639ء میں مسلمانوں نے حضرت عمر کی خلافت کے دوران فلسطین کو فتح کیا اور 1917ء تک فلسطین پر حکومت کی۔ اس دوران دو دفعہ عیسائیوں نے مداخلت کرنے کوشش کی۔ فلسطین کے باشندوں نے اسلام کی تعلیمات کو بہتر جانتے ہوئے اپنی مرضی سے اسلام قبول کر لیا۔ سابقہ مذہب پر قائم رہنے والوں کو برابر کے حقوق دیے، جو تاریخی طور پر ثابت ہیں۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم کی لکھی ہوئی دستاویز اب بھی ریکارڈ میں موجود ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ فلسطین عربوں کا وطن ہے جو بعد میں مسلمان ہو گئے۔ یہودیوں نے فلسطین پر تاریخی حق کا صیہونی نظریہ بعد میں ایجاد کیا۔ جس میں وہ کہتے ہیں مسجد اقصیٰ ہماری ہے۔ اس کے نیچے ہیکل سلیمانی ہے۔ ہم نے مسجد کو مسمار کر کے اس جگہ نئے سرے ہیکل سلیمانی تعمیر کرنا ہے۔ صیہونیوں نے دیوار براق کو دیوار گریہ کہہ ڈالا اور اس کے پاس عبادت کرنے لگے۔ اس طرح وہ یورپ میں اپنے جرائم پر پردہ ڈالنا چاہتے تھے۔ گذشتہ دنوں، ہم ایک مضمون میں یہودیوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے یورپ سے نکالنے جانے کی ایک ہزار پانچ سو سال (1500) کی داستان بیان کر چکے ہیں۔ وگرنہ فلسطین پر یہودیوں کے اس قسم کے تاریخ حق کی کوئی بنیاد نہیں۔ دور حاضر کے صیہونیوں سے فلسطین سے کوئی تعلق اور مناسبت نہیں اور نہ ہی قدیم یہودیوں سے کوئی واسطہ ہے۔ 1099ء میں صلیبیوں نے فلسطین پر قبضہ کیا مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی۔ مگر 1187ء میں صلاح الدین ایوبیؒ نے ان کو شکست فاش دی۔

فلسطین کے باشندوں سے صلح رحمی کی۔ جب جنگ عظیم میں شکست کے بعد 1923ء میں تین براعظموں پر پھیلی خلافت عثمانیہ کے حصے بخرے کیے گئے تو فلسطین برطانیہ کے حصہ میں آیا۔ اعلان بلفور کے تحت برطانیہ نے 1917ء میں صیہونیوں کو فلسطین میں ریاست قائم کرنے کا وعدہ کیا، جس کی توثیق 1922ء میں عیسائیوں کی لیگ آف نیشن نے کی۔ ساری دنیا سے یہودی فلسطین میں تشویشناک حد تک آباد ہونا شروع ہوئے۔ یہودیوں نے دہشت گردی سے مسلمانوں کی زمینوں پر قبضہ کیا۔ ان ظالمانہ حرکات پر مسلمانوں میں "البراق الانتفاضہ" نے زور پکڑا۔ اس کو برطانوی حکومت نے روکنے کے لیے ظلم و تشدد کا حربہ استعمال کیا۔ جب فلسطینی مسلمان قابو نہیں آئے تو برطانیہ کے کولونیل سیکرٹری نے شاہ کمیشن کے نام سے 1929ء ایک کمیٹی تشکیل دی۔ اس کے بعد برطانوی حکومت کی تجویز پر council of the leage of nation نے 1930ء منظوری دی۔ ایک اعلیٰ پایہ کی بین الاقوامی غیر جانبدار ثالثی کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جس نے مسجد اقصیٰ اور دیوار براق کو مسلمانوں کی ملکیت تسلیم کیا اور یہودیوں کو اس سے الگ کر دیا۔

برطانیہ اور امریکہ نے مسلمانوں کے وطن فلسطین کو تقسیم کیا۔ مسلمانوں کی 70 فی صدی آبادی اور92 ملکیت کو صرف 47 دیا۔ صہیونیوں کو جن کی آبادی30فی صد اور صرف8فی صد رقبہ پر قابض تھے کو53 رقبہ کا مالک بنادیا۔ اس کے بعد فلسطینیوں کے علاقے خالی کر کے یہودی دہشت گردوں کو بسا دیا۔ اس دوران میں بے گناہ فلسطینیوں کا وسیع پیمانے پر قتل عام کیا گیا۔ دیریاسین اور ابن الزیتون کے علاقوں بالخصوص اور فلسطین کے دوسرے دیہی علاقوں میں بالعموم صہیونیوں نے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی اور تاریخ انسانی کا شرمناک ظلم وجبر روار کھا کہ جس کے بیان کرنے کے لیے ابھی تک لغت میں الفاظ بھی موجود نہیں۔ لاکھوں فلسطینیوں کو بے گھر کر دیا۔ فلسطینیوں کو فلسطین سے طاقت کے زور پر نکال کر گریٹر اسرائیل بنانے کے لیے ظلم وستم کی چکی چلائی ہوئی ہے۔ اب تازہ جنگ میں بمباری اور میزائل حملوں سے غزہ کی اسّی فی صد عمارتیں زمیں بوس کر دیں ہیں۔ پچاس ہزار فلسطینیوں کو ہلاک یا زخمی کیا۔ اس غالب تعداد معصوم بچوں اور عورتوں کی ہے۔ فلسطینیوں کی اس نسل کشی پر دنیا کے انصاف پسند عوام اسرائیل کے خلاف ہو گئے ہیں۔ قرآن و حدیث اور بیان کردہ تاریخ کے مطابق فلسطین کبھی بھی صہیونیوں کا وطن نہیں رہا ہے۔۔ صیہونی باہر سے آکر مالک بن بیٹھے ہیں۔ صیہونی مسجد اقصیٰ اور دیوار براق جو مسلمانوں کی ہیں۔ جسے جعل سازی سے صہیونیوں نے ہیکل سلیمانی اور دیوار گریہ کہنا شروع کر دیا ہے۔ جو سراسر غلط اور دھوکا بازی ہے۔ ٭٭٭

مسجد اقصیٰ کس کی میراث ہے؟

تاریخی و مذہبی حقائق مکمل تجزیہ

بحوالہ: آج کی دنیا اردو آن لائن

مسجد اقصیٰ یا بیت المقدس اس وقت ایک سلگتا ہوا موضوع ہے اور اس موضوع پر ہر شخص اپنی اپنی بات کہہ رہا ہے، سیکولر لابی وہ یہود کی ترجمان بن کر یہ دعوی کر رہی ہے کہ فلسطین کے مسئلے پر امت مسلمہ کو یہود کا موقف سمجھنا چاہیے کہ وہ ان کا آبائی وطن ہے، یہود ایک نسلی گروہ ہیں ہزاروں سال پہلے وہ یہاں آباد تھے، انہیں ظلم وجبر کے ذریعے یہاں سے نکالا گیا اور طویل جدوجہد کے ذریعے انھوں نے وہ زمین دوبارہ حاصل کر لی. اب انہیں وہاں پر پورا اختیار حاصل ہے اور فلسطینیوں کے ساتھ وہ وہاں جو کچھ بھی کر رہے ہیں وہ اس میں برحق ہیں، اس لیے کہ فلسطینیوں کا وہاں پر کوئی حق نہیں اور بیت المقدس پر امت مسلمہ کا کوئی حق نہیں، یہ مسلمانوں کی زیادتی ہے اور یہود یہاں پر مظلوم ہیں۔ اس بیانیہ میں کتنی حقیقت ہے؟

بنیادی بات یہ ہے کہ مسجد اقصیٰ بیت المقدس کیا وہ زمین یہودیوں کی ہے؟ یہودیوں کی دلیل اور اس سلسلے میں ان کی دلیلوں کا لب لباب یہی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم ہزاروں سال پہلے یہاں آباد تھے، آیئے ہم اس بارے میں دیکھتے ہیں کہ تاریخ اس بارے میں کیا کہتی ہے، آخر میں میں آپ کو بتاؤں گا کہ قرآن اس بارے میں کیا کہتا ہے جو ہمارا ایمان ہے، چونکہ وہ تاریخ سے مدد لیتے ہیں اس لئے ہم بھی پہلے تاریخی پہلو کو پیش کریں گے تاکہ ان کا جواب مکمل ہو جائے۔

فلسطین وہ خطہ ہے جہاں ایک زمانے میں حضرت یعقوب علیہ السلام جن کا نام اسرائیل تھا ان کے بارہ بیٹے آباد ہوئے، چونکہ ان کا علاقہ فلسطین تھا اس لئے وہ اسی علاقہ میں آباد ہوئے، ان ہی بارہ بیٹوں کی اولاد بنی اسرائیل کہلاتی ہے، اور نسلی یہودی وہ ہیں جو ان بارہ بیٹوں کی اولاد سے ہیں، اب دنیا میں جہاں جہاں یہود پھیلے ہوئے ہیں کتنے فیصد ہیں جو یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ وہ ان کی اولاد سے ہیں یہ بہت مشکل ہے، اس کے مقابل میں یہ بالکل ثابت ہے کہ دنیا بھر سے لا کر جو یہودی اس خطے میں بسائے گئے ان کی اکثریت کا اس نسل سے کوئی تعلق رہا ہی نہیں، کچھ روس کے لوگ تھے یوکرائن کے لوگ تھے پولینڈ کے تھے، جنہوں نے صدیوں پہلے یہودیت قبول کر لی اور ان کے ذریعے یہودیوں کی تعداد بڑھی اور نسلی یہودیوں پر غالب آگئی۔

ان ہی یہودیوں کو ایک صدی پہلے فلسطین میں لاکر بسانے کی ناپاک کوشش کی گئی، اس سے پہلے انھوں نے جو زمانہ روس اور اسپین میں گزارا، اس دوران ان کے دوسرے اقوام سے رشتے ناطے بھی چلتے رہے اور موجودہ یہودیت میں اکثریت ان ہی یہودیوں کی ہے، اور بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں والے یہود وہ تو محض چند فیصد ہیں، اور ان میں بھی خالص نسل ان کی نہیں ہے، کیوں کہ وہ جہاں جہاں بھی گئے انہوں نے دوسری اقوام سے رشتے ناتے قائم کیے، اپنی لڑکیاں دیں اور دوسروں کی لڑکیاں

لیں جس سے وہ خود بھی مخلوط قوم بن گئے۔ اگر اس کی عملی تصویر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو آپ اسرائیل کے یہودیوں کی شکلیں دیکھ لیں اور گوگل پر سرچ کر لیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ ان کی شکلیں ان کے رنگ و روپ میں بڑا فرق ہے، کوئی یورپین ماڈل معلوم ہوتا ہے، کوئی یونانی، کوئی آئرش، کوئی یورش، حتیٰ کہ ان کے اندر ترکی اور ہندی خد و خال بھی نظر آجائیں گے۔ تو اب یہ بات تو واضح ہوگئی کہ جو یہود ہزاروں سال پہلے یہاں آباد تھے وہ اب نہیں رہے، یا ہیں بھی تو بہت تھوڑی تعداد میں اور وہ بھی مخلوط ہیں، جن کا ان کی نسل سے کوئی تعلق نہیں، یہ تو اس کا تاریخی پہلو تھا لیکن اس سلسلے میں قرآن کیا کہتا ہے آئیے دیکھتے ہیں۔ سورہ انبیاء کے آخر میں حق تعالیٰ فرماتا ہے :(ترجمہ) اور بے شک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس وعدے کا ایفا خلفائے راشدین کے دور میں ہوا کہ وہ سرزمین جو یہود کے پاس تھی ان کی بدبختیوں کی وجہ سے بازنطینیوں کے قبضے میں چلی گئی اور پھر مسلمانوں نے اسے حاصل کر لیا اور پھر وہاں اسلام کا عدل قائم ہوا۔

القدس شریف میں اب یہودیوں کا کچھ حصہ نہیں ہے اس لیے کہ یہ علاقہ دو وجوہ کی بنا پر مسلمانوں کی ملکیت بن چکا، اگرچہ پہلے وہاں یہودی رہتے رہے ہیں:

(1)- اس لیے کہ یہودیوں نے کفر کا ارتکاب کیا۔ بنی اسرائیل کے مومنوں کے دین پہ جنھوں نے موسیٰ علیہ السلام کی پیروی واتباع کیا اور ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد کی... یہود ان کے دین پر واپس نہیں آئے اور ان کی شریعت پر عمل نہیں کیا۔

(2)- مسلمان دور جدید کے یہود سے اس جگہ کا زیادہ حق رکھتے ہیں۔ اس لیے کہ زمین پہلے رہائش اختیار کرنے سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ زمین کا مالک تو وہی بنتا ہے جو اس میں حدود اللہ کا نفاذ کرے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو چلائے۔ وہ اس لیے کہ زمین اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی اور انسانوں کو اس لیے پیدا فرمایا کہ وہ اس زمین پر رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس میں اللہ تعالیٰ کا دین اور شریعت و حکم نافذ اور قائم کریں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

ترجمہ: یقیناً زمین اللہ تعالیٰ کی ہی ہے۔ وہ جسے چاہے اپنے بندوں میں سے اس کا وارث بنادے اور آخر کامیابی انہیں کو ہوتی ہے جو متقی ہیں۔ (الاعراف۔128)

اسی لیے اگر کوئی عرب قوم بھی وہاں ایسی آجائے جو کہ دین اسلام پر نہ ہوں اور وہاں کفر کا نفاذ کرنے لگے تو اس سے بھی جہاد کیا جائے گا حتیٰ کہ وہاں اسلام کا حکم نافذ ہو جائے۔ غرض یہ معاملہ نسلی اور معاشرتی نہیں بلکہ توحید و اسلام کا معاملہ ہے۔ اس ضمن میں ہم ایک فاضل مقالہ نگار کی تحریر پیش کرتے ہیں:

”تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ فلسطین میں سب سے پہلے بود و باش اور سکونت اختیار کرنے والے کنعانی تھے، جنھوں نے چھ ہزار سال قبل میلاد وہاں رہائش اختیار کی۔ یہ ایک عرب قبیلہ تھا اور جزیرہ عربیہ سے فلسطین میں آیا۔ کنعانیوں کے آنے کے بعد ان کے نام سے اسے فلسطین کا نام دیا گیا۔“ (دیکھیں کتاب: الصیھو نیتہ نشأتھا تنظیماتھا، انشتطھا۔ تالیف: احمد العوضی ص7)۔

”اور یہودی تو یہاں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آنے کے تقریباً چھ سو سال بعد آئے ہیں۔ یعنی اس کے معنی یہ ہوئے کہ یہودی فلسطین میں پہلی مرتبہ چودہ سو سال قبل میلاد میں آئے۔ اس طرح کنعانی یہودیوں سے چار ہزار پانچ سو سال پہلے فلسطین میں داخل ہوئے اور اسے اپنا وطن بنایا۔“ (دیکھیں درج بالا کتاب صفحہ نمبر 8)

اس طرح یہ تاریخی طور پر بھی یہ ثابت ہے کہ فلسطین میں یہودیوں کا نہ تو اب کوئی حق ہے اور نہ ہی ان پہلے کو حق حاصل تھا۔ اور نہ کوئی شرعی اور دینی حق ہے اور نہ ہی قدیم رہائشی اور مالک ہونے کے اعتبار سے ہی حق ہے۔ بلکہ یہ لوگ غاصب اور ظالم ہیں۔

جب یہ سرزمین اللہ کے نیک بندوں کے لیے ہے پہلے بھی یہاں اللہ کے نیک بندے آباد تھے یہ انبیاء کا مدفن ہے اور مہبط وحی ہے اور ہر زمانے میں یہ اللہ کے نیک بندوں کی عبادت کا مرکز رہا ہے تو یہاں پر دنیا کے شریر ترین لوگ بدبخت ترین لوگ جن کے مکر و فریب سے ساری دنیا تنگ تھی اور آج بھی تنگ ہے جنھیں ہمیشہ نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہا ہے اگر ان کی کہیں عزت کی جاتی ہے تو بس ان کی دولت اور ان کے سیاسی اثر و رسوخ کی بنیاد پر تو ایسے بدبختوں کو یہ سرزمیں کیسے دی جا سکتی ہے جب ہم کوئی عام مسجد کسی فاسق و فاجر کے حوالے نہیں کرتے تو مسجد اقصیٰ کو یہود کے حوالے کیسے کیا جا سکتا ہے سیکولر لابی اس کا اپنا جو بیانیہ ہے وہ اپنے پاس رکھے ہم قرآن کے مطابق چلیں گے اور حق کے ساتھ چلیں گے اور باطل اپنے مکر و فریب کے ساتھ دفن ہو جائے ان شاء اللہ۔ ***

نقد و نظر

روزن گنبد خضرا

تبصرہ نگار: مہتاب پیامی

صنفِ نعت، اس عظیم ہستی کی حیاتِ طیبہ اور سیرت و کردار کا احاطہ کرتی ہے جس کی توصیف و ثنا ہزار رنگوں سے عبارت ہو کر بھی تشنہ ہی رہتی ہے۔

تاریخ کی اولین نعت کے حوالے سے ہم یہاں ماہ نامہ منہاج القرآن کے ایک اداریے سے چند سطریں نقل کرتے ہیں جو ہمارے اور آپ کے علم میں اضافے کا باعث ہوں گی:

نعتیہ شاعری کے مختلف ادوار کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ ولادتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قبل ہی نعت کی صنفِ سخن ادب کے منصہ شہود پر جلوہ گر ہو چکی تھی اور ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ ظہورِ قدسی کے بعد اولین کلماتِ حق آپ کی والدہ ماجدہ ہی نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ارشاد فرمائے تھے۔ جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عرب روایات کے مطابق پرورش کے لیے لے کر جا رہی تھیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی زبان مبارک سے بے ساختہ یہ اشعار ادا ہوئے جنہیں ولادتِ نبوی ﷺ کے بعد پہلی نعت ہونے کا شرف حاصل ہے جس کا مفہوم ہے ”میں اپنے بچے کو خدائے ذوالجلال کی پناہ میں دیتی ہوں“۔ نعت کی تاریخ کا جب سرسری سا بھی جائزہ لیا جائے تو دوسری نعت حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضاعی بہن شیما بنت الحارث سے منسوب ملتی ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ بہلاتیں تو یہ لوری کہتیں ”اے پروردگار تو ہمارے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو باقی رکھ یہاں تک کہ میں انہیں نوعمر، جوان دیکھ لوں اور پھر انہیں سردار عالی مقام دیکھوں، تو ان کے دشمنوں اور حاسدوں کو یک لخت مغلوب کرنا اور انہیں دائمی عزت و عظمت اور غلبہ عطا فرمانا۔

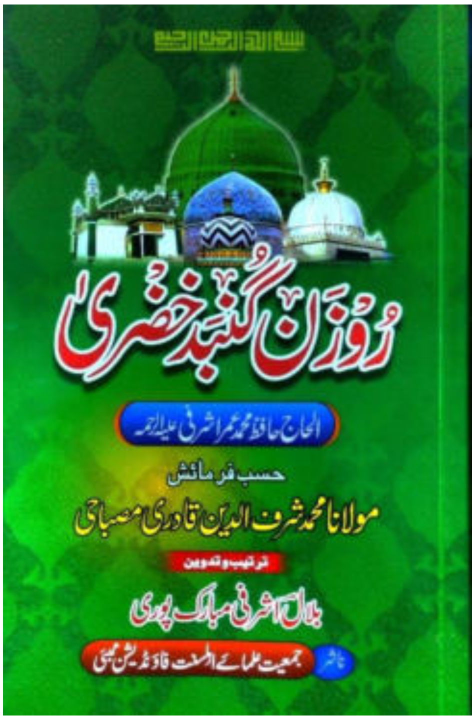

حقائق و شواہد کی روشنی میں یہ بات تمام تر صداقت کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حبی و قلبی تعلق کو استوار کرنے اور مضبوط تر بنانے میں نعت کا کلیدی کردار ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ خالقِ کائنات نے ازل سے ہی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کی محفل سجا رکھی ہے۔ **ورفعنا لک ذکرک، وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین، انا اعطیناک الکوثر** اور اس طرح کی تمام آیتوں کا موضوع ہی نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں متعدّد مقامات پر اپنے محبوب کا ذکر ع جس پیرائے میں کیا ہے وہی حقیقی نعت ہے۔ حضور کا کیسا ادب و احترام ہونا چاہیے اس کی تعلیم دیتے ہوئے کہیں حضور کے سامنے آواز بلند نہ کرنے کی مناہی ہے تو کہیں عزت و تکریم اور آداب و القاب کے ساتھ خطاب۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جدید صنف نعت کا موجد و بانی کلام پروردگار ہے۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے نعت گوئی اور سخن نعت کے ضمن میں خوبصورت الفاظ استعمال کرتے ہوئے لکھا:

"نعت در حقیقت حضور نبی اکرم ﷺ کے ذکرِ جمیل کا محبت بھرا پیغام ہے۔ نعت کہنا سنتِ الٰہیہ اور نعت سننا سنتِ مصطفی ﷺ ہے۔ سب سے افضل و برتر نعتیہ الفاظ درود پاک کے ہیں جن کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "بے شک اللہ اور اس کے (سب) فرشتے نبی (مکرم) ﷺ پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو" یعنی آپ ﷺ کی تعریف و ستائش ایمان والوں کی نشانی اور وصف ہے۔

نعت کی محافل اللہ رب العزت عرش بریں پر سجاتا ہے اور زمین پر سیرت النبی ﷺ کے منظوم اظہار و بیان کی محافل سجانے والے در حقیقت سنتِ الٰہیہ کی پیروی کر رہے ہوتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تک تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دفاع (بصورتِ شعر) کرتے رہو گے، روح القدس (جبریل علیہ السلام) تمھاری تائید کرتے رہیں گے۔"

، عصرِ حاضر میں اردو ادب کا دامن نعتیہ شاعری سے مالا مال ہے اور یہ بات بلا شک و شبہ کے کہی جا سکتی ہے کہ اردو زبان میں نعتیہ شاعری کا جتنا وافر ذخیرہ موجود ہے اس کی مثال دنیا کی بڑی سے بڑی زبان میں بھی ملنا مشکل ہے۔

نعت شاعری ضرور ہے مگر اس میں خیالات کی آوارہ گردی کا شائبہ بھی نہیں ہوتا، جذبۂ عشق و محبت اس صنفِ سخن کے شانہ بشانہ چلتا ہے۔ نعت کی تخلیق کا ظاہری انداز اور ہیئت غزل سے ہم رشتہ ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ غزل گو شعرا کے لیے۔ نعت کہنا زیادہ مشکل تخلیقی عمل نہیں سمجھا جاتا مگر اس کے ساتھ ہی اس حقیقت سے انکار کی بھی گنجائش نہیں ہے کہ نعت کی نمود مشقِ سخن کے کمال سے نہیں ہوتی بلکہ توفیقِ الٰہیہ سے یہ مشروط ہے۔ یہ توفیق جن کا مقدر ہوتی ہے نعت وہی کہہ سکتے ہیں۔

ہمارے بزرگ مرحوم الحاج حافظ محمد عمر اشرفی جو مدتِ دراز تک جامعہ اشرفیہ کے شعبۂ حفظ میں بحیثیت استاذ خدمات انجام دیتے رہے، بہ توفیقِ الٰہی انھوں نے بھی اس دشتِ دشوار گزار کی سیاحی کی اور عشق میں ڈوب کر انھوں نے جو نعتیں کہیں انھیں سن کر ایک عالم ورطۂ حیرت و مسرت میں ڈوب گیا۔ آپ اپنے دور کے نعتیہ ادب کے ہمہ جہتی حوالہ کی حیثیت رکھتے ہیں، حال ہی میں ۴۹/ ویں عرسِ حافظِ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے موقع پر آپ کے نعتیہ دیوان "روزنِ گنبدِ خضرا" کا اجرا علما و اساطینِ ملت کے ہاتھوں عمل میں آیا۔

252 صفحات پر مشتمل اس کتاب کے مرتب ہیں شاعر خوش کلام بلال اشرفی مبارک پوری اور حسب فرمائش مولانا محمد شرف الدین قادری مصباحی، جمعیت علماے اہل سنت فاؤنڈیشن ممبئی نے اسے بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ "کتاب اگر اچھی ہو تو اپنے آپ کو خود منواتی ہے۔ دیباچوں کے بل پر کوئی کتاب اہم اور ہر دلعزیز نہیں ہو سکتی"۔ یہ کتاب بھی ماشاءاللہ بہت اچھی ہے۔ یہ کتاب حضرت حافظ محمد عمر اشرفی کی ادب سے والہانہ تخلیقی وابستگی کا ایک ایسا مظہر ہے جس کی منظر بہ منظر عقیدت مندانہ ترجمانی اپنے تمام تر فنی و فکری حوالوں کے ساتھ ہمارے سامنے ہے۔

حافظ محمد عمر اشرفی کی فکرِ سخن کا مطالعہ موضوعات و مضامین کے حوالے سے کریں تو ہمیں بخوبی احساس ہو گا کہ ان کا فکری کینوس انتہائی وسیع ہے، اس دائرے میں ماضی، حال اور مستقبل کی ان تمام تہذیبوں کا عکس ہے جو کسی نہ کسی طور پر سیرتِ رسولِ اکرم ﷺ سے متاثر ہوئی ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ حضرت حافظ صاحب کے متصوفانہ مزاج کی روحانی اور عرفانی دنیا بھی ان کے اشعار میں موجود ہے، ان کی عقیدت مندیاں بھی ہیں اور سعادت مندیاں بھی، ساتھ ہی زبان و بیان پر دسترس کے سبب اشعار میں جو حسن ہے اس کی تو بات ہی کیا؟

مجموعے میں شامل زیادہ تر نعتیں مبارک پور اور قرب و جوار میں ہونے والے نعتیہ پروگراموں میں انجمنوں کے پڑھنے کے لیے تحریر کی گئی ہیں، طرحی نشستوں کے لیے کہے گئے کلام بھی اس مجموعے میں شامل ہیں۔ زیادہ تر نعتیں مختلف مقابلہ جاتی پروگراموں میں انعام یافتہ بھی ہیں۔ شعری مضامین کی بات کریں تو انفرادیت اور بالغ نظری کا طرزِ احساس الگ سے اپنی پہچان کے رنگ واضح کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

سیرت نبوی، اسلامی تاریخ اور سنی صحیح العقیدہ نظریات کے

مختلف پہلوؤں کو اپنے اندر جذب کر کے جس طرح نعتیہ اشعار میں پیش کیا گیا ہے وہ ان کے باتوفیق اور قادر الکلام شاعر ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ عصرِ حاضر کی نعتیہ شعری روایات میں ان کے شاعرانہ بصیرت کی انفرادیت اپنی تخلیقی شادابی اور اسلوب کی جدت کے اعتبار سے منفرد حیثیت کی حامل ہے۔

نعت کی تخلیقی صداقتوں کو موضوعِ بحث بناتے ہوئے ڈاکٹر عزیز احسن رقم طراز ہیں:

"نعت اپنی تخلیقی اہمیت کے لیے شاعری کی پابند تو نہیں ہے لیکن کم از کم اردو میں تو نعت کو شعری پیکر ہی دیا جاتا ہے اور عرفِ عام میں اسے تخلیقی ہیئت کو نعت کہا اور سمجھا جاتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہیئتی اعتبار سے یہ اصنافِ سخن کی کسی ایک شکل کی پابند نہیں۔ اسے اصنافِ شاعری کے ہر ظرف سے متشکل کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح نعت موضوعاتی شاعری کی ذیل میں آتی ہے اور اپنا تشخص اسی حوالے سے منواتی ہے۔ قصیدے میں کسی بھی ممدوح کی مدح کی جاسکتی ہے جبکہ نعت میں فکر کے سارے دھارے، بیان کے سارے زاویے اور احساس کے تمام اشارے، ممدوحِ رب العالمین سید المرسلین جناب محمد رسول ﷺ کی ذاتِ بالا صفات کی طرف راجع ہوتے ہیں۔"

عربی میں معجزے کی آسان تعریف کی جائے تو اس سے مراد ایسی چیز یا صنف ہے جو انسانی عقل و شعور اور علم و تجربات سے ماورا ہو اور دانش و بینش سے اس کی توجیہہ و تفہیم نہ ہو سکے۔ صنفِ نعت میں مشقِ سخن کرنے والے اربابِ علم و فضل اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ یہ موضوع بذاتِ خود معجزہ ہے۔ "نعت میں" اور "نعت پر" جس قدر بھی لکھا جائے یا بولا جائے اس کا احاطہ ممکن ہی نہیں، یہ وہ صنف ہے جہاں موضوعی یکسانیت کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ شاعر اس میں برکت اور تائید غیبی کو ہر آن محسوس کرتا ہے۔

"روزنِ گنبدِ خضرا میں بھی وہی تائید غیبی ہے اور اسی کے ساتھ مطالعہ کی گہرائی اور زبان پر گرفت کا ثبوت بھی۔ اس میں شریعت کی پابندی، طریقت سے آشنائی، حقیقت تک رسائی، محبت کی انتہا اور احتیاط، اس پر ان کا تلمیحاتی طرزِ بیانیہ تمام خوبیاں کتاب میں اول سے آخر تک نمایاں نظر آتی ہیں، صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس میداں میں صاحبِ کتاب کا کافی ریاض ہے۔ اس مجموعے کی پہلی نعت ہی اپنے اچھوتے پن کی وجہ سے قاری کی توجہ مبذول کرتی ہوئی نظر آتی ہے اور حافظ عمر اشرفی کی فکری گہرائی اور الفاظ کو برتنے کے سلیقے کا معترف کر دیتی ہے اور یہ بھی ظاہر کر دیتی ہے کہ یہ الفاظ کسبی نہیں بلکہ روحانی فیضان کے بعد منظوم ہوئے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں پہلے کلام سے چند اشعار۔

نرالی میزبانی حضرتِ ایوب کی دیکھو
کہ لاکھوں نعمتیں خود ساتھ مہماں لے کے آئے ہیں
بھنور کو باخبر کر دو، یہ کہہ دو موجِ طوفاں سے
کہ ساحل میری کشتی کے نگہباں لے کے آئے ہیں
جہاں تھا بوجھ رکھا باندھ کر خارِ مغیلاں کا
وہاں گل ہائے رحمت شاہِ ذیشاں لے کے آئے ہیں

حافظ محمد عمر اشرفی کے تخلیقی رویوں کی مرکزی سمت ہماری کلاسیکی تہذیبی روایت کی فکری تسلسل سے ہم آہنگ ہے۔ عصری نعتیہ شعری روایات میں ان کے شاعرانہ رویے کا حسن اپنی مرکزی موضوعاتی وحدت اور اسلوب کے اعتبار سے الگ شناخت میں نظر آتا ہے۔

"روزنِ گنبدِ خضرا" کی ابتدا میں چند اربابِ علم و دانش کے تاثراتی مضامین بھی شامل ہیں۔ ان میں ایک اہم نام مفتی توفیق احسن برکاتی کا بھی ہے۔ "حافظ محمد عمر اشرفی کا نعتیہ آہنگ" کے عنوان سے آپ نے گراں قدر باتیں رقم فرمائی ہیں، جذبۂ عشق کے حوالے سے ان کا ایک پیراگراف ہم یہاں نقل کر رہے ہیں۔

"ایک نعت نگار اگر عشقِ حقیقی کی تلاش میں خود رفتہ نہ بن جائے وہ اچھی نعت نہیں لکھ سکتا، نعت گو شاعر کا محبوبِ خدا کا محبوب ہے، یہ محبوب حقیقی ہے، جس کی ذات سے انسلاک دنیا و آخرت دونوں جہان میں مفید ثابت ہوتا ہے، بزمِ عقبی کی ہر رعنائی و زیبائی اسی کے لیے ہے، جب ایک نعت نگار کا دل جذبہ عشق کی شدت کا احساس کرتا ہے اور اپنے محبوب کی یاد میں مستغرق ہو جاتا ہے تو یہی تڑپ اور لگاؤ اس عاشق و محب کو شعر گوئی پر آمادہ کرتا ہے، حافظ محمد عمر اشرفی کا جذبہ عشق جو ان کے اشعار میں عکس ریز ہے وہ کمال کا ہے، جذبوں کی یہی شدت ان کے نعتیہ آہنگ کو بڑھا دیتی ہے، یہ اشعار دیکھیں:

سینے میں دل ہے دل میں خیالِ حضور ہے
آنکھوں کی پتلیوں میں جمالِ حضور ہے
رسائی شاہِ دیں کی خالقِ کون و مکاں تک ہے
نبی کی شانِ محبوبی خدا جانے کہاں تک ہے

نام لیتے ہی جنابِ احمدِ مختار کا
دل تڑپ اٹھتا ہے ان کے طالبِ دیدار کا"

(ص:27)

جیسا کہ مفتی صاحب نے فرمایا، یہ بالکل حق ہے کہ حافظ محمد عمر اشرفی کی شاعریِ عقیدت و محبت کا ایک مسلسل بیانیہ ہے جس کے ہر گوشے میں عشق رسول اور مدینہ طیبہ کی محبت سرگوشیاں کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔

علاوہ ازیں ان کے یہاں فن کی باریکیاں بھی نظر آتی ہے، اور زبان و بیان کی ہنر مندیاں بھی۔ سادگی اور پرکاری بھی ہے مگر ساتھ میں تراکیب سازی بھی۔ اپنے اس ہنر کو انھوں نے خوب آزمایا ہے۔ کچھ تراکیب یوں ہیں:

شہ سوارِ لیلۃ المعراج، جوشِ پُر سخا، بوے روح فزا، جبینِ کوہِ فاراں، محوِ لقاے مصطفیٰ، فرازِ فاراں، زوالِ وقتِ ستم گری، گرزِ گراں، جگنو کے انبار، شبنمِ لطف و عنایت، وغیرہ۔

دورانِ مطالعہ حافظ صاحب کا ایک شعر نظر سے گزرا۔

جرأت ہو تو تم روک دو اصنام پرستو
فاران کی چوٹی سے جو تبلیغ اٹھی ہے

شعر کے دوسرے مصرع میں جو ترکیب "تبلیغ اٹھی ہے" استعمال کیا گیا ہے، وہ میری دانست میں انفرادیت کی حامل ہے، یہ ترکیب مجھے اب تک کہیں اور نظر نہیں آئی، اور معنیٰ میں بھی کوئی خرابی اور فساد پیدا نہیں ہو رہا ہے۔ اس قسم کی اور دوسری مثالیں بھی ہیں، ہم نے ماقبل کے مضمون میں حافظ صاحب کی ایسی ہی ایک ترکیب کا اور ذکر کیا تھا۔ وہ مضمون اسی کتاب میں شائع ہوا ہے۔

حافظ محمد عمر کی شاعری میں محاوروں کا فی البدیہ استعمال بھی نظر آتا ہے۔ شاعری میں محاروں کا استعمال شاعر کی قادر الکلامی کی دلیل ہوتا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے۔

بہرِ آرائش عروسِ گل اٹھا کر ہاتھ میں
منہ پہ اپنے مَل رہی ہے خاکِ صحرائے رَسول
آپ کے بارانِ رحمت سے شہِ جن و بشر
جھوم کر برسا جو بادل رحمتِ غفار کا
براقِ صاحبِ والا تری رفتار کیا کہنا
گیا دم بھر میں بجلی کی طرح آیا ہوا بن کر
بحرِ فیضانِ شہِ لولاک سے سیراب ہیں
کھیتیاں آفت زدوں کی مفلس و لاچار کی
ڈھونڈتی ہے ان مریضانِ محبت کو شفا
کھا رہے ہیں جو ہوا کوئے شہِ ابرار کی
بستیاں کفر و ضلالت کی جھلس کر رہ گئیں
آنچ لگتے ہی عمر کی تیغِ شعلہ بار کی
کسی دن یا الٰہی میرے گلزارِ تمنا پر
گھٹا رحمت کی اٹھے، ٹوٹ کر ابرِ کرم برسے
بحرِ غم میں نامِ نامی جب لیا سرکار کا
ہاتھ ملتی رہ گئیں موجیں سفینہ چھوڑ کر
جا رہا ہے طائرِ فہم و خرد سوئے عرب
حسنِ گل ہائے عجم سے دل لگانا چھوڑ کر
کلمۂ توحید کے گرزِ گراں کی مار سے
پارہ پارہ قیصر و کسریٰ کی سطوت ہو گئی
شہ نے کہا احد میں ہمیں ہو گے فتح یاب
لیکن ہے شرط کوئی اِدھر سے اُدھر نہ ہو

ان اشعار میں "منہ پر خاک ملنا، جھوم کر برسنا، دم بھر میں، بجلی کی طرح آنا، ہوا بن کر جانا، کھیتی سیراب ہونا، ہوا کھانا، آنچ لگنا، گھٹا اٹھنا، ٹوٹ کر برسنا، ہاتھ ملنا، دل لگانا، پارہ پارہ ہونا اِدھر سے اُدھر ہونا" ان محاوروں کا جس چابک دستی اور فن کارانہ مہارت کے ساتھ استعمال ہوا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

آخر میں ہم مفتی توفیق احسن برکاتی کے اس اقتباس پر اپنی گفتگو ختم کرنا چاہتے ہیں جس میں انھوں نے حافظ محمد عمر کی شعری خصوصیات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حضرت حافظ و قاری الحاج محمد عمر اشرفی علیہ الرحمہ افقِ مبارک پور پر چمکنے والا ایسا درخشندہ ستارہ ہے جس نے اپنی تقدیسی شاعری کو شریعت و شعریت کا ایسا آمیزہ پلایا ہے جو روحانیت سے لبریز ہے، ان کے یہاں نہ ثقیل لفظیات کی طومار بازی ہے، نہ غیر مانوس تراکیب کی الجھنیں، بلکہ سادگی میں پُرکاری کا رنگ دیکھنا ہو تو یہ کتاب پڑھ لی جائے، حافظ محمد عمر اشرفی نے آسان ڈکشن اور معنی خیز ترکیبوں سے جو شعری کائنات تشکیل دی ہے وہ دور ہی سے پہچانی جاتی ہے، ان کے یہاں تصنع اور آورد کا رنگ نہ ہونے کے برابر ہے جو ایک بڑی خوبی ہے۔" ***

خیابان حرم

منظومات

منقبت حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از: شیخ المشائخ حضرت سید علی حسین اشرفی علیہ الرحمہ

علی لطیف اور علی ہے سرور علی ہے سردار اور علی سر
علی ہے مقبول خاص داور امام ہر انس و جاں علی ہے

علی نعیم اور علی ہے منعم علی قسیم اور علی ہے قاسم
علی ہے مومن علی ہے مسلم امان ایمانیاں علی ہے

علی سے ہوتی ہیں مشکلیں حل علی سے جاتی ہے ہر بلا ٹل
علی ہے امجد علی ہے افضل ظہیر ہر خستگاں علی ہے

علی معظم، علی مکرم، علی رسول خدا کا ہمدم
علی ہے شانِ خدا مجسم نبی کا آرام جاں علی ہے

علی صفی اور علی ہے صافی علی وفی اور علی ہے وافی
علی ہے دونوں جہاں میں کافی علی ولی بے گماں علی ہے

علی ہے صوفی علی ولی ہے، علی کے حق میں مسیح لبی ہے
علی واحمد میں یک دلی ہے امینِ سرِ نہاں علی ہے

علی ہی اظہار جزو کل ہے، علی مرا ہادیِ سبل ہے
علی گلستانِ دیں کا گل ہے ، بہار باغ جناں علی ہے

علی ولی عہد مصطفٰے ہے وصیِ شاہنشہِ ہدیٰ ہے
نبی نے من کنت خود کہا ہے رسول کا ہم زباں علی ہے

علی سے تازہ ریاضِ جاں ہے علی سے مخلوق کو اماں ہے
علی ہی ایجادِ کن فکاں ہے مقاصدِ دو جہاں علی ہے

علی ہے ہم نام کبریا کا ،علی ہے محبوب مصطفٰے کا
علی ہے مقصوذ انّما کا خدا کا رازِ نہاں علی ہے

علی سے قائم ہے باغِ ہستی علی سے پھرنے میں ہوگی پستی
علی سے عشاق کو ہے مستی یہ جوش و جد و فغاں علی ہے

پڑے اگر لاکھ ہم پہ مشکل تو حل ہو نامِ علی سے اے دل
نہ ہو نا حبّ علی سے غافل کہ سب دلوں میں نہاں علی ہے

علی ہے مشکل کشا ہمارا، علی ہی کا ہے ہمیں سہارا
علی ہے سلطان مسند آراشہِ زمین و زماں علی ہے

کریں سفر بحر و بر میں پیہم پھریں پہاڑوں میں منزلوں ہم
نہ خوف جاں ہے نہ جسم کا غم محافظِ جسم و جاں علی ہے

علی سے ہم اعتقاد ہم کو علی سے ہوگا مفاد ہم کو
ملے گا جامِ مراد ہم کو خضر لبِ تشنگان علی ہے

علی ہی ہے بازوِ نبوت علی ہے مصدر فتوت
علی ہی ہے مومنوں کی قوت توانِ روحِ رواں علی ہے

پڑی ہے گو اشرفی پہ مشکل مگر نہیں منتشر ذرا دل
اسے ہے اس کا یقینِ کامل کہ ہر بلا سے اماں علی ہے

نعت نبی ﷺ

عشقِ خیر الانام رکھتے ہیں
اپنے آقا سے کام رکھتے ہیں
میرے مولا ذرا اِدھر دیکھو
اشتیاقِ سلام رکھتے ہیں
جیتے جی دیکھ لیں مدینے کو
یہ تمنا مدام رکھتے ہیں
اپنے آقا کے نام کا سیفیؔ
ورد ہم صبح و شام رکھتے ہیں

از: سید حسین سیفی سبحانی

نعت نبی ﷺ

ہر شاخ ہے بے برگ و ثمر سید عالم
گلشن کی مرے لیجے خبر سید عالم

میں پیاس کا مارا ہوں ، گنہگار بڑا ہوں
مجھ پر بھی کرم کی ہو نظر سید عالم

ہے نقش مدینے کا بنانے کی تمنا
لرزاں ہے مرا دست ہنر سید عالم

میں پیچ میں تنکے کی طرح ڈول رہا ہوں
سیلاب ہے تا حد نظر سید عالم

ممکن نہیں آفات و مصائب تجھے گھیریں
ہے نور وظیفہ ترا گر سید عالم

از: سید محمد نورالحسن نور نوابی

سفر آخرت

دنیائے تدریس کے بے تاج بادشاہ- محدث جلیل

از: محمد مسیح احمد قادری مصباحی

بخدمت اقدس! حضور عزیز ملت علامہ الحاج شاہ عبد الحفیظ صاحب قبلہ عزیزی سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور و جملہ شہزادگان و تلامذۂ حضرت محدث جلیل علیہ الرحمۃ والرضوان - السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

دنیائے تدریس کا بے تاج بادشاہ، فکر وفن کا شمیم، علم قرآن و حدیث کا شناور، منطق وفلسفہ کا امام واستاذ، استاذ العلما، محدث جلیل حضرت علامہ حافظ عبد الشکور عزیزی رضوی مصباحی نور اللہ مرقدہ کی رحلت صرف ایک فرد کی رحلت نہیں بلکہ ایک فنی عصر اور علمی جہان کا خاتمہ ہے۔ "موت العالم موت العالم."

قبلہ استاذ گرامی محدث جلیل کی ذات گرامی بیک وقت علم و عمل کا سنگم تھی۔ فضائل حمیدہ اور صفات ستودہ کی جامع تھی، یقیناً وہ بے غرض اور بے نفس محسن ومربی تھے، صالح اعمال اور خوش خصالی اُن کی پہچان تھے، وہ اپنے باغ فردوس الجامعۃ الاشرفیہ کے سچے وفادار اور بے مثال نقیب وترجمان تھے، وہ اعلیٰ کردار اور مثبت افکار کے حامل تھے، ع:

خدا بخشے! بہت سی خوبیاں تھیں جانے والے میں

افراد ورجال کی تنظیم وتشکیل اور قوموں کی تعمیر وترقی میں استاذ کے کیمیاوی ہاتھوں کا کتنا دخل ہوتا ہے، محتاج بیان نہیں۔ آج جامعہ اشرفیہ کے عظیم وجلیل فرزندوں کو ملک کے جامعات اور مدارس دینیہ میں جو علمی مقام اور اثر ورسوخ حاصل ہے اس میں جہاں اور اساتذۂ اشرفیہ کا حصہ ہے وہیں استاذ الاساتذہ محدث جلیل کی لاجواب تدریس اور بے مثال تفہیم کا جلوہ بھی پورے رنگ وآہنگ کے ساتھ موجود ہے۔ حضرت محدث جلیل قبلہ کی تدریس کی خوبی تھی کہ منطق وفلسفہ کے ادق اور لاینحل ابحاث ومسائل ایسے آسان لب لہجے اور حسین پیرایے میں بیان فرماتے کہ ہر غبی سے غبی طالب علم بھی مکمل سیراب ہو کر اٹھتا۔

جن کے کردار سے آتی ہو صداقت کی مہک
اُن کی تدریس سے پتھر بھی پگھل جاتے ہیں

حضور محدث جلیل حضرت ابو الفیض حافظ ملت علیہ الرحمہ کی فیض بخش درس گاہ کے فیض یافتہ ہونے کے ساتھ آپ کی خلوت وجلوت کے امین بھی تھے۔ معمار قوم وملت حافظ ملت قدس سرہ کی زندگی کے خد وخال کا معاینہ بہت قریب سے کیا تھا۔ اس لیے آپ کی زندگی میں ابو الفیض کی صحبت وتربیت کا عکسِ جمیل بڑا نمایاں تھا۔ شخصیت ایسی کہ ان کی خاموشی ہزاروں تقریروں پر بھاری ہوتی۔ کہ بڑا نمایاں تھا۔ شخصیت ایسی کہ اُن کی خاموشی ہزاروں تقریر وبیان پر بھاری ہوتی۔

باغ فردوس الجامعۃ الاشرفیہ میں اُن کی تدریسی خدمات کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ محدث جلیل نے اپنی پوری زندگی اشرفیہ کے لیے وقف کردی تو بے جا نہ ہوگا۔ جامعہ سے محبت ایسی کہ گویا اُن کے رگ وریشے میں الفت اشرفیہ بسی ہوئی تھی، اُن کے ہر راگ پر اشرفیہ کے نغمے تھے، ہر انداز میں اشرفیہ کا خمار تھا، ہر آہ میں اشرفیہ کا درد تھا، بلکہ اُن کا دل اشرفیہ کے لیے دھڑکتا تھا۔

گویا ایک سورج تھا کہ تاروں کے گھرانے سے اٹھا
آنکھ حیراں ہے کہ کیا شخص زمانے سے اٹھا

استاذ گرامی اپنے طلبہ سے حد درجہ محبت کرتے، انھیں والدین سے بڑھ کر پیار دیتے اور جو اُن سے وابستہ ہوجاتا اس کی پوری کفالت فرماتے۔ ناچیز راقم الحروف کے سر بھی اُن کی شفقتوں کا سائبان ہمیشہ تنا رہتا۔ جامعہ کی چہار دیواری ہو یا مقاماتِ سفر، ہر جگہ محبتوں کا ساون بھادوں برساتے۔ خوشا قسمت! کہ اس خاکسار کو حضرت والا محدث جلیل کی محبت میں حج وزیارت کی سعادت حاصل ہوئی دوران حج منیٰ میں ایک سانحہ پیش آیا، خیموں میں آگ لگ گئی، ہر طرف

افراتفری کا ماحول بن گیا اور میں اپنوں سے بچھڑ گیا، میرے غائب ہونے سے حضرت کو کتنی تکلیف ہوئی، بیان سے باہر ہے۔ مگر جب میں حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا۔ فرمایا: حافظ مسیح! میں نے منت مانی تھی کہ آپ مل جائیں گے تو دو رکعت نماز پڑھوں گا، چنانچہ حضرت نے فوراً دوگانہ ادا فرمایا۔ مگر محبتوں کا یہ انداز دیکھ کر میرے قلبی جذبات کچھ یوں ہوئے کہ یہ فرشتہ صفت استاذ صرف مشفق و مربی استاد ہی نہیں بلکہ محبتوں کا ساغر ہے، پیار کی جھیل ہے اور شفقتوں کا بلند و بالا آسمان ہے۔

استاذ گرامی سادہ کپڑوں میں ملبوس تقویٰ وطہارت اور زہد و ورع کی اعلیٰ مثال تھے، عموماً جن چیزوں کی طرف لوگ توجہ نہیں دیتے یا معمولی سمجھ کر ارتکاب کر بیٹھتے ہیں، حضرت والا شان محدث جلیل ان میں حزم و احتیاط سے کام لیتے تھے چنانچہ حضرت مولانا غلام حسین مرحوم سابق استاذ و لائبریرین جامعہ اشرفیہ کا ایک بیان آج تک مجھے یاد ہے کہ حضرت محدث جلیل علیہ الرحمہ اندھیرے کی صعوبتوں سے بچنے کے لیے سیل والا ٹارچ استعمال فرماتے تھے، میں نے عرض کیا۔ حضرت! ٹارچ کا سیل ہر ماہ بدلنا پڑتا ہے، کیوں نہ چارجر والا ٹارچ خرید لیں، ہر ماہ سیل کا خرچ بھی بچے گا اور اس میں اُجالا بھی بہتر رہے گا۔ فرمایا: مولانا! اس کے لیے پھر ہمیں انتظامیہ سے پوچھنا پڑے گا، کیوں کہ انھوں نے لائٹ اور پنکھے کی اجازت دی ہے ٹارچ چارج کرنے کی نہیں، اور میں بغیر اجازت چارج نہیں کرسکتا اور اتنے کام کے لیے اجازت لوں، اس کے لیے میرا ضمیر گوارا نہیں کرتا، لہٰذا میرے لیے یہی بہتر ہے۔

ماشاء اللہ، کیا شان ہے اس عالم ربانی کی! یقیناً اور بلاشبہ وہ اکابر و اسلاف کا آئینہ تھے۔

عالمِ علمِ شریعت ، زہد و تقویٰ کے دھنی
رہبرِ راہِ ہدیٰ تھے حضرت عبدالشکور
کسرِ نفسی ، بے نیازی ، سادگی میں بے گماں
آئینہ اسلاف کا تھے
حضرت عبدالشکور

ایسے عبقری الشان عالم ربانی، محسن و مربی کا رخصت ہوجانا جماعت اہل سنت کا عظیم خسارہ ہے۔ اللہ کریم اپنے حبیب لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل حضرت محدث جلیل علیہ الرحمہ کی قبر کو بقعۂ نور بنائے ان کے سیئات کو حسنات میں تبدیل فرماکر بہشت بریں اُن کا مسکن بنائے، پس ماندگان، اور متعلقین کو صبر جمیل اور اجر جزیل سے مالا مال کرے۔ آمین بجاہ النبی الامین علیہ التحیۃ والتسلیم–

جامعہ عربیہ انوار القرآن، بلرام پور کے اساتذہ، اراکین اور طلبہ سبھی آپ کے غم میں شریک ہیں اور دعاگو ہیں کہ مولیٰ تبارک و تعالیٰ جماعت اہل سنت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔

مثل ایوانِ سحر ، مرقد فروزاں ہو ترا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا
آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے
ابر رحمت تیرے مرقد پر گہرباری کرے
حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

شریکِ غم
محمد مسیح احمد قادری مصباحی
صدر المدرسین وشیخ الحدیث
جامعہ عربیہ انوار القرآن، بلرام پور
یکم جمادی الاولی 1445ھ

حضرت مفتی اطہر نعیمی اشرفی اب نہیں رہے

یادگار صدر الافاضل علیہ الرحمہ، شہزادۂ تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ، سابق چیئرمین رویت ہلال کمیٹی، اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے آخری باحیات مرید، حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ سے براہ راست روایت کرنے والے آخری عالم اہل سنت، حضرت علامہ مولانا مفتی اطہر نعیمی اشرفی کا کراچی میں وصال پُر ملال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو غریق رحمت کرے، ان کے خدمات دینیہ کو قبول فرمائے، اور تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خاک پائے صدر الافاضل- **بشارت علی صدیقی**،
نزیل حال مکہ مکرمہ

صدائے بازگشت

قاری محمد اصغر علیہ الرحمہ بہترین مصلح اور قائد تھے

مکرمی.............سلام مسنون

اللہ تعالی نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے ،اور اسے بے شمار نعمتوں سے مستفیض بھی فرمایا ہے، اس دنیا میں جنم لینے والی بعض شخصیتیں ایسی بھی ہیں جو لوگوں کے لیے قدرت کا عطیہ ہوتی ہیں ان کی وجود سے گلشن میں بہار اور علم و فن کے چہرے پر نکھار جاتا ہے۔ ایسی شخصیتیں جب تک دنیا میں زندہ رہتی ہیں، ان کے ذریعے مخلوق خدا کی ایک کثیر تعداد کو فیض پہنچتا ہے۔ اور جب دنیا سے رخصت ہو جاتی ہیں، تو وہ اپنی خوبیوں اور اچھائیوں کے ذریعہ یاد کی جاتی ہیں۔ اور ان کے بے لوث کارنامے رہتی دنیا تک مشعل راہ بن جاتے ہیں۔ انہی میں سے ایک شخصیت مبلغ اسلام رہبر راہ شریعت پیکر اخلاص و محبت حضرت علامہ قاری محمد اصغر نور اللہ مرقدہ کی ہے۔ جنہوں نے خوف خدا اور عشق رسول سے سرشار ہو کر محبت رسول اور خوف خدا کا درس دیا۔ تمام ملت اسلامیہ کی کامیابی و کامرانی کے لیے فکر مند رہے، آپ کی افکار و نظریات کا مرکز قوم ملت کے نوجوانوں کا مستقبل تھا۔ اور قوم کے تئیں آپ کی شخصیت اور سوچ و فکر بیش قیمتی تھی۔ آپ نے اپنی علمی تقریری توانائی کو تقدیس الوہیت اور تعظیم رسالت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے احیائے ملت کے لیے وقف کر دی۔ آپ نے اپنی حیات کا اکثر حصہ امت مسلمہ کی علمی، دینی، تعلیمی، سیاسی، اقتصادی سطح کو بلند کرنے میں گزار دی۔ آپ نے اپنی تمام تر رعنائی کو بروئے کار لاتے ہوئے تبلیغ دین اسلام کی خدمات انجام دی۔ اور اپنے کردار و عمل، خلوص و وفا، اخلاق و مروت کے ذریعہ انسانیت سازی کا بہترین فریضہ انجام دیا۔

قاری محمد اصغر علیہ الرحمہ ایک ماہر تعلیم کے ساتھ ساتھ ملت اسلامیہ کی بہترین مصلح اور قائد تھے۔ آپ اپنی گوناگوں صفات کے باعث پورے علاقے میں ایک عظیم رہبر شریعت، پیکر اخلاص و محبت، بہترین مدرس، ادیب، اور ڈاکٹر کے بطور متعارف تھے۔ آپ اپنے اخلاق و مروت، کردار و عمل کے ذریعہ ہر قسم کی فکری، سماجی، تمدنی، تہذیبی، اور سماجی برائیوں کے سدباب کے لیے کوشاں رہے۔ آپ ان باوقار شخصیتوں میں تھے، جنہیں نماز سے بے انتہا محبت تھی۔ شریعت کی پاسداری کا بے حد لحاظ و خیال تھا۔ تعظیم و توقیر شرم و حیا جیسی بے شمار صفات حسنہ کے خوگر تھے۔ قاری محمد اصغر علیہ الرحمہ ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش کے ضلع اعظم گڑھ کے موضع سریا پہاڑی میں پیدا ہوئے۔ اور اسی موضع سریا پہاڑی میں اپنی تگ و دو اور حکمت عملی سے ایک مایہ ناز ادارہ بنام مدرسہ عربیہ فیض نعیمی قائم کیا۔ جس کے ذریعہ بے شمار علما، فضلا، حفاظ ،قرا فارغ التحصیل ہو کر ملک کے متعدّد گوشے میں ترویج و اشاعت دین میں سرگرم عمل ہیں۔ قاری محمد اصغر علیہ الرحمہ دین اسلام کی خدمات انجام دیتے ہوئے 11/ جمادی الاول 1424ہجری مطابق 11 جولائی سن 2003ء بروز جمعہ بعد نماز فجر داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ مگر آپ کے کارنامے اور تعلیمات و نظریات آج بھی امت مسلمہ کے لیے مشعل راہ ہیں۔ آپ کی تعلیمات و پیغامات اور افکار نظریات کو عام کرنے کی غرض سے مذکورہ تاریخ میں عرس شرعی کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

از: مولانا محمد عبدالباری نعیمی اعظمی
استاد مدرسہ عربیہ فیض نعیمی، سریا پہاڑی، اترولیا اعظم گڑھ

ماہنامہ اشرفیہ حاصل کریں

(1)-اپٹوڈیٹ ٹیلر، نواڈیہ روڈ، اورنگ آباد (بہار)
9852901822
(2)-مولانا قاضی سید شمس الدین
پلاٹ نمبر 35، مدنی کالونی، یلاپور، اولڈ ہبلی، کرناٹک
9448023291
(3)-مولانا محمد ابوبکر صاحب، مدرسہ سراج العلوم لطیفیہ نہال گڑھ، جگدیش پور، سلطان پور (یوپی)

روداد چمن

لائف ممبر شپ الجامعۃ الاشرفیہ

مولانا محمد محبوب عزیزی

شعبۂ تعمیر و ترقی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کا عمل سال بھر جاری رہتا ہے۔ عرس حافظ ملت کے زریں موقع پر بعض شخصیات نے اپنی اپنی کوششوں سے ممبر شپ پیش کرتے ہیں۔ گیارہ ہزار ایک سو گیارہ روپئے دے کر لائف ممبر شپ کی سند جن افراد نے حاصل کی ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

معرفت قاری اسلام اللہ عزیزی، ممبئی

1. برائے نذر حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ (من جانب محمد حسین عزیزی)، ممبئی
2. برائے نذر حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ (من جانب محمد حسین عزیزی)، ممبئی
3. برائے نذر حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ (من جانب محمد حسین عزیزی)، ممبئی
4. برائے نذر حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ (من جانب محمد حسین عزیزی)، ممبئی
5. برائے نذر حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ (من جانب محمد حسین عزیزی)، ممبئی
6. حضرت عزیز ملت قبلہ شہزادۂ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ (من جانب محمد حسین عزیزی)، ممبئی
7. جناب عبد القادر جیلانی عزیزی مرحوم ولد حافظ ملت علیہ الرحمہ (من جانب محمد حسین عزیزی)، ممبئی
8. مولانا نعیم الدین عزیزی مصباحی ولد حضرت عزیز ملت صاحب قبلہ (من جانب محمد حسین عزیزی)، ممبئی
9. برائے نذر علامہ عبد الشکور مصباحی علیہ الرحمہ شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ (من جانب محمد حسین عزیزی)، ممبئی
10. برائے نذر والدہ ماجدہ مولانا نعیم الدین عزیزی مصباحی (من جانب محمد حسین عزیزی)، ممبئی
11. جناب حاجی عبد المنان عزیزی ولد شیخ حسن علی شیخ (ممبئی)
12. جناب علی منتری عزیزی ولد پرمود (پونہ) مہاراشٹر
13. جناب محمد شہزاد عزیزی چوپلکر (کلوا، تھانہ) مہاراشٹر
14. خانقاہ ساحل ملت، محفل فیض حافظ ملت (ماہم شریف، ممبئی)
15. جناب ضیاء الدین بھائی سوشل ورکر (نائک نگر، سائن)
16. محترمہ خدیجہ صاحبہ عزیزی بنت عبد الکریم عزیزی، ربر اسٹامپ والا (ممبئی)
17. جناب زید عزیزی چوپلکر (کلوہ، تھانہ) مہاراشٹر
18. محترمہ اسریٰ عزیزی بنت محمد اسلام عزیزی (پائپ روڈ، کرلا) ممبئی
19. مرحومہ خاتون بی زوجہ انعام الدین (امباواڑی، بوریولی) ممبئی
20. مرحوم ریاض احمد عزیزی (باندرہ، ممبئی)
21. جناب احمد ابراہیم ٹانڈیل و خدیجہ احمد ٹانڈیل، من جانب حاجی عبد الکریم ٹانڈیل، شیوڑی، ممبئی
22. جناب رہبر عزیزی ولد عبد الوہاب عزیزی (لال مٹی، باندرہ، ممبئی)
23. جناب محمد رب نواز عزیزی ولد عبد الوہاب عزیزی (باندرہ، ممبئی)
24. جناب محمد فرید عزیزی سرگرو (ممبرا، ممبئی)
25. محترمہ اقصیٰ عزیزی عبد لکریم عزیزی ربر اسٹامپ والا (ممبئی)
26. محترمہ عزیزی بانو زوجہ عبد الحبیب (جوگیشوری، ممبئی)
27. جناب امجد خان عزیزی ولد حاجی عبد الغنی خاں عزیزی (نائک نگر، سائن، ممبئی)
28. جناب سیف الدین خان عزیزی ولد نعیم الدین خان عزیزی (نائک نگر، سائن، ممبئی)
29. جناب امتیاز خاں عزیزی ولد حاجی علاؤ الدین خاں عزیزی (نائک نگر، سائن، ممبئی)
30. جناب ارمان خاں عزیزی ولد حاجی عبد الغنی خاں عزیزی (نائک نگر، سائن، ممبئی)
31. جناب سرتاج خاں عزیزی ولد حاجی علاؤ الدین خاں عزیزی (نائک نگر، سائن، ممبئی)
32. جناب علی صاب بن ابو بکر ٹولے (سیوڑی، ممبئی)
33. مرحومہ طیبہ بی زوجہ حاجی مقبول قاضی صاحب (دھیسر، ممبئی)

34. جناب نذیر احمد انصاری ولد نصیر احمد انصاری صاحب عرف محمد شاہد عزیزی (ممبئی)
35. محترمہ عائشہ عزیزی بنت شہزاد عزیزی (پریل، ممبئی)
36. جناب منیر ملانی صاحب (جری مری، ممبئی)
37. جناب اکبر ملانی صاحب (جری مری، ممبئی)
38. جناب شیخ معین الدین عزیزی خادم شیخ مصری درگاہ (انٹاپ ہل، ممبئی)
39. جناب محمد ساجد خاں عزیزی ولد محمد شارق خاں عزیزی (کرلا، ممبئی)
40. محترمہ نور فاطمہ عزیزی بنت محمد تابش خاں عزیزی (کرلا، ممبئی)
41. مرحومہ بدر النساء زوجہ وکیل احمد صاحب (جوگیشوری، ممبئی)
42. محترمہ مظہر النساء زوجہ امیر اللہ خاں صاحب (جوگیشوری، ممبئی)
43. جناب فیصل ثقلینی صاحب (ناخدا محلہ، ممبئی)
44. جناب لال محمد صاحب ولد احمد صاحب (جون پور)
45. محترمہ بدر النساء زوجہ لال محمد صاحب (جون پور)
46. ڈاکٹر عابدہ خاں عزیزی بنت حاجی محمد نسیم خاں عزیزی (جویلرس بکس، بھومی ہائٹ، کرلا، ممبئی)
47. محترمہ واحدہ خاں عزیزی بنت حاجی محمد نسیم خاں عزیزی (جویلرس بکس، بھومی ہائٹ، کرلا، ممبئی)
48. محترمہ زینب عزیزی زوجہ عبد الغنی عزیزی (ملا چپور، ممبئی)
49. محترمہ صابری بیگم مرحومہ زوجہ حضرت عزیز ملت صاحب قبلہ سربراہِ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور
50. جناب مولانا محمد شمیم مصباحی ولد ثناء اللہ خاں (سکری کوئیاں، پوسٹ ملدہ، بلرام پور)
51. جناب حاجی محمد امین خاں صاحب مرحوم ولد جناب علی حسن خاں مرحوم (پورہ باغ، مبارک پور، اعظم گڑھ)
52. جناب وسیم اختر ولد الحاج ارشاد احمد صاحب (علی نگر، مبارک پور، اعظم گڑھ)
53. جناب مفتی شاہ نواز عالم مصباحی ابن الحاج شبیر احمد صاحب مشاہدی (مانک پور شریف، کنڈا، پرتاپ گڑھ یوپی)
54. جناب محمد جیلانی خان صاحب ابن جناب معراج الدین خاں صاحب (کسمی، سمبل پور، اڑیسہ)
55. جناب محمد معراج الدین خاں صاحب ابن نصیر الدین خاں صاحب (کسمی، سمبل پور، اڑیسہ)
56. جناب انوار احمد صاحب ابن جناب شمس الحق صاحب (بروازیہ بھنڈارہ، گریڈیہ، جھارکھنڈ)
57. محترمہ نسیمہ بی بی زوجہ طیب حسین عزیزی (چوڑا ضلع سرئی قلعہ گھرسواں جھارکھنڈ)
58. جناب محمد نسیم صاحب ولد حاجی مبارک حسین صاحب (پاکبڑہ، مراد آباد، یوپی)

معرفت چاند رضا مصباحی صاحب

59. جناب حاجی عبد القادر گھاچی صاحب ابن عبد الغنی گھاچی صاحب (منور، پالگھر، مہاراشٹر)
60. جناب کیف پٹیل صاحب ابن اخلاق پٹیل صاحب (منور، پالگھر، مہاراشٹر)
61. جناب نور العین پٹیل صاحب ابن محدث پٹیل صاحب (منور، پالگھر، مہاراشٹر)
62. جناب ساجد خطیب صاحب ابن سکندر خطیب صاحب (منور، پالگھر، مہاراشٹر)
63. جناب امان مولوی صاحب ابن اقبال مولوی صاحب (منور، پالگھر، مہاراشٹر)
64. جناب ابصار رئیس صاحب ابن حاجی الطاف رئیس صاحب (منور، پالگھر، مہاراشٹر)
65. جناب آصف میمن صاحب ابن عبد العزیز میمن صاحب (منور، پالگھر، مہاراشٹر)
66. جناب آصف میمن صاحب ابن تار محمد میمن صاحب (منور، پالگھر، مہاراشٹر)
67. جناب اصغر انصاری صاحب ابن گلزار انصاری صاحب (منور، پالگھر، مہاراشٹر)
68. جناب جاوید شیخ صاحب ابن بدر الدین شیخ صاحب (منور، پالگھر، مہاراشٹر)
69. جناب ریاض ملا صاحب ابن عبد الرشید ملا صاحب (منور، پالگھر، مہاراشٹر)
70. جناب ڈاکٹر عبد الرحمٰن رئیس صاحب ابن ارشد رئیس صاحب

(منور، پالگھر، مہاراشٹر)

71. جناب توفیق شیخ صاحب ابن فہیم شیخ صاحب (منور، پالگھر، مہاراشٹر)

معرفت مولانا شرف الدین صاحب ممبئی

72. جناب مرحوم چاند شیخ (ٹیکسی مینس کالونی، کرلا، ممبئی)
73. محترمہ زینب بیگم صاحبہ زوجہ مرحوم شیخ چاند صاحب (ٹیکسی مینس کالونی، کرلا، ممبئی)
74. جناب حاجی نور محمد شیخ عزیزی (ٹیکسی مینس کالونی، کرلا، ممبئی)
75. محترمہ مبینہ عزیزی زوجہ شیخ نور محمد عزیزی شیخ چاند (ٹیکسی مینس کالونی، کرلا، ممبئی)
76. جناب حاجی تاج محمد شیخ عزیزی صاحب ابن شیخ چاند صاحب (ٹیکسی مینس کالونی، کرلا، ممبئی)
77. محترمہ بلقیس عزیزی زوجہ حاجی تاج محمد شیخ عزیزی صاحب (ٹیکسی مینس کالونی، کرلا، ممبئی)
78. مرحوم شیخ اقبال عزیزی بن شیخ چاند عزیزی (ٹیکسی مینس کالونی، کرلا، ممبئی)
79. محترمہ نسیمہ بانو صاحبہ بنت مرحوم چاند شیخ عزیزی (ٹیکسی مینس کالونی، کرلا، ممبئی)
80. جناب لیاقت علی منصوری صاحب بن جناب بشارت علی صاحب (کرلا، ممبئی)
81. مرحوم وکیل احمد صدیقی صاحب بن مناصدیقی صاحب (ممبئی)
82. محترمہ خمیر النساء صاحبہ زوجہ وکیل احمد صدیقی مرحوم (ممبئی)
83. جناب حافظ محمد اعظم عزیزی ولد جناب حاجی محمد ابراہیم عزیزی مرحوم (محلہ باغ، قصبہ ادری، ضلع مئو یوپی)

معرفت حاجی اسرار الحسن صاحب، لول کنواں، مبارک پور

84. جناب الحاج عبد الاول صاحب عرف بیچو ابن جناب عبد الغفار صاحب (کرلا، ممبئی)
85. جناب ڈاکٹر محمد حسن صاحب ابن جناب الحاج اخلاق احمد صاحب (خیر آباد، مئو)
86. محترمہ جن حسنہ بانو صاحبہ زوجہ جناب الحاج پرویز نعمانی صاحب (پورہ صوفی، مبارک پور)
87. جناب محمد ارشد صاحب ابن جناب الحاج محمد امین صاحب (پورہ رانی، مبارک پور)
88. جناب محمد ارشد صاحب ابن جناب محمد سلمان صاحب (بنارس)
89. جناب محمد ارشد صاحب ابن جناب محمد سلمان صاحب (بنارس)
90. جناب محمد ارشد صاحب ابن جناب محمد سلمان صاحب (بنارس)
91. جناب اوسط علی صاحب ابن جناب محمد علی صاحب مرحوم (لال چوک، مبارک پور)
92. جناب الحاج محمد صدیق صاحب ابن جناب الحاج صوفی عنایت اللہ صاحب مرحوم (علی نگر، مبارک پور)
93. محترمہ جن نجم النساء صاحبہ مرحومہ زوجہ جناب سلیم اللہ صاحب مرحوم (لال چوک، مبارک پور)
94. محترمہ جن سنجیدہ خاتون صاحبہ زوجہ اخلاق احمد صاحب (خیر آباد، مئو)
95. جناب عامر اظہر انصاری صاحب ابن جناب الحاج حمد مظہر صاحب (محمد آباد، مئو)
96. جناب الحاج انوار احمد صاحب مرحوم ابن جناب الحاج علی حسین صاحب مرحوم (لال چوک، مبارک پور)
97. جناب سراج احمد صاحب مرحوم بجلی والے ابن جناب الحاج عبد الحفیظ صاحب مرحوم (پورہ صوفی، مبارک پور)
98. جناب الحاج سید انوار صاحب ابن جناب عبد الستار صاحب (بنگلور)
99. محترمہ جن مشتری جان صاحبہ زوجہ جناب عطاء اللہ شریف صاحب (بنگلور)
100. جناب الحاج انوار احمد انصاری صاحب ابن جناب محمد رفیع صاحب مرحوم (کرلا، ممبئی)
101. جناب محمد اختر صاحب ابن جناب الحاج محمد مختار صاحب (سکٹھی، مبارک پور)
102. جناب محمد شبیر خان صاحب و فرزند عزیزم محمد ابرحمزہ خان ابن جناب الحاج محمد عیسیٰ خان صاحب مرحوم (سکٹھی، مبارک پور)
103. ایک اہلِ خیر صاحب (پونہ) معرفت جناب ڈاکٹر حسن قادری صاحب (پونہ، مہاراشٹر)

-*-*-*-

عالمی خبریں

ساؤتھ افریقہ میں جامعہ امام احمد رضا احسن البرکات نیو کاسٹل، کا ساتواں جلسہ دستار حفظ قرآن

حضرت مولانا مفتی محمد شمس الحق مصباحی بانی جامعہ امام احمد رضا احسن البرکات، نیو کاسٹل کی دعوت و اصرار پر دارالعلوم کے ساتویں جلسہ دستار سنیچر 2 دسمبر 2023ء میں شرکت کے لیے "ڈربن" سے تقریباً 340 کلو میٹر کی دوری پر میں حاضر ہوا گیٹ پر ہی مفتی صاحب کے بڑے صاحب زادے حافظ مصعب الحق سے ملاقات ہوئی، عالیشان گھر کے اندر لے گئے، کشادہ لاؤنج میں مختلف علوم وفنون کی کتابیں دیکھ کر خوشی ہوئی، پھر ضیافت ہوئی اس کے بعد ایک بڑے سے ڈائننگ ہال میں گئے جہاں خاص مہمانوں کے کھانے کا انتظام تھا، مفتی صاحب نے السلام علیکم کے بعد اہلاً و سہلاً مرحبا کہا، پر تپاک خیر مقدم کہا اور بڑی اپنائیت سے دیگر مہمانوں کے ساتھ مجھے بھی شریک طعام کر لیا۔ حاجی گورا بھائی میرس برگ، اور حاجی اقبال فکس برگ سے اچھی ملاقات رہی، پھر حاجی اقبال نے مجھے رہائش گاہ ایکزیکیٹو ہوم کے کمرہ 5 کی چابی دیتے ہوئے کہا کہ ضرورت سے فارغ ہو کر ساڑھے پانچ بجے تک جلسہ گاہ میں آجایئے۔

میں جب دارالعلوم پہنچا تو دیکھا شامیانہ لگا ہے، سجاوٹ اچھی ہے۔ خاص طور سے دار العلوم کے احاطہ والی شان دار مسجد عثمان ذوالنورین کو اندر باہر سے خوب سجایا گیا تھا۔ طلبہ اور مختلف شہروں کے مہمان نظر آرہے تھے، مسجد میں کرسیوں پر علمائے کرام کے بیٹھنے کا انتظام تھا، دارالعلوم سے فارغ ہونے والے طلبا، مظاہرہ قرأت کر کے مختلف سورتیں سنا رہے تھے، خوب حسین سماں تھا۔ نعرۂ تکبیر و رسالت اور سبحان اللہ ماشاء اللہ سے مسجد گونج رہی تھی پھر پڑوسی ملک بوٹسوانا سے تشریف لائے خصوصی نعت خواں جناب بابر سلیم جیلانی پاکستانی، اپنی مترنم آواز سے دو تین کلام سنائے اور ناچیز فتح احمد بستوی مصباحی کی دعا پر یہ نشست ختم ہوگئی۔

اذان اور نماز مغرب کے بعد مولانا غلام حسین مصباحی صاحب نے انگلش میں افتتاحی تقریر کی، پھر دار العلوم کے طلبہ کی دستار بندی ہوئی اور انھیں سند سے نوازا گیا، حضرت مولانا قاسم عمر مصباحی صاحب کی ایما پر مولانا غلام حسین مصباحی نے حضرت فریدی کی لکھی ہوئی ایک تہنیت تحت لفظ میں سنائی۔ جناب بابر سلیم جیلانی کی سحر طرازی کے بعد حضرت مولانا بلال صاحب کینیا نے اردو میں اور حضرت مولانا مقدم صاحب کا انگلش زبان میں مختصر خطاب ہوا، اور آخری میں مولانا مفتی محمد شمس الحق مصباحی نے شکرانہ پیش کیا، صلاۃ وسلام کے بعد حضرت مولانا مقدم رضوی صاحب کی دعا پر یہ شاندار جلسہ اختتام پزیر ہوا۔ اذان ونماز عشا دیر سے پڑھنے کے بعد لذیذ "لنگر غوثیہ" سے محظوظ ہو کر 30-10 بجے اپنے اپنے مقامات پر واپس گئے، دوسرے دن ہم مدعو مہمان دار العلوم کا معائنہ کر کے واپس ہوئے۔ ماشاء اللہ طلبہ کے قیام و طعام اور تعلیم و تربیت کا معقول انتظام ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

بات پر واپس گئے۔ دوسرے دن ہم مدعو مہمان دارالعلوم کا معائنہ کر کے واپس ہوئے، ئے ماشاء اللہ طالبہ کے قیام و طعام اور تعلیم و تربیت کا معقول انتظام ہے۔ الحمد للہ علی ذالک، فقط

از: فتح احمد بستوی مصباحی

حافظ ملت اسلامک اسمبلی ڈربن، ساؤتھ افریقہ

ماہنامہ اشرفیہ حاصل کریں

(1)- عزیزی کوریر اینڈ کارگو سروس 256/B/1 بلیلس روڈ، ہوڑہ، بنگال

(2)- مولانا محمد قاسم صاحب، مدرسہ عزیزیہ مظہر العلوم نچلول بازار، مہراج گنج (یوپی) 9801868796

(3)- مولانا شرف الدین صاحب ممبئی سنی مسجد، گھڑپ دیو، ممبئی 9819109603

خیر و خبر

مفتی محمد میاں ثمر دہلوی کا ساتواں عرس

حضرت قاضی اہل سنت و مفتی اعظم محمد میاں ثمر دہلوی کے ساتویں عرس کے موقع پر آپ کے آستانہ واقع درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ میں قرآن خوانی بعد نماز ظہر ہوئی، بعد نماز عصر صاحب زادہ محمد اسید احمد قادری نے مزار پر چادر پوشی، اور گل پوشی کے ساتھ دعا کرائی۔ اس موقع پر دہلی کے وزیر خوراک در سد عمران حسین نے ہر سال کی طرح امسال بھی وزیر اعلیٰ اروند کجریوال کی جانب سے چادر پیش کی اور زائرین کو اپنی اور وزیر اعلیٰ کی جانب سے مبارکباد بھی دی، ساتھ ہی ملک وملت کے لیے خصوصی دعا بھی کی۔ ان کے ہمراہ عرس کمیٹی کے چیئرمین ایف آئی اسماعیلی، پرویز نور، حاجی سید محمد اسلم قادری سمیت سیکڑوں لوگ موجود تھے۔ بعد نماز مغرب مرکز اہل سنت مسجد شیخان باڑہ ہندو راؤ میں لنگر کا اہتمام کیا گیا۔

ایودھیا: جامعہ روناہی میں مفتی ثمر دہلوی کو یاد کیا گیا

ملک کی عظیم دینی درس گاہ الجامعۃ الاسلامیہ روناہی، میں مولانا حافظ وقاری مفتی خواجہ محمد میاں ثمر دہلوی قادری نقشبندی کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ اتوار کو بعد نماز فجر قرآن خوانی ہوئی، بعد نماز مغرب طالبان علوم نبوی اور علمائے کرام کی ضیافت کی گئی اور نماز عشا کے بعد محفل کا انعقاد ہوا۔ جامعہ کے طالب علم عابد علی کی تلاوت سے محفل کا آغاز ہوا اور ارشد رضا قادری، مولوی محمد علیم بہرائچی نے نعت ومنقبت کے اشعار پیش کیے۔ جامعہ کے استاذ مولانا مفتی محمد شریف مصباحی ازہری اور مولانا محمد سلمان رضا خان حنفی قادری ازہری نے مفتی ثمر دہلوی کی حیات وخدمات پر روشنی ڈالی اور جامعہ کے ناظم اعلیٰ قاری جلال الدین قادری نے آپ کے خاندانی پس منظر اور آپ کی مساعی جمیلہ کو خوب خوب اجاگر کیا اور اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے آپ کے اخلاق وکردار، تقویٰ وطہارت، اخلاص و ایثار، اور خدمت دین کے پہلوؤں کو روشن کیا۔ مفتی شریف نے آپ کے روحانی علاج کے حوالہ سے گفتگو کی۔ مولانا سلمان ازہری نے آپ کے حزم واحتیاط اور دنیا سے بے رغبتی کو بیان کیا اور انھوں نے بتایا کہ حضرت مفتی ثمر دہلوی کے مرید محمد مشاہد حسین قادری شمری کی جانب سے یہ پروگرام جامعہ روناہی میں ہر سال ہوتا ہے اور ان شاء اللہ آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔ حضرت ثمر دہلوی کو یہی پسند ہے، انھیں کے ایما و اشارے پر اس پروگرام کے لیے جامعہ کا انتخاب کیا گیا ہے۔ صلاۃ وسلام اور شیخ الحدیث مفتی محمد بخش اللہ قادری کی دعا پر محفل کا اختتام ہوا۔ اس پروگرام میں مولانا شاکر علی عزیزی، مفتی محمد مرتضیٰ خان قادری پرنسپل مولانا شبیر احمد برکاتی مولانا سید نجیب اشرف اشرفی الجیلانی، مولانا محمد سعید قادری، قاری محمد علی اکبر ضیائی، مولانا مشتاق احمد جامعی روناہوی، مولانا عبد المعید ازہری، مولانا جنید احمد قاری، مفتی عقیل احمد قادری، مفتی محمد نصر الدین قادری، مفتی ریحان رضا قادری، مولانا نو خیز انوار اعظمی، مولانا محمد ظفر قادری، مولانا محمد اظہر الدین قادری، مولانا حمد اللہ خان قادری، مولانا محمد جمشید قادری، حافظ محمد متین خان قاری توحید رضا قادری، ماسٹر لئیق شان الرحمٰن، محمد اشرف رضا رحمانی تشکیل احمد ابرار خان شریک رہے۔

دار العلوم فیضان قطب المشائخ، ممبئی میں عرس حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ

الجامعۃ الاشرفیہ اکابرین کی یادگار اور تعلیم وتربیت کا عظیم مرکز ہے، حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے اسے خون جگر سے پروان چڑھایا ہے۔ (مفتی محمد منظر حسن خاں اشرفی مصباحی)

ممبئی، 17 دسمبر – جلالۃ الارشاد ابوالفیض سیدی سرکار حضور حافظ ملت محدث مراد آبادی ثم مبارکپوری علیہ الرحمہ کے 49 ویں عرس سراپا قدس کے حسین موقع پر دار العلوم فیضان قطب المشائخ وکرولی پارک سائٹ میں عرس حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا انعقاد ہوا جس کی سرپرستی آل رسول حضرت علامہ سید محمد نجم الدین قطبی کارنٹا شریف نے فرمائی اور مفتی اہل سنت حضرت علامہ مفتی محمد منظر حسن خان اشرفی مصباحی بانی ادارہ ھذا نے خصوصی خطاب فرمایا مفتی صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ آج برصغیر میں علمی، ادبی اداروں کی کوئی کمی نہیں ہے اور تمام ادارے اپنی

استطاعت کے مطابق دین وسنیت کی ترویج واشاعت میں مصروف ہیں مگر اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ اول روز ہی سے جو مقبولیت اور علمی ادبی حلقوں میں جواعتماد الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یوپی کو حاصل ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ مخدوم الاولیا حضرت سید شاہ ابواحمد سید محمد علی حسین اشرفی میاں قدس سرہ النورانی مدرسہ اشرفیہ مصباح ! العلوم (الجامعۃ الاشرفیہ)مبارک پور کے محرک اور بانیوں میں سے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا جو اس کی ایک اینٹ کھسکائے گا اس کی اینٹ سے اینٹ بج جائے گی۔ اس ادارہ کی عظیم ترقی حضور صدر الشریعہ، حضور محدث اعظم ہند، حضور مفتی اعظم ہند، حضور سرکار کلاں، حضور سید العلما، حضور احسن العلما، حضور مجاہد ملت علیہم الرحمہ وغیرہم کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ ہمارے اکابرین نے اس ادارہ کی تعلیمی خدمات پر اعتماد بھی فرمایا ہے اور اس کی تعمیر وترقی کے لیے دعائیں بھی فرمائی ہیں، اہل خیر سے اس کے مالی تعاون کی اپیلیں کی ہیں، یہی وجہ ہے کہ آفات وبلائیں جتنی بھی آئیں وہ سب آکر چلی گئیں اور الجامعۃ الاشرفیہ کا چراغ آندھی میں بھی روشن رہا اور ان شاءاللہ العزیز قیامت تک روشن ہی رہے گا۔ لوگ اپنا پسینہ بہاکر مدرسہ چلاتے ہیں اور کسی تنظیم وادارہ کو پروان چڑھاتے ہیں مگر اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے الجامعۃ الاشرفیہ کو اپنے خون جگر سے سینچا اور اسے پروان چڑھایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج عالم اسلام میں کوئی بھی اہم علمی، بھی مسئلہ آتا ہے تو اس دور میں بھی سب کی نگاہیں الجامعۃ الاشرفیہ کی طرف اٹھتی ہیں اور اہل علم منتظر رہتے ہیں کہ اس بارے میں الجامعۃ الاشرفیہ کے مفتی کا کیا حکم آتا ہے، حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ سید ناسر کار سید علی حسین اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کچھو چھہ شریف کے چہیتے مرید وخلیفہ ہیں، جامعہ اشرفیہ اکابرین کی دعاؤں کے ساتھ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے خلوص کا نتیجہ ہے کہ ترقی کی طرف گامزن ہے یہاں کے فارغین ملک کے اندر تو دینی، ادبی، صحافتی، سیاسی ہلکی خدمات کے فرائض انجام دے رہے ہیں اور ایک کثیر تعداد یہاں کے فارغین اور فیض یافتگان کی دیگر ممالک کے اندر دین اسلام کی خدمات اور عقائد اہل سنت کی ترویج واشاعت میں مشغول ہے۔ الجامعۃ الاشرفیہ کی علمی خدمات کا نتیجہ ہے کہ آج ہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے شاہ کار فتاویٰ رضویہ سے اکتساب فیض کر رہے ہیں۔ اہل سنت میں الجامعۃ الاشرفیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ سب سے پہلے درسی کتابوں پر استحکام کے ساتھ کام کیا، حواشی کی ضرورت ہوئی تو نئے حواشی سے درسی کتابوں کو مزین کیا ، مصنفین کی سیرت اور عقائد کو قلم بند کیا، دیدہ زیب طباعت کروائی، حالات جیسے بھی آئے مگر اپنے اصول وضوابط سے کوئی سمجھوتا بھی نہیں کیا، علمی ادبی معیار کو ہمیشہ اولیت حاصل رہی۔ جو ایک مرتبہ جامعہ اشرفیہ چلا جاتا ہے وہ متاثر ہو کر ہی رہتا ہے۔ آج ضرورت ہے کہ ہم تمامی احباب اہل سنت اس عظیم ادارہ کی مدد کریں ہر طریقے سے اس کا تعاون کریں۔ تاکہ مرکز علم وفن روز بروز ترقی ہی کرتا رہے۔ اس محفل میں قاری عبدالحفیظ اشرفی، مولانا حافظ عمران خان اشرفی، قاری کمال خان اشرفی اور غلام غوث اشرفی کے علاوہ عوام اہل سنت بھی شریک ہو کر حضور ابوالفیض کے فیوض وبرکات سے فیضیاب ہوئے۔ آخر میں سلام ودعا اور لنگر تقسیم کیا گیا۔

منجانب: اراکین حضرت علی ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ ممبئی

شہر ہبلی میں محفل عزیزی

بروز جمعہ یکم جمادی الآخرہ 1445ھ 15 دسمبر 2023ء مسجد امام اعظم ابو حنیفہ نظامی نگر مرکزی شہر ہبلی میں نماز فجر کے بعد عرس عزیزی کی محفل کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور میلاد پاک کے قدیمی معمول سے کر دیا گیا۔ جس میں مشہور ومعروف نعت خواں حضرات نے حصہ لیا، مولانا انصار عالم مصباحی نے ترنم بار اور عشق رسول میں ڈوبے ہوئے نغمات سنائے۔ اور علمائے اہل سنت بالخصوص حضرت مولانا الحاج منصور عالم صاحب نعیمی نے سیرت حافظ ملت نور اللہ مرقدہ پر روشنی ڈالی۔ شمع بزم معرفت، قطب الارشاد بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور ابوالفیض استاذ العلما جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز صاحب قبلہ محدث مراد آبادی قدس سرہ العزیز نام ہے ہمہ گیر جامع الصفات شخصیت کا۔ سخاوتوں کے خزانہ کا نام حافظ ملت ہے تاج العارفین، شیخ المحدثین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے مسلک، مشن اور تعلیمات کے بہت بڑے نقیب و ترجمان کا نام مرشدی حافظ ملت ہے۔ حضور صدر الشریعہ کی دوررس نگاہ کرم کا نام شیخ الصابرین حافظ ملت ہے۔ مقدروں کے منارہ کا نام حافظ ملت ہے۔ علم وادب کا عظیم ادارہ الجامعۃ الاشرفیہ کے فروغ وارتقائی تابناک علامت کا نام حضرت عزیز ملت ہے۔ رب منان سربراہ اعلیٰ قبلہ کو باسلامت رکھے، آمین بجاہ سید المرسلین۔ ۸:۳۰ بجے سرکار حافظ ملت علیہ الرحمہ کا قل شریف ہوا، راقم السطور نے مخدومہ گرامی پیرانی ماں صاحبہ محسن صابری بیگم علیہا الرحمہ، حافظ ملت علیہ الرحمہ اور علامہ عبد الشکور عزیزی مصباحی کی ارواح طیبات کو ایصال ثواب کیا۔ عرس کا اختتام صلاۃ وسلام اور شجرہ خوانی پر ہوا۔ از: **رئیس احمد عزیزی** ادروی، ہبلی، کرناٹک۔

Mohd Alam Qadri
Mob: 9628926105

सबसे सस्ता
सबसे अच्छा

Haji Yar Mohd Qadri
Mob: 9616216647

SAUDIA

Salam Air

قادری ٹورس

بکنگ جاری ہے

क़ादरी टूर्स, उमरह

रवानगी
लखनऊ से
जद्दा

2023/24 عمرہ پیکیج

उमरह
80000/-
से
100000/-

Ziyarat Bagdad, Karbala
Najaf, Kazmain

- Bagdad, Karbala
- Najaf, Kazmain
- Baitul Muqaddas

85,000/-
90,000/-
12 Days

महीने में 2 बार रवानगी

★ Lucknow To Jeddha Direct Flight Soudi Aierline
★ Lucknow To Moskat, to Jeddha
★ Delhi To Jeddha Direct Flight
★ Gorakhpur To Delhi To Jeddha

सहुलियात–उमरह वीजा ★ टिकट

चाय, नाशता दोपहर, शाम के खाने का इन्तेजाम रिहाइश हरम के करीब वाईफाई होटल लॉबी, लान्ड्री सर्विस मक्का शरीफ और मदीना शरीफ की ज़ियारत ए.सी.बस से और माहिर मोअल्लिम के साथ,

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں

IATA TAFI

Comfort TRAVEL GROUP
We Provide Comfort
APPROVED BY GOVT. OF INDIA (COMFORT TRAVELS)
REGD. NO. B-0182/BOM/PART/1000+/3/3513/92-93 (Ministry of Labour)
Email: newlucknow@comforttravelgroup.com
Website: www comforttravelgroup com

D-15,1st Floor, Arif Chamber-
II Sahara India Bhawan
Kapoorthala, Aliganj, Lucknow-U.P.-226024
Mob: 9616216647
9628926105

RIZVI PRESS : 9453602786

R.N.I. No. 29292/76
Regd. No. AZM/N.P.28 2023-25

THE ASHRAFIA MONTHLY

Mubarakpur Azamgarh (U.P.) 276404 (INDIA)

DEC.2023

(Mob. No.) 9450109981 (Mumbai Office) 022-23726122 (Delhi Office) Tel. 011-23268459, Mob.No. 9911198459

www.aljamiatulashrafia.org Email: info@aljamiatulashrafia.org

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کا علمی فیضان ہندوستان گیر ہی نہیں بلکہ اب عالم گیر ہوگیا ہے۔ اشرفیہ نے جس برق رفتاری سے ارتقائی منزلیں طے کی ہیں اشرفیہ کے معاونین اور دیگر اہلِ خیر اس سے بخوبی واقف ہیں۔ اس وقت دو سو پچاس سے زائد افراد پر مشتمل ایک متحرک اور فعال اسٹاف اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہے اور مختلف شعبوں میں تقریباً گیارہ ہزار طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بیرونی طلبہ کی خوراک، رہائش اور اساتذہ و ملازمین کی تنخواہوں پر ایک خطیر رقم سالانہ خرچ کی جاتی ہے۔ لہٰذا یہ ادارہ بجا طور پر اہلِ خیر حضرات کی خصوصی توجہ کا طالب ہے۔ والسلام

عبدالحفیظ عفی عنہ

سربراہِ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

DONATION

You can make donation by cheque, Draft or by online in the favour of-

(For Education) برائے تعلیمی چندہ	(For Construction) برائے تعمیری چندہ
(1) Darul Uloom Ahle Sunnat Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom **Central Bank of India** **A/C 3610796165** IFSC. Code: CBIN 0284532	(1) Aljamiatul Ashrafia **Central Bank of India** **A/c 3610803301** IFSC. Code: CBIN 0284532
(2) Darul Uloom Ahle Sunnat Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom **Union Bank of India** **A/C 303001010333366** IFSC. Code: UBIN 0530301 Branch Code: 530301	(2) Aljamiatul Ashrafia **Union Bank of India** **A/c 303002010021744** IFSC. Code: UBIN 0530301 Branch Code: 530301
(3) Darul Uloom Ahle Sunnat Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom **Punjab National Bank** **A/c 05752010021920** IFSC. Code : PUNB0057510	(3) Aljamiatul Ashrafia **Punjab National Bank** **A/c 05752010021910** IFSC. Code : PUNB0057510

(1)- Exempted u/s 80G, (5) (VI), of Income Tax Act. 1961, Vide File No. Aa.Ayukt/Gkp/80G, Redg. S.No. 178/2011-12 Dt. 30/8/2011 w.e.f A.Y 2012-13 (F.Y.2011-12)
(2)- Exempted u/s 12A, Vide Letter No. 177/2011-12

BHIM
BHARAT INTERFACE FOR MONEY

BHIM UPI Payments Accepted at
Darul Uloom Ahle Sunnat
Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom
Account Number : 3610796165, IFSC Code: CBIN0284532

SCAN & PAY ANY UPI SUPPORTED APPS

Only for Foreign Countries. FCRA Registration. No.236250051 Nature: Educational Social. For Account Detail, please visit http://aljamiatulashrafia.in/donation.php?lang=EN